یہ عجایب کتاب تصنیف حضرت

ابوالفدا اسمعیل بادشاہ ملک حمات کا اردو ترجمہ ہے موسوم بہ

تاریخ ابوالفدا اردو

جلد دوم

مطبوعہ مطبع افغانی شہر امرتسر ملک پنجاب

در سنہ ۱۳۱ ہجری مطابق سنہ ۱۹ عیسوی

باہتمام

نیاز علی خان سوداگر تاجر کتب مالک

مطبع افغانی امرتسر حال بازار مکان نمبر ۱۱۵۵

تاریخ ابو الفدا اردو

انسان کو شرف جمیع حیوانات پر بحض عقل کے سبب سے ہی کیونکہ وہ عقل کے وسیلہ سے بہت امور مخفیہ و جدیدہ کو معلوم کرکے اونکے نتایج نیک و بد کا انتظام کر لیتا ہی جس سے اپنی ذات اور دیگر مخلوقات کو بہت فایدہ پہنچتا رہتا ہے چونکہ یہ کام نہایت دشوار اور نہایت مہلت طلب ہے اور عمر و طاقت بشری اوسکے مقابلہ میں نہایت کم ہے اس وجہ سے تمام امور کا تجربہ و عمل ہر شخص بذات خود نہیں کر سکتا بلکہ ایک دوسرے کے اقوال و افعال کے دید و شنید سے نمونہ حاصل کرکے بہت ترقی کر سکتا ہے چنانچہ اسی سبیل سے آجتک موجودہ ترقی ہو چکی ہے اور اگر زمانہ کی آب و ہوا بھی یہی جیسا کہ آجکل دنیا کی اکثر حصوں میں ہے ترقی کی رفتار نہایت تیزی پر ہے تو کچھ عرصہ میں ایسی بڑی ترقی کی امید ہے جو اس زمانہ کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہے پس ہمیشہ انسانوں کے تمام افعال و اقوال و رسوم و طریق معاشرت کی یادداشت آیندہ زمانہ کے انسانوں کیواسطے نہایت مفید و ضروری ہے یادداشت تجربات طبعیات کو علم حکمت اور حساب کے تجربات کو ہندسہ اور بعد رہ فلکیات کو علم ہیئت و نجوم کہتے ہیں اسیطرح ہر فن کے متعلق یادداشت کا کوئی نام مقرر کیا جاتا ہے۔ ایک خاص اعلی طبقہ کے اشخاص جو کمال عقل و طاقت بشری کی وجہ سے بہت لوگوں پر غالب ہو کر کسی حصہ دنیا پر کچھ عرصہ کیلیے قابض و حاکم اور پیشوا رہیں اونکے حالات کو علم تواریخ کہتے ہیں۔ چونکہ ایسے اعلی درجہ کے لوگوں کے افعال و اقوال سے جنس انسان کو ہمیشہ سخت تعلق ہے اور اونکے حالات میں اونکے زمانہ کی اکثر حالات بھی معلوم ہو جاتے ہیں اسلئے علم تواریخ کی ضرورت و فواید کا اندازہ نہیں ہو سکتا بشرطیکہ حالات صحیح و قرین عقل نمونہ کے قابل ہوں لیکن غلط بیانات کی تاثیر برعکس نقصان ہے اسواسطے ہر ایک قدیم زمانہ کے لوگوں نے بیشمار کتب علم تواریخ مختلف زبانوں میں تصنیف کی ہیں جنمیں سے ہزاروں موجود ہیں اور ہزارہا اسطرح سے نایاب ہو گئی کہ خودغرض جابروں کی جہالت اور متعصب انصاف فروں کے ظلم اور طول زمانہ کے حوادث اور انقلابوں سے بالکل تلف ہو گئی ہیں کتاب تاریخ ابو الفدا جو سرگذشت عالم کا دریا اور امور دینی و دنیوی کا رہنما ہے اور مضامین اوسکے دلپذیر اور عبارت دلچسپ ایسا کہ گویا غذائے روح اور قوت ایمان ہے اور عبرت و نصایح کا سرچشمہ ہے تحقیقات اسکی یہ کہ آج تک کئی ہزار برس تک واقعات کا جدا جدا تاریخیں اور اوقات ایسے صحیح درج کئے ہیں جنکی میزان ملانے میں موفق نہیں آ سکتا نہایت صحیح و معتبر عجیب مفید عام کتاب ہے درمیان سنہ ۷۲۹ کے زبان عربی میں تصنیف ہوئی تھی اور نام اوسکا **المختصر فی اخبار البشر** رکھا گیا اور سنہ ۱۰۲۹ھ میں فارسی زبان میں ترجمہ ہوا اوسکا نام **خلاصة الاخبار** رکھا گیا اور سنہ ۱۲۸۶ھ میں مولوی کریم الدین انسپکٹر مدارس سررشتہ تعلیم پنجاب نے زبان اردو میں اسکا ترجمہ کیا اور نام اسکا **ریاض الاخبار ترجمہ تاریخ ابو الفدا** رکھا اب ۲۵ سال کے بعد درمیان سنہ ۱۳۱۳ ہجری نبوی مطابق سنہ ۱۸۹۵ء کے راقم نے اسکو بڑی محنت سے طبع کرایا یہ تاریخ کتاب تصنیف کی ہوئی حضرت ابو الفدا اسمعیل بادشاہ ملک حماة کی ہے جو نہایت عادل سخی و شجاع و عاقل و فاضل علوم متفرقہ اور مصنف بہت سی کتب تواریخ و علوم مشکلہ و فنون عجیبہ صنایع مفیدہ کا ہے۔ مدت دراز تک سلطنت کر کے ساٹھ برس کی عمر میں اپنی پیشگوئی کے مطابق درمیان سنہ ۷۳۲ ہجری نبوی کے ملک حماة میں ہی ملک بقا ہوئے۔ بادشاہ موصوف نے لاکھوں روپیہ کے خرچ اور سالہا سال کی محنت سے اسکو تصنیف کیا تھا کتاب کے دیباچہ میں یہ سب حالات درج ہیں۔ یہ کتاب مستطاب باوجود ایسے اوصاف کے ایسی نایاب تھی کہ اہل ہند اسکے فواید سے بے بہرہ تھے اب راقم کی کوشش سے طبع ہو کے اسکی تین جلدیں چھاپی گئی ہیں جس قدردان کو اسکا شوق ہو یہ موقعہ غنیمت جانکر راقم سے بارسال قیمت و محصول کے طلب فرمائیں

جلد اول جس میں تواریخ قدیمہ پیدایش آدم سے زمانہ عرب مستعربہ تک کے صحیح ترتیب وار حالات ہیں قیمت فی جلد عہ محصول ۴؍

جلد دوم جسمیں پیدایش محمد الرسول اللہ کے زمانہ سے لغایت سنہ ۳۲۰ ہجری تک کے صحیح مفصل ترتیب وار سالانہ حالات عجیب ہیں قیمت فی جلد عہ محصول ۴؍

جلد سوم جسمیں ابتدائے سنہ ۳۲۱ ہجری سے شروع سلطنت عباسیہ سنہ … ہجری سلطان محمود غزنوی کے عہد تک کے صحیح مفصل ترتیب وار سالانہ حالات ہیں قیمت فی جلد عہ محصول ۴؍

راقم نیاز علی خان سوداگر تاجر کتب مالک مطبع افغانی امرتسر

مختصر فہرست مضامین کتاب تاریخ ابوالفدا اردو جلد اول و دوم و سوم کی

اور مفصل فہرست مضامین کامل کتاب کے شروع ہر جلد شامل ہوگی

پہلی جلد کی فہرست کے ہر سطر کے اخیر میں اون سالوں کی تعداد ہے جو زمانہ ماقبل سنہ ہجری نبوی کے گذرے ہیں۔

مضامین مختصر جلد اول

مختصر فہرست مضامین جلد دوم

مختصر فہرست مضامین جلد سوم

تمام شد جلد سوم

مطبوعہ مطبع افغانی امرتسر باہتمام نیاز علی خاں تاجر کتب مالک مطبع مذکور

اصل عربی زبان سے

تاریخ ابوالفدا کا ترجمہ اردو

جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان ہے محمد صلعم مصطفےٰ کا

بیان ہے پیدائش محمد صلعم مصطفےٰ صلعم اور شرافت بیت طاہرہ آنجناب کا واضح ہو کہ محمد رسول اللہ صلعم کے والد کا نام **عبداللہ** ابن عبدالمطلب ہے حضرت عبداللہ کی پیدائش اصحاب فیل کے آنیسے پچیس ۲۵ برس پیشتر ہوئی تھی عبدالمطلب اونکے باپ حضرت عبداللہ کو بہت پیار کرتے تہے اور باعث اسکا یہ تھا کہ یہ لڑکا اونکی اولاد میں سب سے خوبصورت اور پارسا سیرت تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ والد رسول اللہ صلعم بموجب ارشاد اپنے باپ عبدالمطلب کے بطور مسافرت کہیں گئے تھے جبکہ مقام یثرب کے پاس پہنچے بتقاضائے ہنگام اجل طایر روح اونکا اس مقام سے بعالم بالا پرواز کرگیا اور محمد مصطفےٰ اون ایام میں دو مہینے کے تھے بعض کہتے ہیں کہ حمل ہی میں تھے بہر تقدیر عبداللہ مذکور درمیان مکان حارث ابن سراقتہ العدوی کے جو کہ عبدالمطلب کا ماموں تھا مدفون ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ درمیان مکان نابغہ کے جو بنی نجار کا تھا اوسمیں دفن کیے گئے۔ اور میراث میں اونہوں نے پانچ اونٹ۔ ایک لونڈی حبشہ مساۃ برکت جسکی کنیت ام ایمن ہے جسنے رسول مقبول کو گود میں کھلایا تھا چھوڑی تھی۔ اور والدہ رسول مقبول کی بی بی آمنہ دختر وہب بن عبد مناف کی بیٹی عبداللہ بن عبدالمطلب کی بیوی تہی

نام **آمنہ** ہے۔ یہ آمنہ بیٹی ہے **وهب** بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ابن مرہ
بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی۔ اس فہر کا نام قریش بھی ہے۔ عبد المطلب نے وہب مذکور سے جو
بنی زہرہ کا سردار تھا خواہش کر کے اپنی بیٹی عبد اللہ کی شادی کی تھی اون سے محمد مصطفی صلعم بارہویں
تاریخ ربیع الاول کو درمیان اوس سال کے جس میں اصحاب فیل نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی پیدا ہوئے اور واقعہ فیل
بعد گذرنے نصف ماہ محرم ۸۸۲ کے نوشیروانی کے اوس سال میں کہ جس میں عمیر پیدا ہوئے تھے اور تولیہ
اسکندر کو دار پر آٹھ سو کیاسی برس گذر چکے تھے اور ابتدا سلطنت بخت نصر کو ایکہزار تین سو برس تک پہنچے تھے
کتاب دلائل النبوۃ کی جو حافظ ابی بکر احمد البیہقی الشافعی کی تصنیف ہے یہ لکھا ہے کہ ساتویں روز ولادت محمد صلعم کے اونکے جد بزرگوار نے ایک ذبیحہ کر کے
تمام قریش کی دعوت کی۔ جب سب قریش جمع ہو چکے اوس وقت کہنے لگے کہ اے عبد المطلب جس لڑکے
کی خاطر تو نے ہماری ضیافت کی ہے اوسکا کیا نام رکھا اونہے جواب دیا کہ میں نے اوس لڑکے کا نام **محمد**
رکھا ہے قریش بولے کہ اپنے کنبے کے ناموں پر نام نہ رکھا۔ عبد المطلب نے در جواب اونکے یہ بیان کیا
کہ لفظ محمد کے معنے ہیں سراہا گیا اسلئے میں نے یہ نام رکھا تاکہ خدا آسمان پر اور خلق زمین پر اوسکی حمد کریں
اور ہر ایک کے منہ سے محمد نکلے۔ روایت ہے حافظ ابی بکر مذکور سے یہ روایت حضرت **عباس**
تک پہنچی ہے حضرت عباس فرماتے ہیں کہ محمد مصطفی ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے تھے۔ یہ حال
عبد المطلب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ امر میرے بیٹے کی عزت اور توقیر پر دلالت
کرتا ہے۔ روایت کی ہے حافظ مذکور نے جسکی سند مخزوم بن ہانی المخزومی تک پہنچی ہے وہ اپنے باپ
کی زبانی روایت کرتا ہے کہ جبکہ رسول مقبول اس جہان میں پردہ شکم سے جلوہ آرا ہوئے اوس وقت
کسریٰ کے محل کو ایسی حرکت ہوئی کہ اوسکے چودہ کنگورہ گر پڑے۔ اور وہ آگ فارس کی جو ہزار برس سے
جلتی تھی اور کبھی افسردہ نہ ہوئی تھی یکبارگی ٹھنڈی ہو گئی اور بحیرہ ساوہ کا پانی سوکھ گیا۔ اور
موبذان قاضی فارس نے ایک خواب مہیب دیکھا کہ کوئی عربی گھوڑا ایک شتر قوی کو کھینچے ہوئے لئے جاتا ہے اور
نہر دجلہ ٹوٹ کر تمام اوسکے بلاد میں پھیل گئی ہے بوقت صبح کسریٰ بہت مضطرب اور بیقرار ہوا یا الٰہی یہ
کیا خواب ہے چنانچہ اوسنے موبذان قاضی فارس سے دریافت کیا۔ اس قاضی کو آیندہ ہونے والی
باتوں کا بھی علم تھا اوسنے سوچ بچار کر کہا کہ جہاں پناہ تعبیر اس خواب کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ کوئی شخص عرب کے
ملک میں ذیشان پیدا ہوا ہے اوسکے ظہور کی یہ بشارت ہے یہ سنکر کسریٰ نے اپنا نامہ **نعمان**

بن المنذر کو لکھا۔ اس نامہ کا مضمون یہ ہے کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ کوئی شخص عالم و فاضل عرب سے اسطرح کا جو میں اوس سے سوال کروں وہ میری تشفی کر دے میرے پاس روانہ کرو۔ نعمان نے **عبد المسیح** بن عمرو بن حنان الغسانی کو بھیجدیا اوسکے سامنے کسریٰ نے سب حال خواب کا اور محل کا ہلنا۔ اور کنگروں کا گرجانا بیان کیا اور کہا۔ کہ اسکا جواب شافی مجھکو دو۔ اوسنے عرض کی کہ جہاں پناہ میرا ماموں مسمیٰ سطیح جو نواح شام میں رہتا ہے اوسکو اس علم میں مہارت تامہ ہے۔ کسریٰ نے حکم دیا کہ اچھا اوسکے پاس جاکر سب بیان کرو جو تاویل و تعبیر وہ بیان کرے اوسکی جلد اطلاع کرو۔ چنانچہ عبد المسیح بارادہ ملاقات سطیح ملک شام میں گیا مگر افسوس کہ جب وہ اپنے ماموں سطیح کے پاس پہنچا وہ حالت نزع میں تھا۔ اوسنے جاکر سلام کیا اور مزاج پرسی کی وہ مطلق جواب نہ دیسکا تب عبد المسیح نے چند شعر درباب ناکامی اور عدم مقصود براری کے پڑھکر سنائے سطیح نے وہ شعر سنکر آنکھیں کھولکر دیکھا تب عبد المسیح نے کہا کہ میں شتر تیز رفتار پر سوار ہو کر آپ کی ملاقات کیواسطے آیا تھا اور مجھکو بادشاہ بنی ساسان نے بہ سبب حرکت کرنے اوسکے ایوان کے اور سرد ہو جانے آگ فارس کے واسطے تعبیر خواب موبذان کے بھیجا ہے اوسنے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ کوئی عربی گھوڑا اشتر قوی کو کھینچے ہوئے لئے جاتا ہے اور نہر دجلہ کٹ کر تمام اوسکے شہروں میں پھیل گئی ہے۔ لیکن بہ سبب شامت طالع کے آپسے ملاقات اسوقت نہ ہوئی کہ آپ کوئی دم کے مہمان ہیں اوسنے کہا عبد المسیح جبکہ ذکر ضدا بہت ہو گئے تب ٹوانٹنے والا پیدا ہوا اسواسطے آگ فارس کی بجھ گئی اور نہر سماوہ۔ اور بحیرہ ساوہ دونوں کا پانی سوکھ گیا اب ملک شام نہ رہیگا میرا۔ اوسی کے خاندان کے بادشاہ اور بادشاہزادیاں راج کرینگی۔ اور جو ہونیوالا ہے بیشک آویگا۔ یہ لکھکر سطیح مرگیا۔ اور عبد المسیح نے کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر جو اوس نے کہا تھا سب سنایا۔ راوی کہتا ہے کہ میرے سامنے کی بات ہے کہ چودہ بادشاہ ہوئے اور ایسا انقلاب عظیم اس عرصہ قلیل میں ہوا کہ کہا نہیں جاتا چنانچہ دس بادشاہ تو چار برس کے عرصہ میں حکومت کر چکے تھے کتاب عقد میں ہے کہ سطیح نزار بن معد بن عدنان کے زمانہ میں موجود تھا جنے میراث کی تقسیم درمیان بنی نزار کے کی تھی۔ مراد بنی نزار سے مضر اور اوسکے بھائی ہیں۔ درباب شرافت جناب رسول خدا اور اہل بیت جناب کی روایت ہے حافظ بیہقی سے اوسکی سند حضرت عباس رضی اللہ تک پہنچی ہے حضرت عباس فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے پیغمبر خدا صلعم سے عرض کی کہ قریش جب آپس میں ملتے

ہیں تب بہت بشاش ہوکر ہنسی وخوشی سے ملتے ہیں۔ اور یا حضرت جب ہم سے ملتے ہیں تو منہہ بنا لیتے ہیں یہ بات سُنکر جناب رسول خدا صلعم کو بہت غصہ آیا اور آپنے ارشاد کیا کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جسکے ہاتھ میں جان ہے محمد کی کبھی وہ شخص مومن نہ ہوگا جب تک محبت خالصاً واسطے اللہ کے اور رسول کے نکریگا۔ ایک روایت حضرت عمرؓ سے ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم چند شخص رسول اللہ کے صحن خانہ میں کھڑے تھے ایک عورت وہاں سے گذری کسی نے کہا کہ یہ عورت پیغمبر خدا کی بیٹی ہے ابوسفیان کہنے لگا کہ محمد بنی ہاشم میں ایسے ہیں جیسے پھول درمیان خوشبو کے۔ یہ بات وہ عورت سُنتی ہوئی چلی گئی اوس نے جاکر رسول اللہ صلعم کو سب باتیں سُنائیں۔ آپ یہ سُنکر خفا ہوئے اور غصہ میں بھرے ہوئے باہر آئے اور آپنے ارشاد کیا کہ افسوس ہے اون لوگوں پر جنکی مجھہ تک باتیں پہنچی ہیں۔ سنو خدا تعالیٰ سات آسمان پیدا کرکے جو اون میں سب سے بلند تھا اوسکو پسند کیا۔ اور اون آسمانوں میں جسکو اپنی پیدایش سے چاہا بسایا۔ پھر دنیا بہ اپنی پیدایش پیدا کی۔ اور اون میں سے آدمیوں کو برگزیدہ کیا اور پسندیدہ بنایا۔ پھر تمام آدمیوں پر عرب کو شرافت دی۔ اور عرب میں خصوصاً قبیلہ **مضر** کو برگزیدہ کیا۔ اور اوس قبیلہ میں سے خاص قریش لوگ بزرگ بنائے اور قریش میں سے بنی ہاشم اور تمام بنی ہاشم میں سے مجھکو پسند کیا۔ اس روایت سے شرافت جناب رسول خدا کی اظہر من الشمس ہے اور ایک روایت حضرت **عایشہ** سے بھی ہے۔ وہ فرماتی ہیں سُنا میںنے رسول خدا سے اونکو حضرت جبرئیل نے کہا کہ اے محمد صلعم میں تمام زمین مشرق مغرب تک پھرا ہوں کوئی قبیلہ یا قوم خاندان بنی ہاشم سے بہتر میںنے نہیں پایا۔

بیان ہے پیغمبر خدا صلعم کے نسب کا

واضح ہو کہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کا حال ہم لکھ چکے ہیں یعنی جو لوگ کہ پیغمبر خداؐ کے نسب نامہ میں داخل ہیں اون کا نام اور جو خارج ہیں اونکا نام بھی مذکور ہو چکا ہے اب ہم نسب نامہ جناب رسول خدا کا علی التواتر اور پے ہم ایک طرف سے ذکر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ **ابوالقاسم محمدؐ** بیٹا عبداللہ کا۔ وہ بیٹا عبدالمطلب کا وہ بیٹا ہاشم کا۔ وہ

بیٹا عبد مناف کا۔ وہ بیٹا قصی کا۔ وہ بیٹا کلاب کا۔ وہ بیٹا مرہ کا۔ وہ بیٹا کعب کا۔ وہ بیٹا لوی کا۔ وہ بیٹا غالب کا۔ وہ بیٹا فہر کا۔ وہ بیٹا مالک کا۔ وہ بیٹا نضر کا۔ وہ بیٹا کنانہ کا وہ بیٹا خزیمہ کا۔ وہ بیٹا مدرکہ کا۔ وہ بیٹا الیاس کا۔ وہ بیٹا مضر کا۔ وہ بیٹا نزار کا۔ وہ بیٹا معد کا۔ وہ بیٹا عدنان کا۔ معلوم رہے کہ نسب رسول خدا کا عدنان تک بالاتفاق ہے اس میں کچھ گفتگو نہیں۔ اور یہ بیشک ہے کہ عدنان حضرت **ابراہیم** خلیل اللہ علیہ السلام کی اولاد سے ہیں لیکن وہ پشتیں جو کہ درمیان عدنان اور اسماعیل علیہ کے ہیں اونکی تعداد میں اختلاف ہے بعضوں نے چالیس آدمی شمار کئے ہیں اور بعضے سات کہتے ہیں اور **ام سلمہ** یعنی زوجہ رسول اللہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ یوں فرماتے تھے کہ عدنان بیٹا ہے ادد کا۔ اور وہ بیٹا ہے زید کا۔ وہ بیٹا برا کا۔ وہ بیٹا ہے اعراق الثری کا۔ اسلئے ام سلمہ نے فرمایا ہے کہ ہمیسع۔ اور برا بنت۔ اور اسماعیل۔ اعراق الثری پیچھے سے بڑہائے گئے ہیں اور بیہقی نے یوں ذکر کیا ہے کہ عدنان بیٹا ادو کا۔ وہ بیٹا المقوم کا۔ وہ بیٹا ناحور کا۔ وہ بیٹا تارح کا۔ وہ بیٹا یعرب کا۔ وہ بیٹا یشجب کا۔ وہ بیٹا نابت کا۔ وہ بیٹا اسمعیل کا۔ وہ بیٹا ابراہیم خلیل اللہ کا۔ اب ہم وہ بیان کرتے ہیں کہ جو ان النسابہ کے درمیان شجرۃ النسب کے ذکر کیا ہے اور وہی مذہب مختار ہے وہ یہ ہے کہ عدنان بیٹا ادد کا۔ وہ بیٹا ادو کا۔ وہ بیٹا الیسع کا۔ وہ بیٹا الہمیسع کا۔ وہ بیٹا سلامان کا وہ بیٹا حمل کا۔ وہ بیٹا قیدار کا۔ وہ بیٹا اسماعیل علیہ کا۔ درمیان ابراہیم کے اول جلد میں بیان ہو چکا ہے اوسکے اب پھر ذکر کرنیکی کچھ حاجت نہیں۔ بیہقی بیان کرتا ہے کہ ہمارا استاذ ابوعبداللہ الحافظ کہتا تھا کہ نسب رسول اللہ کا عدنان تک صحیح ہے۔ اور ماورا عدنان کے غیر معتبر ہے۔

بیان دودہ پلانے رسول اللہ صلعم کا

مخفی نہ رہے کہ دایہ اول رسول خدا جسنے بعد حضرت کی والدہ کے دودہ پلایا اوسکا نام **ثویبہ** ہے۔ یہ ابی لہب کے یعنے رسول اللہ صلعم کے چچا کی کنیزک تھی۔ اس لونڈی کے ایک بیٹا مسمی مسروح۔ اوسکا دودہ رسول خدا اور آپکے چچا حضرت حمزہ کو اور ابا سلمہ ابن عبد الاسد مخزومی کو پلایا کرتی تھی۔ اسلئے یہ دونوں شخص پیغمبر خدا کے رضاعی بھائی تھے۔

بیان دودہ پلانے دایہ حلیمہ سعدیہ کا رسول خدا کو

پوشیدہ نہ رہے کہ عرب کا دستور یہ تھا کہ بدوی عورتیں جنگل کی رہنے والیاں درمیان مکہ معظمہ کے دودہ پلانے کی تلاش میں آیا کرتی تھیں چنانچہ اوسی عادت قدیمہ پر چند عورتیں بخواہش دودہ پلانے کے مکہ میں آئیں سب کو بچے واسطے پرورش کے مل گئے مگر دایہ حلیمہ کو کوئی بچہ سوائے محمدؐ کے نہ ملا بات یہ ہے کہ رسول خدا اون ایام میں یتیم تھے اسلئے کوئی دایہ اونکو دودہ پلانا اختیار نہ کرتی تھی کیونکہ وہ اپنے بھلے کی امید لڑکوں کے باپ سے رکھا کرتی تھی اور جو عورت خود رانڈ ہوتی تھی اوسکو جانا کرتی تھیں کہ یہ کیا سلوک کریگی لیکن دایہ حلیمہ بنت ابی ذویب بن الحارث السعدیہ نے حضرت کی والدہ سے یعنی آمنہ سے آپکو لیکر دودہ پلانا شروع کیا اور اپنے ہمراہ اونکو لئے ہوئے بادیہ بنی سعد کو جہاں وہ رہتی تھی چلی گئی۔ خدا تعالے نے اوس عورت کو ایسی برکت بخشی کہ کبھی اوسکو ایسی فراغت نصیب ہوئی تھی۔ جب آپنے دودہ چھوڑ دیا۔ تب لیکر وہ حضرت کو مکہ میں لائی۔ اور آپکی والدہ ماجدہ سے درخواست کی کہ حضرت کو تا حین بلوغ میرے پاس رہنے دے کیونکہ مجھکو اس لڑکے سے کمال الفت ہے اور مکہ میں وبا کا بہت زور شور رہتا ہے جب حضرت کی والدہ نے دیکھا کہ کسی طرح پیچھا نہین چھوڑتی اونہوں نے بھی اجازت دیدی وہ دایہ حضرت کو ہمراہ لیکر بادیہ بنی سعد کو پھر گئی حضرت نے اوس دایہ کے پاس رہنا اور پرورش پانا شروع کیا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلعم اپنے بھائی رضائی کے ساتھ جنگل میں گئے تھے کہ ناگاہ وہ دایہ حلیمہ کا بیٹا اپنی ماکے پاس مضطرب آیا اور آکر کہنے لگا کہ اوس لڑکے قریشی کا دو آدمی سفید کپڑے والوں نے لٹا کر پیٹ پھاڑ ڈالا۔ یہ خبر دایہ حلیمہ سنکر معہ اپنے خاوند کے مضطرب الحال بھاگی گئی وہاں جاکر جو دیکھا تو حضرت صحیح سالم کھڑے ہیں بروقت استفسار کے حضرت نے بیان کیا کہ دو آدمی آئے تھے اونھوں نے لٹا کر میرا پیٹ پھاڑ ڈالا تھا حلیمہ کا خاوند بولا کہ میں تو یہ جانتا ہوں کہ اس لڑکے کو جنون ہوگیا ہے تو اوسکو ہمراہ لیجا کر اوسکے کنبے میں چھوڑ آ۔ دایہ حلیمہ کو بھی خوف ہوا۔ حضرت کو اپنے ہمراہ لیکر اونکی والدہ آمنہ کے پاس آئی حضرت کی والدہ نے ارشاد کیا کہ آج تیرے دل میں کیا مہر آئی جو تو میرے بیٹے محمدؐ کو اپنے ساتھ یا رادہ چھوڑ جانے کے لائی تجھکو تو

اس لڑکے سے نہایت محبت تھی - دایہ حلیمہ نے سب حال بیان کیا - آمنہ نے فرمایا تو بہوتی ہے
اسکو نہ جنون ہے نہ کوئی دیو چمٹا ہے نہ کوئی شیطان کو اوسپر دخل ہو سکتا ہے کیونکہ میرا بیٹا ایسا
ہی رتبہ والا ہے - رضاعی بھائی حضرت کے یہ ہیں - عبد اللہ - اور انیسہ - اور جذامہ جو کہ موصوف الصفات
اسیمہ اپنے کی تھی - یہ تینوں لڑکے دایہ حلیمہ سعدیہ کے پیٹ سے اور حارث بن عبد العزیٰ کے
تخم سے تھے اور یہ حارث مذکور رضاعی والد پیغمبر خدا کا ہے - جن ایام میں کہ پیغمبر خدا صلعم حضرت
خدیجہ سے نکاح کر لیا تھا اون ایام میں دایہ حلیمہ اونکے پاس آئی تھی اور کہنے لگے کہ بسبب
قحط سالی کے ہم لوگ بہت تنگ ہیں حضرت نے یہ حال اپنی بیوی خدیجہؓ سے بیان کیا اوس نے
چالیس گوسفند اوسکو دیں - اور ایک دفعہ دایہ حلیمہ معہ اپنے شوہر حارث مذکور کے بعد نبوت رسول خدا
صلعم کے آئے تھے اور دونوں مشرف اسلام مشرف ہو کر چلے گئے تھے جبکہ دایہ حلیمہ حضرت کو اونکی
والدہ کے سپرد کر گئی تب جناب رسول مقبول نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں رہنا شروع کیا جب
اونکی عمر چھ برس کی ہوئی اوسوقت یکبارگی یہ حادثہ عظیم برپا ہوا کہ حضرت کی والدہ درمیان
ایک گانوں ابوا کے جو درمیان مکہ اور مدینہ کے قریب ودان کی ہے بقضا و رضا الٰہی فوت
ہوئیں اور اونکے اس جا آنیکا یہ سبب تہا کہ آمنہ اپنی بہائیوں سے جو قبیلہ بن عدی بن النجار سے
ہیں حضرت کی ملاقات کروانے کو آئی تھی بعد مراجعت کے راہ میں انتقال فرمایا - بعد ازاں حضرت کو
اونکے دادا عبد المطلب پرورش کرتے - بعد دو برس کے وہ بھی گذر گئے - اوسوقت حضرت
کی عمر آٹھ برس کی تھی - حضرت کے چچا ابو طالب بن عبد المطلب خبر گیر حضرت کے ہوئے ابو طالب
حقیقی بھائی عبد اللہ والد رسول اللہ کا تھا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ابو طالب پیغمبر خدا کو اپنے ہمراہ
ملک شام کی طرف کسی تجارت میں لے گئے تھے جبکہ شہر بصرے میں داخل ہوئے - یہ وہ شہر ہے
جو شام میں واقع اور یہ وہ بصرہ نہیں جو عراق کا ایک مشہور شہر ہے اتب عمر حضرت کی تیرہ برس کی
تھی - اس شہر میں عبد المطلب کی ملاقات ایک راہب مسمی بحیرا سے ہوئی اوس راہب نے ابو طالب
سے کہا کہ اس لڑکے کو بحفاظت تمام اپنے ہمراہ لیکر اولٹا چلا جا اور یہودیوں سے ڈرنا رہ ایسا
نہ ہو کہ اس بچہ کو مار ڈالیں - کیونکہ یہ تیرا بھتیجا ہونہار ہے - چنانچہ ابو طالب نے حضرت کو اپنے ہمراہ
لیکر بعد فراغ تجارت کے مکہ کو مراجعت کی کہ جب پیغمبر خدا جوان ہوئے اوسوقت کے یہ اوصاف

اونکے ہیں کہ صاحب مروت اور ذی حلم اور سب آدمیوں سے زیادہ فصیح اور سچے اور امین اور پارسا ایسے تھے کہ آپکے ہمعروں میں اور کوئی شخص ایسا نہ تھا چنانچہ تمام قوم میں حضرت بہت بڑے امین مشہور تھے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسے امور صالحہ اور نیک چلن اون میں جمع کیے تھے کہ نسب میں معزز اور مکرم تھے۔ جبکہ ایک لڑائی درمیان فجار اور قریش کے یعنے حضرت کے چچا اوسے جو ہوئی تھی اوسوقت حضرت کی عمر چودہ برس کی تھی۔ یہ ایک لڑائی درمیان قریش کی۔ اور کنانہ اور ہوازن کی ہوئی تھی۔ فجار اسواسطے کہتے ہیں کہ قوم ہوازن نے حرم کی ہتک عزت کی تھی اسوقت سے اونکو فجار کہا کرتے تھے اس جنگ میں اول حملہ قریش اور کنانہ پر ہوا۔ بعد ازاں قوم ہوازن پر ہوا مگر فتح قریشیوں کی ہوئی ؞

بیان اوس سفر کا جو حضرتؐ نے واسطے سوداگری خدیجہ بنت خویلد کے کیا تھا

واضح ہو کہ حضرت خدیجہ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصے بن کلاب کی بیٹی ہے یہ سوداگر بھی بڑی عزت والی اور بڑی مالدار قوم قریش میں تھی جبکہ اوس نے زبانی لوگوں کے یہ سنا کہ محمد مصطفےٰ بہت سچے اور امین آدمی ہیں حضرت کو بلا کر اون سے کہا کہ آپ میرے واسطے ملک شام کو بطور تجارت تشریف لیجایئے اور ہمراہ اپنے میرا غلام میسرہ لیجیے۔ منظور فرمایا۔ اور جو اسباب اس جا سے لاد کر لے گئے تھے جاتے ملک شام میں بیچ ڈالا۔ اور اوسکے عوض اور خرید کر کے مکہ معظمہ کو مراجعت فرمائی۔ چنانچہ مع اسباب محمولہ مملوکہ خدیجہؓ کے ہمراہ اوسی غلام کے مکہ میں تشریف لائے اوس غلام نے جو جو کرامتیں وہاں دیکھی تھیں سب اپنی مخدومہ کے سامنے حرف بحرف بیان کیں اور کہا کہ اکثر ایسا دیکھنے میں آیا کہ بوقت شدت گرما دوپہر کے وقت دو فرشتے جناب رسالت مآب کو سایہ کر لیتے تھے۔ بیوی خدیجہ نے یہ باتیں سنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست اپنے نکاح کی کی۔ حضرتؐ نے بعوض مہر بیس۲۰ اونٹ کے بیوی خدیجہ سے نکاح کر لیا یہ عورت اول زوجہ رسول مقبول کی تھی تاحین حیات اس بیوی کے حضرت کا نکاح دوسری کسی بیوی سے نہیں ہوا اور وقت نکاح حضرت خدیجہ کی عمر پیغمبر خدا کی پچیس۲۵ برس کی تھی۔ اور بیوی خدیجہ کی

چالیس برس کی تھی اور وہ بیوی بیوہ تھی تمام پیغمبر خدا کی بیویوں میں سوائے عائشہ صدیقہ کے کوئی
باکرہ نہ تھی اور یہ خدیجہ اول سب سے پیغمبر خدا پر ایمان لائی ہیں بعد اونکے نبی ہونے کے دس برس
تک آپ کی صحبت میں رہیں اور تین برس قبل ہجرت پیغمبر خدا کے حضرت بیوی خدیجہ نے وفات پائی

بیان ہے تعمیر کعبہ کا جو پھر کرنئی سے قریش نے کی ہے

کہتے ہیں کہ بعد وفات اسمعیل کے اونکا بیٹا نابت متولی خانہ کعبہ کا ہوا اوسکے بعد جرہم کیونکہ
عامر بن الحارث جرہمی کہتا ہے کہ ہم لوگ بعد نابت کے خانہ کعبہ کے متولی ہوئے اور ہم لوگ اوس
خانہ بزرگ کا طواف کیا کرتے تھے جس حال میں کہ کوئی مکہ میں رہتا تھا ہم وہاں رہا کرتے تھے مگر
گردشات زمانہ اور بدنصیبی نے ہمکو ہلاک کیا کیونکہ جرہم نے خدا سے بغاوت اختیار کی
اور سب محارم کو حلال جان لیا اسواسطے وہ ہلاک ہوئے اور پھر خانہ کعبہ کا متولی قبیلہ خزاعہ ہوا۔
اونکے بعد قریش ہوئے۔ جبکہ قریش لوگ خانہ کعبہ کے متولی ہوئے اونکے وقت یہ تجویز ہوئی کہ خانہ
کعبہ کو بلند بنانا چاہیے اسلئے اون لوگوں نے بناء اول کو مسمار کر کے پھر نئے سے تعمیر کرنی شروع کی
جبکہ حجر الاسود تک تعمیر پہنچی اوسوقت تمام قبایل عرب میں اختلاف ہوا کیونکہ ہر ایک قبیلہ بسبب عزت
اور بزرگی حجر الاسود کے خواہاں اس بات کا تھا کہ میں حجر الاسود کو اوسکے مقام پر رکھوں آخرش یہ
تجویز ٹھہرائی کہ کل کے روز بوقت صبح اول سب سے جو شخص حرم کے دروازہ سے یہاں آوے اوسکو حکم
اور منصف بناؤ وہ شخص جسکو حکم کرے وہ اس حجر کو اوسکے مقام پر رکھے پیغمبر خدا اول سب سے حرم کے
دروازہ کو آئے حضرت کو سب نے حکم بنایا حضرت نے یہ حکم دیا کہ ایک چادر مضبوط بچھاکر اوسپر حجر الاسود
رکھکر ہر ایک قبیلہ ایک کونہ اوس کپڑے کا پکڑ کر برابر اوٹھاؤ تاکہ سب مساوی رہیں سب کو یہ
رائے پسند آئی چنانچہ یونہی کیا حضرت نے بروقت پہنچنے حجر الاسود کے اوسکے موضع پر اپنے ہاتھ سے وہ
پتھر اوسکے مقام پر رکھا بعد ازاں تعمیر ہو چکی اور کعبہ نہایت طیار ہو گیا پہناوا ان لوگوں کا اوسوقت
میں یہ تھا کہ کتان کے کپڑے سفید مصریوں کے طور پر پہنا کرتے تھے بعد ازاں چادروں کا رواج
شروع ہو گیا مگر سب سے اول حجاج ابن یوسف نے چادر پہنی ہے اوسوقت عمر حضرت کی جبکہ قریش
نے آپکو حکم اور منصف بنایا تھا پینتیس برس کی تھی یعنی پانچ برس قبل رسالت سے یہ معاملہ ہوا

بیان ہے رسول ہونے محمد مصطفیٰ صلعم کا

واضح ہو کہ محمد مصطفیٰ صلعم چالیس برس کی عمر میں عہدہ رسالت پر ممتاز ہو کر خلق اللہ کو ہدایت فرمانے لگے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اونکے واسطے شریعت ناسخ عنایت فرمائی جس سے تمام شرائع ماضیہ کو منسوخ کر دیا۔ ابتدا رسالت میں جناب سرور کائینات کو رویا صادقہ دکھلائی دیا کرتے تھے۔ اور چونکہ جناب سرور خدا تعالیٰ کو بہت دوست رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ اونکو چاہتا تھا اسلئے درمیان جبل حرا کے ہر سال میں ایک مہینہ مراقبہ و خلوت فرماتے تھے۔ چنانچہ اوس عادت قدیم پر پیغمبر خدا صلعم جس سال میں کہ رسول ہوئے درمیان ماہ مبارک رمضان شریف کے جبل حرا کو واسطے اعتکاف کے مع اہلخانہ کے تشریف لے گئے۔ جبکہ وہ رات آئی جس میں خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب کو خلعت فاخرہ رسالت کا پہنایا اوس رات کو یہ واردات ہوئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے پیغمبر خدا صلعم کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ اِقرأ یعنی پڑھ۔ آپ نے ارشاد کیا کہ میں کیا پڑہوں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اقرأ باسم ربک الذی خلق الانسان من علق اقرأ و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ چنانچہ حضرت نے بموجب ارشاد کے یہ پڑھا ترجمہ پڑھ ساتھ نام پروردگار اپنے کے جس نے پیدا کیا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے۔ پڑھ اور پروردگار تیرا بہت کریم کرنیوالا ہے جسنے سکہایا ساتھ قلم کے سکہایا آدمی کو جو کچھ نہیں جانتا۔ بعد ازاں جب نبی صلعم پہاڑ میں تشریف لے گئے اوسوقت آسمان سے یہ آواز آئی کہ اے محمد صلعم تو رسول ہے اللہ کا اور میں جبرئیل ہوں۔ حضرت نے جبرئیل کو اوس مقام پر کھڑے رہ کر خوب ملاحظہ کیا۔ پھر محمد مصطفیٰ صلعم بیوی خدیجہ رضی کے پاس آئے حضرت نے جو مشاہدہ کیا تھا وہ سب حال بیان کیا۔ بیوی خدیجہ کہنے لگے کہ قسم ہے مجھکو اوس شخص کی جسکے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے میں امید رکھتی ہوں اور بہت خوش ہوں اس بات سے کہ آپ اس امت کے نبی ہوویں چنانچہ بیوی خدیجہ رضی۔ ورقہ ابن نوفل اپنے چچازاد بھائی کے پاس جسنے کہ کتابوں کو خوب پڑھا تھا اور یہودیوں اور عیسائیوں سے حضرت کی نبوت کی خبر جانتا تھا تشریف لے گئیں اور سب حال بانی محمد مصطفیٰ صلعم کا اوس سے بیان کیا۔ ورقہ نے کہا سبحان اللہ اے خدیجہ قسم ہے مجھکو خدا تعالےٰ کی اگر تو سچی ہے تو البتہ وہ راز دار جو مثل موسیٰ ابن عمران کے ہے بیشک ظاہر

ہوا اور وہ امت کا نبی ہے حضرت خدیجہ نے یہ حرف بحرف پیغمبر خدا سے بیان کیا کہ ورقہ یوں کہتا ہے جبکہ پیغمبر خدا ؐ اعتکاف پورا کر چکے تب خانہ کعبہ کے طواف کو تشریف لے گئے اور ایک ہفتہ تک حضرت طواف میں رہے۔ بعد ازاں گھر کو تشریف لائے پھر حضرت پر متواتر وحی کا آنا اور نازل ہونا شروع ہوا۔ سب سے اول بیوی خدیجہ مسلمان ہوئیں اسواسطے اس بیوی کی بزرگی حدیث سے بھی ثابت ہے چنانچہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ مردوں میں سے بہت مرد کامل ہوئے ہیں۔ لیکن عورتوں میں سوا چار عورتوں کے کوئی کامل نہیں ہوئی۔ یعنی آسیہ جورو فرعون کی۔ مریم بنت عمران۔ خدیجہ بنت خویلد۔ چوتھی فاطمہ بنت محمد ؐ۔

بیان ہے اوس شخص کا جو سب سے اول مسلمان ہوا

واضح ہو کہ جناب خدیجہ رضی اللہ کے اول ایمان لانے اور مسلمان ہونے میں سب کو اختلاف نہیں مگر اختلاف اونکے بعد میں ہے کہ بیوی خدیجہ کی بعد کون اول ایمان لایا۔ صاحب سیرت اور بہت سے اہل علم بیان کرتے ہیں کہ مردوں میں سے اول حضرت علی ابن ابی طالب نو برس کی عمر میں سب سے اول مسلمان ہوئے اور بعضے دس برس کی عمر بیان کرتے ہیں۔ اور ایک قول سے گیارہ برس کے ثابت ہے قبل مسلمان ہونے کے حضرت مرتضی علی ؑ پیغمبر خدا صلعم کے گھر تشریف رکھا کرتے تھے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جبکہ عرب میں قحط پڑا اوسوقت ابو طالب بہ سبب کثیر العیال ہونے کے بہت تنگ تھے محمد مصطفےٰ نے اپنے چچا عباس ؓ سے یہ کہا کہ آپ کا بھائی ابو طالب چونکہ کثیر العیال ہے آپ ہمراہ میرے تشریف لے چلیے ہم دونوں اونکو ہلکا کر دیں اور اوسکے بوجھ کو تقسیم کر لیں چنانچہ حضرت عباس اور پیغمبر خدا تشریف لے گئے اور ابو طالب سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپکا بوجھ ہلکا کریں ابو طالب نے کہا کہ عقیل کو میرے پاس رہنے دو اور جسکو چاہو لیجاؤ پیغمبر خدا ؐ نے حضرت علی ؑ کو لیا۔ اور حضرت عباس ؓ نے حضرت جعفر ؓ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اسواسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا کرتے تھے تا حین دعوے رسالت آنحضرت کے چنانچہ جسوقت حضرت نے ارشاد کیا کہ میں نبی ہوں خدا کا۔ حضرت علی ؓ اولاً ایمان لائے۔ اور جعفر حضرت عباس کے پاس رہا کرتا تھا۔ آخر کو وہ بھی مسلمان ہوا حضرت علی ؓ نے ایک شعر عربی اپنے اول مسلمان ہونیکا کہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے۔

مسلمان میں ہوا ہوں سب سے پہلے در آنحالیکہ نابالغ تھا لڑکا ۔ صاحب السیرۃ لکھتا ہے کہ بعد
علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے زید بن حارثہ غلام رسول اللہ کا جسکو حضرت نے خرید کر آزاد کر دیا تھا وہ مسلمان ہوا
بعد اوسکے ابو بکر صدیق ایمان لائے ۔ نام انکا عبد اللہ ہے اور یہ بیٹے ہیں ابی قحافہ کے جنکا نام عثمان
ہے اور کنیت ابو قحافہ اور بعضے یہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے اول ابو بکر صدیق مسلمان ہوئے ۔
بعد انکے حضرت عثمان ابن عفان اور عبد الرحمن ابن عوف ۔ اور سعد ابن ابی وقاص ۔ اور زبیر
ابن العوام ۔ اور طلحہ ابن عبید اللہ ۔ یہ لوگ بہ سبب تحریک نے ابو بکر رضی کے اور بہ سبب فہمایش حضرت
ابو بکر کے جو اونکو اپنے ہمراہ پیغمبر خدا کے پاس لایا مسلمان ہوئے تھے یہ لوگ اولین مسلمانوں میں سے
شمار کئے جاتے ہیں ۔ پھر ابو عبیدہ مسلمان ہوئے جنکا نام عامر بن عبید اللہ بن جراح ہے اور
عبیدہ بن الحارث اور سعید ابن زید ابن عمرو بن نفیل بن عبد العزی یہ چچا کا بیٹا حضرت عمر ابن الخطاب
کا ہے اور عبد اللہ ابن مسعود اور عمار بن یاسر یہ مسلمان ہوئے ۔ واضح ہو کہ تین برس تک پیغمبر خدا صلعم
دعوت طرف اسلام خفیہ کرتے رہے مگر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ وانذر عشیرتک الاقربین یعنے
ڈرا اپنے کنبے والوں کو جو قریب نسبت کے ہیں اوسوقت حضرت نے بموجب حکم خدا کے اظہار کرنا دعوت
کا شروع کیا ۔ بعد نازل ہونے اس آیت کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی سے ارشاد کیا کہ اے
علی ایک پیمانہ کھانے کا میرے واسطے تیار کر ۔ اور ایک بکری کا پیر[1] اوسپر چھوا لے ۔ اور ایک بڑا کاسہ
دودھ کا میرے واسطے لا اور عبد المطلب کی اولاد کو میرے پاس بلا کر لا تا کہ میں اون سے کلام
کروں اور سناؤں اونکو وہ حکم کہ جسپر جناب باری سے مامور ہوا ہوں ۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے وہ کھانا ایک پیمانہ بموجب حکم تیار کر کے اولاد عبد المطلب کو جو قریب چالیس آدمی کے تھے بلایا
اون آدمیوں میں حضرت کے چچا ابو طالب اور حضرت حمزہ اور حضرت عباس بھی تھے ۔ اوسوقت حضرت
علی رضی نے وہ کھانا جو طیار کیا تھا لاکر حاضر کیا ۔ سب کھا پی کر سیر ہو گئے حضرت علی رضی سے ارشاد کیا کہ جو
کھانا ان سب آدمیوں نے کھایا ہے وہ ایک آدمی کی بھوک کے موافق تھا ۔ اس اثنا میں حضرت
چاہتے تھے کہ کچھ ارشاد کریں کہ ابو لہب جلد بول اوٹھا اور یہ کہا کہ محمد صلعم نے بڑا جادو کیا یہ سنتے ہی
تمام آدمی الگ الگ ہو گئے تھے چلے گئے پیغمبر خدا صلعم کچھ کہنے نہ پائے یہ حال دیکھکر جناب رسالت مآب
نے ارشاد کیا کہ اے علی دیکھا تو نے اوس شخص نے کیسی سبقت کی مجھکو بولنے ہی نہ دیا ۔ اب پھر کل کو

[1] بکری کے پیر کا ایک دست یا ران سے مراد ہے ۔

طیار کر جیسا کہ آج کیا تھا اور پھر اونکو بُلاکر جمع کر چنانچہ حضرت علیؓ نے دوسرے روز پھر موافق ارشاد
آنحضرت کے وہ کھانا طیار کر کے سب لوگوں کو جمع کیا جب وہ کھانے سے فراغت پا چکے اوسوقت
رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ تم لوگوں کی بہت اچھی قسمت اور نصیب ہے کیونکہ ایسی چیز میں اللہ کی
طرف سے لایا ہوں کہ اوس سے تم کو فضیلت حاصل ہوتی ہے اور آیا ہوں تمہارے پاس دنیا
اور آخرت میں اچھا خدا تعالی نے مجھکو تمہاری ہدایت کا حکم فرمایا ہے کون شخص تم میں سے اِس
امر کا اقتدا کر کے میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ بنا چاہتا ہے اوسوقت سب موجود تھے اور حضرت
پر ایک ہجوم تھا اور حضرت علیؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں آپکے دشمنوں کے نیزہ مارونگا اور
آنکھیں اونکی پھوڑوں گا اور پیٹ چیرونگا اور ٹانگیں کاٹوں گا اور آپ کا وزیر ہونگا۔ حضرت نے
اوسوقت علی مرتضیٰؓ کی گردن پر ہاتھ مبارک رکھکر ارشاد کیا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرا وصی اور
میرا خلیفہ ہے تمہارے درمیان اِسکی سنو اور اطاعت قبول کرو۔ یہ سُنکر سب قوم کے لوگ ازروے
تمسخر کے ہنسکر کھڑے ہوگئے اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ اپنے بیٹے کی بات سُن اور اطاعت کر یہ تجھے
حکم ہوا ہے۔ اِسیطرح چیر مدت گذر گئی کہ پیغمبر خداؐ اونمیں رہتے تھے اور احکام الہی اونکو پہنچاتے تھے
لوگ بھی اونکے کلام کو کچھ رد نہ کرتے تھے جب تک کہ حضرتؐ نے اونکے بتوں کو عیب نہ لگایا جب حضرت
نے اونکے خداؤں اور بتوں اور معبودوں کے عیب اور نقصان بیان کرنے شروع کئے اور اونکے
اباو اجداد کو کافر ٹھہرایا اور گمراہ بتایا اوسوقت سب آدمی حضرتؐ کے دشمن ہوگئے اور کینہ و بغض رکھنے
لگے مگر جو مسلمان ہوگیا۔ اور ابوطالب حضرت کا چچا بہت خفا ہوا۔ یہ معاملہ جسوقت ہوا تب اشراف
قوم قریش سب جمع ہوکر ابوطالب کے پاس آئے وہ لوگ یہ تھے۔ عتبہ اور شیبہ یہ دونوں بیٹے
ربیعہ میں عبد مناف کے تھے۔ اور ابوسفیان بن امیہ بن عبدالشمس۔ اور ابوالبختری۔ بن ہشام بن
حارث بن اسعد۔ اور اسود بن المطلب بن اسعد۔ اور ابوجہل بن ہشام بن المغیرہ۔ اور ولید
بن المغیرہ المخزومی چچا ابی جہل کا۔ اور نبیہ اور منبہ یہ دونو شخص حجاج سہمیان کے بیٹے تھے اور
عاص بن وایل السہمی اسکو ابوعمرو بن عاص بھی کہتے ہیں۔ یہ لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے
لگے کہ آپکے بھتیجے نے ہمکو معیوب ٹھہرایا ہے اور ہمکو کمینے اور گمراہ بتلایا ہے اور ہمارے باپ
دادوں کو کہتا ہے کہ وہ لوگ کافر تھے۔ یا تو آپ اوسکو منع کردیجئے ورنہ جو ہم سے ہوگا ہم کرینگے

تو اوس سے دست بردار ہو جا۔ ابو طالب نے اون لوگوں کو حکمت عملی سے رد کر دیا۔ مگر رسول اللہ
ہدایت خلق سے باز نہ آئے جسطرح پر کہ آپ ہدایت فرماتے تھے اوسیطرح پر ہدایت فرماتے رہے
دوسری دفعہ پھر وہ لوگ مجتمع ہوئے اور ابو طالب سے وہی تقریر اول بیان کی اور کہا کہ اگر تو اوسکو
نہ روکیگا تو ہم تجھکو اور اوسکو دونوں کو سمجھ لیں گے اور فریقین میں سے کسی نہ کسی کا خون بالضرور
ہو جائیگا۔ ابو طالب محمد مصطفےٰ صلعم کے پاس آئے اور بیان کیا کہ اے بھتیجے تجھکو ایسی ایسی باتیں بیان
کرتے ہیں۔ مناسب ہے کہ تو ایسی باتوں سے باز آ۔ پیغمبر خدا صلعم نے دریافت کیا کہ میرا چچا بے کسی سے
ڈر گیا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے چچا اگر وہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں شمس کو رکھدیں اور بائیں ہاتھ میں چاند
یعنی یہ امر محال بھی کر گذریں تب بھی یہ طریقہ راست اور کار ہدایت خلق کا نہ چھوڑونگا اور حضرت
اوسوقت آبدیدہ ہوئے اور ابو طالب بھی رو دیا۔ بعد ازاں چلنے کے ارادہ سے کھڑا ہوا اور پکار کر پھر
کہا کہ اے بھتیجے اب بھی میری بات قبول کر اور کہہ کہ کہیں یہ بات ہرگز نہ کرونگا خدا کی قسم
کبھی تجھکو کسی کے سپرد نہ کرونگا بعد ازاں یہ ہوا کہ ہر ایک قبیلہ نے رنج اور عذاب دینا ہر ایک
شخص کو جو مسلمان ہوتا تھا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو محفوظ کر دیا اور اپنے چچا
سے باز رہے۔

بیان ہے حضرت حمزہ رض کے مسلمان ہونے کا

راوی یوں روایت کرتا ہے کہ رسول خدا جبل صفا پر تشریف رکھتے تھے کہ ابو جہل بن ہشام
کا بھی وہاں گذر ہوا۔ اوس نے حضرت کو اوسجا دیکھکر گالی دی حضرت صلعم نے اوس سے کچھ کلام نہ کی۔
اوسوقت حضرت حمزہ رض شکار کو گئے ہوے تھے جبکہ وہ گھر میں آئے عبد اللہ بن جدعان کی کنیز کرنے
حضرت حمزہ سے بیان کیا کہ ابو جہل نے آج اپنے بھتیجے محمد صلعم کو گالی دی تھی یہ بات سنکر حضرت حمزہ کو
بہت غصہ آیا کمان اپنے گلے میں ڈالے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرنے چلے گئے اوسجا ابو جہل
بھی لوگوں میں بیٹھا ہوا اونکو ملگیا حضرت حمزہ نے وہ کمان اوسکے سر پر اوٹھا کے ماری اور کہا
کہ تو محمد صلعم کو گالی دیتا ہے اور حالانکہ ہم اوسکے دین پر ہیں یہ حال دیکھکر چند حمایتی ابو جہل کے بنی مخزوم
کے قبیلہ سے حضرت حمزہ پر اوٹھے ابو جہل بولا کہ تم لوگ کچھ نہ کہو کیونکہ میں نے اپنے چچا کے بیٹے محمد کو
سخت گالی دی ہے یہ سبب تہا حضرت حمزہ کے مسلمان ہونیکا چنانچہ حضرت حمزہ کامل

مسلمان ہو گئے اور قریش کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ کو بسبب حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہونے کے بزرگی اور افتخار حاصل ہوا۔

بیان ہے حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے کا

واضح ہو کہ عمر ابن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی دشمن صحبت پیغمبر خداؐ کا تھا۔ راوی یوں بیان کرتا ہے کہ پیغمبر خداؐ فرمایا کرتے تھے کہ اے بار خدا اسلام کو معزز اور مکرم کر دو شخصوں سے یعنی عمر ابن الخطاب اور ابی الحکم بن ہشام یعنی ابوجہل سے چنانچہ خدا تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو ہدایت کی تو وہ مسلمان کامل ہوئے۔ اس شخص کا حال قبل مسلمان ہونیکے یہ تھا کہ ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے بارادہ قتل جناب محمد مصطفیٰ صلعم کے پھرا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک روز پیغمبر خدا کے قتل کا ارادہ کر کے ہاتھ میں تلوار لیکر چلا جاتا تھا کہ راہ میں نعیم بن عبد اللہ النحام ملے اونہوں نے پوچھا کہ اے عمر کیا ارادہ رکھتا ہے حضرت عمر بولے کہ نبیؐ کو قتل کرونگا نعیم نے بیان کیا کہ اگر تو نے محمدؐ کو قتل کر ڈالا تو عبد مناف کی اولاد تجھکو بھی زندہ نہ چھوڑیگی اس حرکت سے باز آ۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو اپنی بہن اور چچازادوں کو یعنی سعید بن زید اور جناب کو جو مسلمان ہو چکے ہیں پھر کر مرتد کر لے۔ یہ حال سنکر عمرؓ راہ ہی میں سے پھر کر اونکے گھر گئے وہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ اونہوں نے کچھ کھڑے ہو کر سنا جب یہ گھر میں گئے اوسوقت اونہوں نے وہ صحیفہ چھپا لیا اور چپکے ہو رہے۔ عمرؓ نے پوچھا کہ تم کیا پڑھتے تھے وہ انکار کر گئے اونہوں نے بسبب غصہ کے اپنی بہن کے ایک تپھڑ بہت سخت مارا اور کہا کہ مجھکو دکھا تو کیا پڑھتی تھی بہن اونکی یہ خوف کرتی تھی کہ اگر اسکو صحیفہ دیدوں گی تو شاید یہ گم کر دے پھر دستیاب نہ ہوسکے اور جناب حضرت عمرؓ سے ڈر کر چھپ گیا تھا جسوقت حضرت عمرؓ نے یہ کہا کہ میں پھر تجھ کو دیدونگا تو مجھکو دکھلا دے وہ کیا پڑھتی تھی اوسوقت اونکی بہن نے دیا۔ عمر چونکہ پڑھا لکھا آدمی تھا پڑھکر کہا کہ کیا خوب باتیں اس میں لکھی ہوئی ہیں میں بھی مسلمان ہونگا جناب نے جب یہ سنا اوسوقت وہ باہر آیا حضرت عمرؓ نے جناب سے پوچھا کہ رسول کہاں تشریف رکھتے ہیں اوسنے کہا کہ ایک مکان درمیان صفا کے ہیں پیغمبر خدا اوس مکان میں ہمراہ قریب چالیس مرد اور عورتوں کے بیٹھے ہوئے تھے۔ اونمیں حضرت حمزہؓ اور ابوبکر صدیق رضؓ اور علیؓ ابن ابی طالب بھی موجود تھے کہ ناگاہ

عمر ابن الخطاب بھی وہاں بہیئت پہنچ گئے کہ اونکی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی جاتے ہی اونہوں نے
اجازت گھر میں آنے کی چاہی پیغمبر خدا نے اجازت دی جب اندر گئے اوسوقت پیغمبر خدا کھڑے ہوئے
اور عمر بن الخطاب سے معہ کپڑوں چمٹ گئے اور بعد معانقہ کے ارشاد کیا کہ اے عمر کس ارادہ پر آئے ہو آپ
ہمیشہ تا قیام قیامت لڑتے ہی رہوگے حضرت عمر نے اوسوقت عرض کی کہ یارسول میں مسلمان ہونے
اور خدا اور اوسکے رسول پر ایمان لانیکو آیا ہوں یہ سنکر پیغمبر خدا بہت خوش ہوئے اور آپ نے
تکبیر کہی اور حضرت عمر ابن خطاب کامل مسلمان ہوئے۔

بیان ہے ہجرت اوّل کا

یہ وہ ہجرت ہے جس میں مسلمان درمیان زمین حبشہ کے جار ہے تھے واضح ہو کہ قریشیوں نے
جب اصحاب رسول اللہ کو بہت تنگ کرنا اور ایذا دینا شروع کیا اوسوقت پیغمبر خدا نے یہ ارشاد
کیا کہ جس کسی کے کنبہ نہو اوسکو اختیار ہے وہ حبشہ کیطرف چلا جائے چنانچہ اول بارہ شخص
جنمیں ایک عثمان ابن عفان معہ اپنی جورو رقیہ دختر نیک اختر رسول مقبول کے۔ اور ایک زبیر
ابن العوام۔ اور ایک عثمان ابن مظعون۔ اور عبد اللہ بن مسعود۔ اور عبد الرحمن ابن عوف تھے ہجرت
کرکے دریا پار ہو کر زمین حبشہ میں طرف بادشاہ نجاشی کے گئے اور وہاں جاکر قیام کیا بعد اونکے
جعفر ابن ابی طالب نے ہجرت کی پھر اکثر مسلمان ہجرت کرکے حبشہ میں چلے گئے ہیں کل وہ مرد
جو ہجرت کر گئے تھے تراسی تھے اور عورتیں اٹھارہ یہ تعداد سوا اون بچوں کے ہے جو ہمراہ تھے اور
جو وہاں پیدا ہوئے۔ بعد ازاں قریش نے عبد اللہ ابن ربیعہ۔ اور عمرو بن العاص کو ادہوڑی
واسطے انعام نجاشی کے دیکر روانہ کیا اور مسلمانوں کو اوسے طلب کیا نجاشی نے کچھ التفات نہ کی
اور ادہوڑی واپس کی اور مسلمانونکو اونکے حوالہ کیا اوسوقت عمرو بن العاص نے کہا کہ آپ ان مسلمانوں
سے یہ تو پوچھیے کہ یہ حضرت عیسےٰ کے حق میں کیا کہتے ہیں چنانچہ نجاشی نے پوچھا کہ تم لوگ حضرت عیسےٰ
کو کیا کہتے ہو مسلمانوں نے جواب دیا کہ جو خدا تعالی حضرت عیسیٰ کے حق میں فرماتا ہے وہ ہے ہم
بھی کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ عیسےٰ مسیح کلمہ ہے اللہ کا ڈالا اوس کلمہ کو طرف مریم کنواری کے نجاشی
نے کہا کہ سچ کہتے ہیں جبکہ یہاں قریش کی دال نہ گلی اوسوقت عمر ابن العاص۔ اور عبد اللہ

ابن ربیعہ دونوں مایوس ہوکے چلے آئے۔ مگر قریش نے دشمنی میں کچھ کمی نہ کی کیونکہ جب اون
لوگوں نے دیکھا کہ اسلام بڑھا چلا جاتا ہے اور تمام قبایل عرب میں پھیل گیا اوسوقت آپس میں یہ
عہد کیا کہ بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب سے سب عقد موقوف کرنی چاہئیں یعنی نکاح اور بیع بوپار
کبھی نہ کرینگے اس امر کا ایک اقرارنامہ لکھکر واسطے تاکید اپنے نفسوں کے کعبۃ اللہ میں رکھ آئے۔
اور بنی ہاشم میں کافر اور مسلمان منافق مجتمع ہوکر ایک گروہ کفار کا مقرر ہوا جنکا سردار ابی طالب تھا
اور ابولہب عبد العزی بن عبد المطلب بھی مع اپنی جورو ام جمیل بنت حرب کی جو ابوسفیان کی بہن
تھی اپنی دشمنی اظہار کرنے کے واسطے قریش کے ہمراہ ہوا یہ وہ عورت ہے جسکا نام خدائیتعالی نے
قرآن شریف میں **حمالۃ الحطب** رکھا ہے اسواسطے کہ وہ کانٹے لاکر رسول اللہ کی
راہ میں بسبب عداوت کے بچھایا کرتی تھی۔ اور گروہ بنی ہاشم کا علیحدہ رہ گیا جنکے ہمراہ رسول کریم
تین برس تک اس دشواری میں رہے۔ اس اثنا میں مہاجرین حبشہ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل مکہ سب مسلمان
ہوگئے ہیں وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور تینتیس ۳۳ مرد وہاں سے آئے جب قریب مکہ معظمہ کے پہنچے اوسوقت
اونکو دریافت ہوا کہ یہ خبر جھوٹ تھی چنانچہ سب کے سامنے ظاہر ہوکر مکہ میں نہ گھسے۔ مگر رات کو
چھپکر آئے اونمیں سے عثمان ابن عفان اور زبیر بن العوام اور عثمان ابن مظعون اول آئے تھے ۰

بیان ہے خراب ہوجانے اقرارنامہ کا

راوی کہتا ہے کہ ایک دن جناب سرور کائنات نے اپنے چچا ابوطالب سے ارشاد کیا کہ اے چچا میرے خدائیتعالی نے
اوس اقرارنامہ پر جو قریش نے درمیان خانہ کعبہ کے آویزاں کیا تھا دیمک کیطرح مسلط کی کہ اوس نے
سوائے نام خدا کے اوس اقرارنامہ میں کچھ نہیں چھوڑا سب چاٹ گئی۔ ابوطالب یہ بات سنکر قریشوں کے پاس
گیا اور اس حالت سے اونکو اطلاع کی اور یہ اقرار کیا کہ یہ بات میرے بھتیجے نے کہی ہے اگر درست ہوئی
تو ہماری قطع رحم کرنے سے باز آؤ اور اگر جھوٹ نکلے تو بیشک اپنے بھتیجے کو تمہارے سپرد کردونگا
چنانچہ اونھوں نے وہ بات راست پائی اسلئے وہ لوگ اور زیادہ قساوت قلب اور بدی کے درپے
ہوئے اور ایک گروہ قریش نے اوس عہد اقرارنامہ کو توڑ ڈالا اور بنی عبد المطلب سے متفق ہوگئے۔

بیان ہے فوت ہونے ابوطالب کا

ابوطالب درمیان ماہ شوال دسویں سال نبوت میں بیمار ہوکر فوت ہوا۔ واضح ہو کہ جبکہ ابوطالب بہت سخت بیمار ہوا اوسوقت پیغمبر خدا نے ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو میرے سامنے کلمہ شہادت کا کہہ لے تو دن قیامت کے میں تیری شفاعت بیشک کراؤنگا۔ ابوطالب نے جواب دیا کہ اے بھتیجے اگر مجھکو خوف ننگ و عار کا نہ ہوتا تو بیشک میں کلمہ شہادت کہتا کیونکہ قریش لوگ کہیں گے کہ اوس نے موت سے ڈر کر کلمہ شہادت کہا ہے۔ اور حضرت عباسؓ سے ایک روایت کی گئی ہے کہ بروقت وفات کے ابوطالب ہونٹ ہلاتا تھا۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ مینے کان لگا کر سنا اور اوسنے کہا کہ قسم ہے خدا کی اے بھتیجے وہ کلمہ جسکے کہنے کیواسطے تو مجھکو کہتا تھا مینے کہہ لیا اسوقت رسول اللہ نے الحمد کہا اور فرمایا کہ حمد ہے اوس خدا کو جسنے اے چچا تجھکو ہدایت نصیب کی یہ روایت حضرت عباسؓ سے منقول ہے مگر مشہور یہ ہے کہ وہ کافر مرا ہے۔ مگر چند اشعار ابوطالب سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ اوسنے رسول اللہ کی تصدیق کی ہے۔ اون اشعار کا ترجمہ یہ ہے ترجمہ شعر ہدایت کی تونے مجھکو اور مینے جان لیا کہ تو سچا ہے اور امین ہے۔ اور جانا مینے کہ دین محمدی تمام دینوں میں بہتر ہے قسم ہے خدا کی نہ پہنچینگے سب طرف تیری جب تک کے گاڑے نہ جاویں مٹی میں اور عمر ابوطالب کی کچھ اوپر اسّی برس کی تہی ؁

بیان ہے وفات حضرت خدیجہ زوجہ مطہرہ پیغمبر خداؐ کا

مخفی نہ رہے کہ بعد وفات ابوطالب چچا رسول خداؐ کی بیوی حضرت کی یعنی خدیجہؓ نے بہی تین برس قبل ہجرت نبویؐ کے مرحلہ پیمائے ملک عدم کی اختیار کی جناب سرور کائینات کو بسبب مرنے ابوطالب اور خدیجہؓ کے بہت رنج لاحق حال ہوا اور خصوصاً قریش کے اشرافوں مثل ابولہب بن عبدالمطلب اور حکم بن العاص۔ اور عقبہ بن ابی معیط ابن ابی عمرو بن امیہ جو قرب جوار رسول کریم کے مقام سکونت رکھتے تھے حضرت کو انواع انواع اور اقسام اقسام کی تکلیف اور رنج دیتے تھے یعنی بروقت نماز خوانی اور عبادت خدا کے حضرت کے اوپر اشیا ناپاک ڈال دیتے اور حسد اور کینے سے طعام سرور کائینات کی بیچ اشیا غیر طاہرہ ملا دیا کرتے ؁

بیان ہے رسول اللہ کے سفر کرنیکا طرف طایف کے

بعد وفات ابو طالب چچا پیغمبر خدا کے جب قریش بہت ایذا دینے لگے اور رسول اللہ کو شدت
سے ستانے لگے اسوقت حضرت طایف کو باین ارادہ تشریف لے گئے کہ شاید وہ لوگ خدا ترسی کے
میری مدد اور حمایت کریں اور خدا اونکو ہدایت نصیب کرے چنانچہ طایف میں جا کر ایک جماعت
شرفاء قوم ثقیف یعنی مثل مسعود اور حبیب کے جو عمرو کے بیٹے تھے اپنے پاس بلا کر حضرت نے
اونکو بٹھلایا اور رسالت اونکے سامنے اظہار کیا اونکو ہدایت طرف خدا کے کرنے لگے۔ ایک شخص
نے ان مذکورین بالا میں سے یہ کہا کہ آپکے سوا اور کسی پیغمبر کو بھی خدا ملا ہے یا نہیں۔ دوسرا بولا
کہ خدا کی قسم میں تجھ سے کبھی کلام نہ کرونگا کیونکہ اگر تو رسول اللہ ہے جیسا کہ تو دعوی کرتا ہے تب تو
تجھ سے ڈرتا ہوں کیونکہ تیرے کلام رد کرنے سے خوف آتا ہے۔ اور اگر خدا پر تو نے بہتان بندی کی
ہے تو تجھسے کلام کرنا روا نہیں پس بہر تقدیر میں کبھی نہ بولونگا حضرت وہاں سے نا امید و مایوس ہو کر
کھڑے ہوگئے اور راہ اونکے غلام اور کم ہمت لوگ یعنی کمینے اوس قوم کے حضرت کو پکار پکار کر برا بھلا کہنے
لگے چنانچہ ایک انبوہ کثیر آپ پر ہوگیا اوسوقت حضرت نے دیوار کے نیچے مقام لیا اور جناب باری میں
یہ التجا کی کہ اے خداوند میں ضعیف بے حیلہ بے وسیلہ ہوں رحمدل کر دے تمام آدمیوں کو مجھپر اے بڑے مہربان
اور رحم کرنیوالے تو پروردگار ناتوانوں کا اور حامی کمزوروں کا میرے سر پر قایم ہے اور تو خوب جانتا ہے کہ جن
لوگوں نے مجھکو آزردہ کیا ہے اگر تو مجھپر خفا نہ ہو تو مجھکو کچھ پرواہ نہیں۔ بعد ازاں رسول اللہ مکہ معظمہ کو
تشریف لائے اور قوم قریش اور زیادہ مخالف اور دشمن ہوگئے تھے۔

بیان ہے ظاہر کرنے رسول اللہ کا اپنے نفس کو عرب پر

جملہ عادات رسول کریم سے ایک عادت حضرت کی یہ بھی کہ درمیان مواسم حج کے پیغمبر خدا ظاہر ہوتے
اور تمام قبایل عرب کے ہر ایک قبیلہ کو بنام و نشان اونکے پکار کر یہ ارشاد کیا کرتے کہ اے اولاد فلاں شخص
کی میں رسول ہوں اللہ کا بھیجا ہے مجھکو خدا نے پاس تمہارے میں یہ کہتا ہوں کہ عبادت کرو خدا کی
اور اوسکو وحدہ لاشریک سمجھو اور جسکو تم پوجتے ہو سوا اوسکی پرستش سے دست کش ہو اور مجھپر ایمان لاؤ
میری تصدیق کرو آپکا یہ مقولہ تھا۔ اور حضرت کا چچا ابولہب یہ منادی کرتا کہ اے لوگو یہ محمد تمکو
نئی راہ سکھلاتا ہے اور بدعت و گمراہی کیطرف بلاتا ہے یہ چاہتا ہے کہ پرستش لات اور عزا کی

چھوڑا دسے کوئی اسکا کہانہ مانو۔ یہ مقولہ ابولہب کا ہے۔ واضح ہو کہ ابولہب آنکھ سے بھینگہ تھا اور سر پر اوسکے مینڈھیا بالوں کی تھیں۔

بیان ہے ابتدا حال انصار کا

جب مشیت ایزدی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ اپنے دین کو مستقیم اور نبی کریم کو معزز و مکرم کرنا چاہیے اوسوقت پیغمبر خدا موافق عادت قدیم کے درمیان موسم حج کے قبایل عرب پر ظاہر ہوئے ابھی حضرت عقبہ ہی کے پاس تھے کہ آپ کی ملاقات چند امیوں سے ہوئی جو کہ قبیلہ الخزرج اور رہنے والے شہر یثرب کے تھے۔ واضح ہو کہ شہر یثرب میں دو قبیلے رہتے تھے یعنی الاوس۔ اور الخزرج۔ یہ دو قبیلہ ایک باپ کی اولاد سے ہیں اور مسکن قدیم انکا یمن ہے ان دونوں قبیلوں میں لڑائی اور جنگ برپا ہو رہے تھے۔ اور یہ دونوں قبیلے دو فرقہ یہود یعنی قریظہ۔ اور النضیر سے جو کہ نسل ہارون ابن عمران کے ہیں عقد مرافقت رکھتے تھے۔ وہ آدمی چھ تھے حضرت نے اونکے سامنے حقیقت اسلام کی بیان کی اور قرآن شریف پڑھکر سنایا وہ ایمان لائے اور حضرت کی تصدیق کرکے مسلمان ہوئے بعد ازاں جبکہ وہ شہر یثرب میں پہنچے اپنے بھائی بندوں سے رسول اللہ کا ذکر کرنا اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ پھر تمام گھروں میں رسول اللہ کا ذکر ہو گیا۔

بیان شب معراج کا

مخفی نہ رہے کہ صاحب السیرۃ کہتا ہے کہ معراج رسول خدا کو قبل از موت ابی طالب کے ہوا۔ اور ابن الجوزی نے یہ نقل کیا ہے کہ بارہویں برس نبوت کے بعد موت ابی طالب کے حضرت کو شب معراج ہوئی اور اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ ہفتہ کی رات سترہویں تاریخ رمضان شریف کے تیرہویں برس ہجری میں ہوا یا کہ ماہ ربیع الاول۔ یا ماہ رجب میں۔ اور اسمیں بھی اختلاف علما کا ہے کہ رسول خدا جسم سمیت گئے تھے یا آپکو خواب صادق ہوا ہے مذہب جمہور کا یہی ہے کہ جسم سمیت تشریف لے گئے تھے۔ مگر بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضرت کو رویا صادق ہوا اس مذہب کا موید قول حضرت عائشہ صدیقہ کا ہے وہ فرماتی ہیں کہ نہ گم ہوا تھا جسم مبارک رسول خدا کا بلکہ سیر کروائی خدا تعالیٰ نے روح رسول خدا کو۔ اور معاویہ

سے ہی یہ روایت ہے کہ شب معراج خواب میں ہوئی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم بجسم مبارک بیت المقدس ہی تک تشریف لیگئے تھے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ سیر روحانی تمام آسمانوں کی حضرت نے کی بہر تقدیر جتنے اختلاف تھے وہ سب ہمنے لکھدیئے۔

بیان ہے اوس بیعت کا جو اوّل مرتبہ ہوئی

واضح ہو کہ جب نیا سال شروع ہوا پیغمبر خدا صلعم واسطے ادا رمناسک حج کے تشریف لیگئے اولاً حضرت نے بارہ مردوں سے ملاقات کی بارہ آدمی انصار میں سے ہیں اونہوں نے حضرت سے مثل عورتوں کے بیعت کی اور ابھی لڑائی اونپر فرض نہ ہوئی تھی۔ یہ جو ہمنے لکھا ہی کہ مثل عورتوں کے بیعت کی اس سے یہ مراد ہے کہ اس عہد پر بیعت ہوئی کہ خدا کا کوئی شریک نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ زنا نکرو۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ انہی باتوں پر عورتوں نے بیعت کی تھی۔ جب وہ بیعت کر چکے حضرت نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار واسطے تعلیم قرآن شریف اور طریقہ اسلام اونکے لیئے مامور کیا۔ جب مصعب ہمراہ اسعد ابن زرارہ کے جو کہ ایک اونمیں جو بیعت کرنیوالوں میں سے تھا جنہوں نے درمیان عقبہ کے حضرت کی بیعت کی تھی داخل ہوئے تو اولاً بنی ظفر کے احاطہ میں گئے ان لوگوں کا سردار سعد بن معاذ تھا جو کہ رشتہ میں پھوپھی زادہ اسعد بن زرارہ کا بھی تھا۔ اور اسید بن حضیر بھی اس قبیلہ کا سردار شمار کیا جاتا تھا۔ اسید بن حضیر نے جو ایک نئے طور کا مذہب دیکھا تو طیش میں آکر اپنا حربہ ہاتھ میں لیکر آیا اور مصعب اور اسعد سے کہنے لگا کہ تم لوگ ضعفا قوم کو کیا بہلا کے بہکاتے نئی نئی باتیں سکھلاتے پھرتے ہو اگر تم دونوں کو اپنی جان بچانی منظور ہے تو اس حرکت بیجا سے باز آؤ نہیں تو تمہارے ٹکڑے کر ڈالونگا مصعب نے نرمی سے یہ جواب دیا کہ حضرت سلامت آپ تشریف رکھیئے اور جو ہم لوگ کہتے پھرتے ہیں بغور سنیئے اگر کچھ ہمارا قصور ہوگا آپ جو چاہیئے گا سو کیجئے گا۔ اس کلام سے وہ ٹھنڈا ہوا اور بیٹھکر سننے لگا حضرت مصعب نے اوسکو قرآن شریف کی آیتیں سنائیں اور طریقہ مسلمان ہونیکا اور اسلام میں جو باتیں چاہیں سب بتلائیں۔ اسید سنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ کیا خوب مذہب ہے۔ پھر اوسنے سوال کیا کہ کیوں جی اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیا کرے حضرت مصعب نے سب طریق اسلام کے قبول کرنیکا اوسکو بتلایا وہ فوراً مسلمان ہوگیا پھر اوسنے کہا کہ میا لقتا

چھوڑ دے کوئی اسکا کہا نہ مانیو۔ یہ مقولہ ابولہب کا ہے۔ واضح ہو کہ ابولہب آنکھ سے بھینگا تھا اور سر پر اوسکے مینڈھیاں بالوں کی تھیں۔

بیان ہے ابتدا حال انصار کا

جب مشیت ایزدی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ اپنے دین کو مستقیم اور نبی کریم کو معزز و مکرم کرنا چاہیے او سوقت پیغمبر خدا موافق عادت قدیم کے درمیان موسم حج کے قبایل عرب پر ظاہر ہوئے ابھی حضرت عقبہ ہی کے پاس تھے کہ آپ کی ملاقات چند آدمیوں سے ہوئی جو کہ قبیلہ الخزرج اور رہنے والے شہر یثرب کے تھے۔ واضح ہو کہ شہر یثرب میں دو قبیلے رہتے تھے یعنی الاوس۔ اور الخزرج۔ یہ دو قبیلہ ایک باپ کی اولاد سے ہیں اور مسکن قدیم انکا یمن ہے ان دونوں قبیلوں میں لڑائی اور جنگ برپا ہو رہے تھے۔ اور یہ دونوں قبیلے دو فرقہ یہود یعنی قُریظہ۔ اور النضیر سے جو کہ نسل ہارون ابن عمران کے ہیں عقد مرافقت رکھتے تھے۔ وہ آدمی چھ تھے حضرت نے اونکے سامنے حقیقت اسلام کی بیان کی اور قرآن شریف پڑھکر سُنایا وہ ایمان لائے اور حضرت کی تصدیق کر کے مسلمان ہوئے بعد ازاں جبکہ وہ شہر یثرب میں پہنچے اپنے بھائی بندوں سے رسول اللہ کا ذکر کرنا اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ پھر تمام گھروں میں رسول اللہ کا ذکر ہو گیا۔

بیان شب معراج کا

مخفی نہ رہے کہ صاحب السیرۃ کہتا ہے کہ معراج رسول خدا کو قبل از موت ابی طالب کے ہوا۔ اور ابن الجوزی نے یہ نقل کیا ہے کہ بارھویں برس نبوت کے بعد موت ابی طالب کے حضرت کو شب معراج ہوئی اور اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ ہفتہ کی رات سترھویں تاریخ رمضان شریف کے تیرھویں برس ہجری میں ہوا یا کہ ماہ ربیع الاول۔ یا ماہ رجب میں۔ اور اسمیں بھی اختلاف علماء کا ہے کہ رسول خدا جسم سمیت گئے تھے یا آپکو خواب صادق ہوا ہے مذہب جمہور کا یہی ہے کہ جسم سمیت تشریف لے گئے تھے۔ مگر بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضرت کو رویا صادق ہوا اس مذہب کا مؤید قول حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نہ گم ہوا تھا جسم مبارک رسول خدا کا بلکہ سیر کرائی خدا تعالیٰ نے روح رسول خدا کو۔ اور معاویہ

سے ہی یہ روایت ہے کہ شب معراج خواب میں ہوئی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم بجسم مبارک بیت المقدس ہی تک تشریف لیگئے تھے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ سیر روحانی تمام آسمانوں کی حضرت نے کی بہر تقدیر جتنے اختلاف تھے وہ سب ہمنے لکھدیئے۔

بیان ہے اوس بیعت کا جو اوّل مرتبہ ہوئی

واضح ہو کہ جب نیا سال شروع ہوا پیغمبر خدا صلعم واسطے ادا مناسک حج کے تشریف لیگئے اولاً حضرت نے بارہ مردوں سے ملاقات کی بارہ آدمی انصار میں سے ہیں اونہوں نے حضرت سے مثل عورتوں کے بیعت کی اور ابھی لڑائی اونپر فرض نہ ہوئی تھی۔ یہ جو ہمنے لکھا ہے کہ مثل عورتوں کے بیعت کی اس سے یہ مراد ہے کہ اس عہد پر بیعت ہوئی کہ خدا کا کوئی شریک نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ انہی باتوں پر عورتوں نے بیعت کی تھی۔ جب وہ بیعت کر چکے حضرت نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو واسطے تعلیم قرآن شریف اور طریقہ اسلام اونکے لیئے مامور کیا۔ جب مصعب ہمراہ اسعد ابن زرارہ کے جو کہ ایک اونہی چھ بیعت کرنیوالوں میں سے تھا جنہوں نے درمیان عقبہ کے حضرت کی بیعت کی تھی داخل ہوئے تو اولاً بنی ظفر کے احاطہ میں گئے ان لوگوں کا سردار سعد بن معاذ تھا جو کہ رشتہ میں پھوپھی زادہ اسعد بن زرارہ کا بھی تھا۔ اور اسید بن حضیر بھی اس قبیلہ کا سردار شمار کیا جاتا تھا۔ اسید بن حضیر نے جو ایک نئے طور کا مذہب دیکھا تو طیش میں آکر اپنا حربہ ہاتھ میں لیکر آیا اور مصعب اور اسعد سے کہنے لگا کہ تم لوگ ضعفا قوم کو کیا بہکاتے پھرتے نئی نئی باتیں سکھلاتے پھرتے ہو اگر تم دونوں کو اپنی جان بچانی منظور ہے تو اس حرکت بیجا سے باز آؤ نہیں تو تمہارے ٹکڑے کر ڈالونگا۔ مصعب نے نرمی سے یہ جواب دیا کہ حضرت سلامت آپ تشریف رکھیئے اور جو ہم لوگ کہتے پھرتے ہیں بغور سنیئے اگر کچھ ہمارا قصور ہوگا آپ جو چاہیئے گا سو کیجیئے گا۔ اس کلام سے وہ ٹھنڈا ہوا اور بیٹھکر سننے لگا حضرت مصعب نے اوسکو قرآن شریف کی آیتیں سنائیں اور طریقہ مسلمان ہونیکا اور اسلام میں جو باتیں چاہیئیں سب بتلائیں۔ اسید سنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ کیا خوب مذہب ہے۔ پھر اوسنے سوال کیا کہ کیوں جی اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیا کرے حضرت مصعب نے سب طریقہ اسلام کے قبول کرنیکا اوسکو بتلایا وہ فوراً مسلمان ہوگیا پھر اوسنے کہا کہ میا لقفا

ایک میرے پیچھے اور آدمی ہے اگر اوسنے بھی یہ دین تمہارا قبول کرلیا تو پھر تم یہ جاننا کہ کوئی ہمارا مقابلہ اور سہم سے تنفری نہ کرسکیگا اور میں ابھی اوسکو تمہاری خدمت میں بھیجتا ہوں مراد اوسکی اوس شخص سے سعد ابن معاذ کی تھی چنانچہ حربہ سمبہال کر سعد ابن معاذ کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اوسکو بلا لایا جب سعد بن معاذ آئے تو اسید نے مصعب سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اب سردار قوم آپ کے پاس آیا ہے یہ بہت قوی ہے اوس سے جو اول تمہارے پاس آیا تھا یعنی میں یہ کہکر اور سعد ابن معاذ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ اگر میری اور آپ کی قرابت اور رشتہ داری نہ ہوتی تو آپکو بایں حالت کفر ہرگز گھسنے نہ دیتا حضرت مصعب نے نرمی سے یہ کہا کہ حضرت سلامت آپ تشریف رکھیئے اور کچھ پند قرآن کے سنیئے اگر آپکو اچھا معلوم ہو گا تو مسلمان ہو جائیگا اور نہیں تو آپکو اختیار ہے سعد ابن معاذ نے کہا کہ یہ بات انصاف کی آپنے کہی۔ بہت بہتر یہ کہکر بیٹھ گیا حضرت مصعب نے تمام حقیقت اسلام کی اور چند آیتیں قرآن شریف پڑھکر اوسکو سنائیں راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم اوسی وقت ہمنے اوسکے بشرہ پر علامات اسلام کی قبل اوسکے بولنے کے دریافت کرلیں تہیں جب وہ سُنا چکے سعد بن معاذ نے کہا کہ مسلمان کیونکر ہوا کرتے ہیں اونہوں نے طریقہ مسلمان ہونیکا سکھلایا وہ بھی مسلمان اوسیوقت ہو گیا اور اپنے ہمراہ اسید بن حصین کو لیکر اپنی قوم میں آیا سب نے کہا کہ ہم لوگ قسم کہاتے ہیں خدا کی سعد کے چہرہ پر اور ہی طرح کے نشان معلوم ہوتے ہیں بالکل بدلا ہوا البشرہ ہے جس چہرہ سے وہ گیا تھا وہ بالکل نہیں۔ بعد ازاں سعد ابن معاذ نے ارشاد کیا کہ اے اولاد عبد الاشہل کی تم لوگ مجھکو کیا سمجھتے ہو اونہوں نے کہا اپنا سردار اور افضل اپنے سے ہم لوگ جانتے ہیں اوسنے کہا کہ آج کے روز نہ تمہاری عورتوں اور نہ تمہاری مردوں سے کسی کو نہ ملونگا اور بات بھی کرنی حرام جانونگا۔ جب تک تم سب کے سب اللہ پر اور اوسکے رسول پر ایمان نہ لاؤگے یہ کہتے ہی یہ حالت ہو گئی کہ شام تک عبد الاشہل کے خاندان میں کا کوئی شخص بے ایمان نہ رہا سب کے سب مسلمان ہو گئے اور حضرت سعد ابن معاذ اور مصعب اور اسعد ابن زرارہ ان تینوں شخصوں نے اسعد کے گھر میں اوترکر سب لوگوں کو مسلمان کیا اور سب آدمی انصار میں سے مسلمان ہو گئے کوئی بے ایمان نہ رہا سوا خاندان بنی امیہ بن یزید کے کیونکہ وہ لوگ ایمان نہ لائے۔

بیان اوس بعیت ثانیہ کا ہی جو عقبہ میں درمیان سنہ ۱۳ رسول ہونیکی ہوئی

واضح ہو کہ یہ بعیت اسطرح پر ہوئی کہ مصعب ابن عمیر مدینہ منورہ سے مکہ شریف کو اپنے ہمراہ تہتر مرد اور عورتیں مسلمان لیکر ہمراہ ایک قافلہ کفار کے اپنے تئیں اونسے چھپائے ہوئے تشریف لے گئے تھے اونکے جو وہ لوگ مسلمان تھے اونمیں سے کچھ قبیلہ اوس کے اور کچھ الخزرج کے تھے جب وہ درمیان مکہ کے پہنچے تو اونہوں نے پیغمبر خداؐ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ رات کے وقت درمیان ایام تشریق کے بیچ عقبہ کے ہم آپکی خدمت میں حاضر ہونگے پیغمبر خداؐ یہ سنکر خود مع اپنے چچا عباس کے تشریف لائے اور حضرت عباس اون ایام میں مشرک تھے لیکن وہ پیغمبر خداؐ کی محافظت بہ سبب محبت کے بہت کرتے رہتے تھے۔ جب وہاں آئے حضرت عباسؓ نے اون لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ ای قبیلہ الخزرج کے لوگو تم خوب جانتے ہو کہ ہمنے اپنے بھتیجے محمدؐ کی حفاظت ہر ایک امر کی آجتک کی اور یہ درمیان اس شہر کے عزت اور حرمت سے اچھی طرح رہتے تھے مگر اب اوسکا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں سے وہ ملے اگر تم اوسے وفاداری کرو اور اوسکی بیچ ہر ایک بات میں کرتے رہو اور اوسکو اوسکے دشمن سے محافظت کرو تو تمکو اور اوسکو اختیار ہی وہ تمہارے ہیں رہیگا۔ اور اگر تمکو یہ خیال ہو کہ ہمسے محافظت نہ ہوسکیگی اور جو اوسکا دشمن ہوگا ہم اوسکے سپرد کر دینگے تو ابہی سے اسکو جواب دیدو اونہوں نے کہا کہ ہمکو بسر و چشم حفاظت منظور ہے اور ہماری جانبیں اوس سے لڑی ہوئی ہیں اوسوقت حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اے محمدؐ اب تجھکو مینے خدا کو سونپا بعد اوسکے پیغمبر صلعم نے قرآن شریف کی آیتیں پڑھکر سنائیں پھر یہ ارشاد کیا کہ بعیت کرو میری اس بات پر کہ جو چیز اپنے اہل و عیال کے واسطے تم جائز نہیں کہتے اور اوس سے اونکو باز رکھتے ہو وہ سلوک مجھسے بہی کرنا یہی کلام درمیان مضبوط کرنے وثیقہ اور عہود جانبین کے رہی۔ بعد ازاں لوگوں نے پیغمبر خداؐ سے پوچھا کہ یا حضرت اگر ہم لوگ کافروں کو قتل کرینگے تو ہمارے واسطے کیا اجرت ملیگی رسول اللہؐ نے ارشاد کیا کہ تمکو عوض میں اوسکے جنت اور حوریں اور غلمان اللہ تعالیٰ دیگا یہ سنکر سبنے بالاتفاق کہا کہ یا حضرت ہمکو ہاتھ دیجیے ہم بعیت کریں حضرت نے ہاتھ پھیلایا سبنے پیغمبر خداؐ کی پیر بعیت کی اور بعد اس بعیت ثانیہ کے پیغمبر خدا نے مکہ میں تشریف لا کر تمام اصحاب کو

ارشاد کیا کہ تم سب لوگ ہجرت کر جاؤ یہاں سے مدینہ کو چلے جاؤ اور وہ قافلہ بھی مدینہ کو مراجعت
کر گیا مگر پیغمبر خدا صلعم تنہا مکہ شریف میں اس خیال سے رہے کہ جب تک حکم جناب باری کا مجھکو
یہاں سے جانیکا نہ آوے میں نہ جاؤنگا اور آپکے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق رض اور علی ابن
ابی طالب یہ دونوں ہی رہ گئے تھے۔

بیان ہجرت فرمانے رسول اللہ صلعم کا

واضح ہو کہ ہجرت فرمانا رسول خدا صلعم کا مکہ سے طرف مدینہ کے وہی ہے ابتدا تاریخ اہل اسلام
کے مگر لفظ تاریخ کا عربی نہیں ہے بلکہ وہ معرب ہے ماہ روز سے اسی بیان کی روایت ابی
سلمان نے میمون بن مہران سے کی ہے اور اونسے حضرت عمر رض تک پہنچا دی ہے وہ راوی کہتا ہے
کہ درمیان خلافت حضرت عمر رض کے ماہ شعبان کا جب آیا تو آپنے ارشاد کیا کہ کونسا شعبان ہے یہ جس
سال میں ہم ہیں اوسی سال کا شعبان ہے یا وہ جو آنیوالا تھا وہ ہے اور اوسکے بغیر موقوت تقسیم
نہیں کیا چاہتی اب کونسی صورت ہے جس سے انضباط وقت کا ہو سبنے عرض کیا کہ اہل فارس کی
رسوم میں سے کوئی رسم مبدا حساب کا ٹھہراؤ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہرمزان فارسی وہاں
آ گئے اون سے بھی دریافت کیا اوسنے کہا کہ ہم لوگوں نے تمام زمانہ کا انضباط ایک حساب سے کیا ہے
اوسکو ہم ماہ روز کہتے ہیں اور معنے اوس لفظ کے مہینوں اور دنوں کے ہیں یہ لفظ یعنی ماہ روز چونکہ
عجمی تھا اسواسطے اونہوں نے اوسکو معرب کر کے مورخ بنایا بعد ازاں اوسکا نام تاریخ رکھا اور اسی لفظ
کو استعمال میں لانا شروع کیا جب یہ لفظ بھی موضوع کر چکے تب یہ فکر اونکو ہوئی کہ کون سے حادثہ
یا وقت اول مبدا زتاریخ ایام اہل اسلام کا مقرر کریں سبنے متفق اللفظ والمعنے ہو کر اول سال ہجرت
نبوی علیہ السلام کا مقرر کیا یہ ہجرت پیغمبر خدا صلعم نے مکہ سے مدینہ منورہ تک فرمائی تھی اوس سال میں
سے دو مہینے محرم اور صفر کی اور آٹھ روز ربیع الاول کے منقطع کر کے واسطے تجدید ہجرت کے رجعت
قہقہری اٹھ سٹھ دن کی کر کے مبدا تاریخ سال نو کا ماہ محرم الحرام ٹھہرایا۔ بعد ازاں اول روز محرم
سے آخر روز عمر محمد مصطفےٰ صلعم تک بعد شمار کے دس برس دو مہینے ہوئے واقع میں اگر حساب کیا جاوے
عمر نبی صلعم کا ہجرت سے تو وہ نو برس گیارہ مہینے بائیس دن ہیں یعنے ایکدن اگچہ متضمن سالہائے ہجرت اور تواریخ

قدیمہ مشہورہ کا بنا کر اول کتاب میں درمیان مقدمے کے لکھا ہے اگر کسی کو فاصلہ درمیان دو تاریخوں کے معلوم کرنا منظور ہو تو اوس جدول سے اسطور پر دریافت کرے کہ جہاں وہ دونوں تاریخ جس خانہ میں ملی ہیں اوسکو معلوم کرکے اور درمیان ہجرت کے دیکھے جو عدد کم ہوا وسکو زائد سے دور کرکے بچت جو رہے وہ فاصلہ ہے دونوں تاریخوں میں۔ مثلاً ہم چاہتے ہیں معلوم کرنا کہ کیا فاصلہ ہے پیدائش مسیح اور پیدائش رسول اللہ کے بیچ تو کم کریں ہم اوس فاصلہ کو جو درمیان پیدائش رسول اللہ کے اور درمیان ہجرت کے ہیں وہ ترپن برس دو مہینے اور آٹھ دن ہیں اونکو ہمنے مفروق بنا کر چھ سو اکتیس سے جو مفروق ہیں دور کیا باقی رہے پانسو اٹھتر برس اوسمیں سے دو مہینے آٹھ دن کو بھی جب کم کردیا۔ وہ فاصلہ درمیان پیدائش پیغمبر خدا۔ اور جناب مسیح علیہ کے ہوگا۔ اسیطرح سے جونسی دو تاریخوں میں کا فاصلہ نکالنا منظور ہوا وسے دریافت کرے۔

تواریخ قدیمہ مشہورہ کے سال

واضح ہو کہ درمیان ہجرت نبوی اور آدم علیہ السلام کے بمقتضائے توریت یونانی اور بموجب مذہب مورخین کے چھ ہزار دو سو سولہ برس ہیں ۶۲۱۶۔ اور بمقتضائے فحوائے توریت یونانی اور مذہب منجمین کے جیسا کہ انہوں نے اپنے زیچوں میں لکھا ہے پانچہزار نوسو ستہتر ہیں ۵۹۷۷ اور بموجب بیان توریت عبرانیہ اور مذہب مورخین کے چار ہزار سات سو اکتالیس ۴۷۴۱ ہوتے ہیں۔ اور منجمین کے نزدیک دو سو انچاس برس جمع مذکورہ سے کم کرنی چاہئیں۔ اور بموجب فحوائے توریت سامریہ اور مذہب مورخین کے پانچ ہزار ایک سو سینتیس اور بموجب مذہب منجمین کے وہی دو سو انچاس کم کرنی چاہئیں یہی حال اوس تواریخ قدیمہ میں جو بخت نصر سے اول تک چلا آتا ہے اور درمیان ہجرت نبوی اور طوفان کے مورخین کے مذہب موافق تین ہزار نوسو چہتر برس ہوتے ہیں۔ اور طوفان جب آیا تھا اوسوقت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چھ سو برس کے تھے۔ اور بعد طوفان کے حضرت نوح علیہ السلام تین سو پچاس برس تک زندہ رہے تھے۔ اور منجمین کے نزدیک تین ہزار سات سو پچیس ۳۷۲۵ برس ہیں جیسا کہ ابو معشر اور کوشیار منجم نے اپنے زیچوں اور تقویموں میں لکھا ہے۔ اور جب

زبانیں مختلف اور بولیں علیحدہ علیحدہ ہوگئیں تھیں اوسمیں اور ہجرت میں بموجب مذہب مورخین کے تین ہزار تین سو چار برس ہیں اور منجمین کے دو سو انچاس برس کم کرنے چاہئیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور درمیان پیدائش حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ہجرت کے بمقتضائے مذہب مورخین کے دو ہزار آٹھ سو تہتر برس ۲۸۷۳ ہوتے ہیں اور منجمین کے نزدیک دو سو انچاس برس کم کرنے چاہئیں اور درمیان ہجرت اور بنا کعبہ معظمہ کی جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور اوسکے بیٹے اسماعیل نے بنایا تھا دو ہزار سات سو اور قریب تہتر برس ہوتے ہیں جب کعبہ طیار کیا گیا اوسوقت حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک سو برس کے تھے اور درمیان ہجرت اور وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مورخین کے نزدیک دو ہزار تین سو اڑتالیس برس ۲۳۴۸ ہیں منجمین کے نزدیک دو سو انچاس برس کم۔ اور درمیان ہجرت اور تعمیر بیت المقدس کے مورخین کے نزدیک ایک ہزار آٹھ سو اور قریب دو برس کے ہیں جب اسکی تعمیر سے فراغت ہو چکی تھی وہ سال گیارہواں جلوس حضرت سلیمان علیہ السلام کا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انتقال فرمائے کو پانچسو چھیالیس برس ہو چکے تھے۔ منجمین کے نزدیک دو سو انچاس ۲۴۹ برس کم کرتے ہیں۔ اور درمیان ہجرت اور ابتدا ملک بخت نصر کے ایکہزار تین سو انہتر ۱۳۶۹ برس ہیں اس میں کچھ خلاف نہیں۔ اور درمیان ویرانی بیت المقدس اور ہجرت نبوی صلعم کے ایکہزار تین سو پچاس ۱۳۵۰ برس گذرے ہیں جب بیت المقدس ویران ہوا تھا بخت نصر کے جلوس کو انیس ۱۹ برس گذر چکے تھے اور ستر برس تک ویران پڑا رہا بعد انچاس ۴۶ برس گذرنے کے پھر اوسکی تعمیر ہوئی اور بنی اسرائیل آکر اوس میں بسے اور درمیان ہجرت اور غلبہ پانے اسکندر کے دارا بادشاہ فارس پر نو سو چونتیس برس ہیں یہی ابتدا سلطنت سکندر کی فارس پر تھی۔ بعد غلبہ پانے کے دارا پر سات برس سکندر جیا تھا۔ اور درمیان ہجرت اور فیلبس کے نو سو ستائیس ۹۲۷ برس ہیں یہ شخص سکندر کا چھوٹا بھائی بارہ برس اوس سے عمر میں کم تھا اوسکے بعد مقدونیہ کا یہ بادشاہ ہوا۔ بطلیموس نے اسکا ذکر کیا ہے۔ اور درمیان ہجرت اور غلبہ پانے اغسطس کے قلوبطرا ملکہ مصر پر چھ سو باون برس ہیں جس سال میں غلبہ پایا تھا وہ بارہواں برس سلطنت اغسطس کا تھا اور درمیان پیدائش حضرت مسیح علیہ السلام اور ہجرت نبوی کے چھ سو اکتیس برس ہیں اور وہ پیدائش مسیح کی جبکہ ہوئی تھی تین سو چار برس اسکندر کے غلبہ کو دارا پر۔ اور اکیس ۲۱ برس غلبہ اغسطس کو قلوبطرا پر گذرے تھے اور درمیان ہجرت اور

ویران ہونے بیت المقدس کے دوسری دفعہ پانسو اٹھاون ۵۵۸ برس ہیں۔ یہ ویرانی اور تباہ ہوجانا بیت المقدس کا بعد چالیس ۴۰ برس جناب مسیح کے ظہور میں آیا تھا اور اسی سال میں تمام یہود پراگندہ اور متفرق ہوگئے تھے اور درمیان ہجرت اور ابتدا سلطنت اوریانوس کے پانسو ساٹھ ۵۶۰ برس ہیں۔ اور درمیان ہجرت اور قیام سلطان اردشیر بن بابک کے چارسو بائیس ۴۲۲ برس کا فاصلہ ہے یہی تاریخ تباہی ملوک طوائف کی ہے اور درمیان ہجرت اور ابتداء دقلطیانوس تین سو انتالیس برس ہیں۔ یہ بادشاہ اجیر بت پرست شاہان یونان میں سے ہے۔ اور درمیان ہجرت اور پیدائش پیغمبر خداؐ کے ترپن ۵۳ برس اور دو مہینے آٹھ دن کا فاصلہ ہے۔ اور درمیان ہجرت اور مبعوث ہونے پیغمبر خداؐ کے تیرہ برس دو مہینے اور آٹھ دن ہیں۔ اور درمیان ہجرت اور وفات پیغمبر خداؐ میں نو برس گیارہ مہینے بائیس دن ہیں بعد ہجرت کے۔

بیان ہے سبب ہجرت کا

واضح ہو کہ سبب ہجرت فرمانے رسول اللہ صلعم کا یہ تھا کہ قوم قریش نے یہ خیال کیا تھا کہ چونکہ رسول اللہؐ کے مددگار اور معاون اب بہت ہوگئے ہیں اور اصحاب میں بھی بہت آدمی داخل ہیں ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ مکہ سے اپنے معاونین کو ہمراہ لیکر مدینہ پر چڑھائی کرکے اپنے قبضہ میں لاویں اس سے بہتر یہ ہے کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک مرد اپنے ہمراہ جمع کرو اور رسول اللہؐ پر تلوار کشی کرکے اوسکو قتل کرو۔ یہ خبر جب پیغمبر خداؐ کو معلوم ہوئی حضرتؐ نے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو ارشاد کیا کہ یا علی تم میری جائے پر یہ سبز چادر میرا اوڑھ کر سو رہو اور میں چلا جاتا ہوں تم سب امانتیں اور ودیعتیں لوگوں کی جو میرے پاس سپرد کی ہوئی ہیں اونکو پہنچا کر ہر ایک کی ودیعت اوسکے سپرد کرنا اور مخالفین رسول مقبول کے یعنی کفار قریش سب پیغمبر خداؐ کے دروازہ پر بارادہ کودنے حضرت کے گھر میں مجتمع ہو رہے تھے کہ حضرتؐ نے ایک مٹھی خاک کی اپنے ہاتھ مبارک میں لیکر سورہ یٰسین وغیرہ پڑھکر پھونک کر اون کافروں کے سروں پر پھینکدی اور حضرت اوس مجمع میں سے صاف نکل گئے کسی نے حضرت کو نہ پہچانا لیکن کسی مخبر نے اونکو خبر دی کہ پیغمبر خدا تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال کر چلے گئے اسلئے وہ نہایت مضطرب ہوئے اور اس راز کی تفتیش کی تو حضرت علیؓ کو پیغمبر خداؐ

کی چادر اوڑہی ہوئی پایا لیکن اونکو صبح تک یہی خیال رہا کہ پیغمبر خداؐ سوتے ہیں۔ جب بوقت صبح حضرت علی بیدار ہوئے اونکی چہکی کھل گئی اور یقین ہوگیا کہ پیغمبر خدا ہمارے ہاتھ سے نکل گئے حضرت علیؓ بھی تمام ودایع پیغمبر خداؐ کی سپرد کی ہوئیں اونکے وارثوں کو دیکر پیغمبر خداؐ کی خدمت میں تشریف لیگئے۔ جب پیغمبر خداؐ نے ہجرت فرمائی تو آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر میں تشریف لاے حضرت ابوبکر صدیقؓ بشارت ہجرت کی سنکر بہت خوش ہوئے بلکہ اوس خوشی کے سبب رونے لگے اور حضرت کے ہمراہ ایک غار میں جسکا نام **ثور** ہے۔ یہ ایک پہاڑ ہے نیچے مکہ سے وہاں پہنچے۔ ایک شخص مسمی عبداللہ ابن ارقیط نے جو مشرک تہا کافروں سے کہا کہ میں تمکو پیغمبر خداؐ کے جانے کا حال اور جہاں وہ گئے ہیں بتلا دونگا تم مجھکو کیا اجرت دوگے اونہوں نے اوسکو کچھ اجرت دیکر اپنا ہادی بنایا۔ پیغمبر خداؐ اوس غار میں ہمراہ ابوبکر صدیق رضہ کے تین دن چھپے بیٹھے رہے۔ بعد تین روز کے حضرت مع اپنے یار ابوبکر صدیقؓ اور عامر بن فہرہ کی جو حضرت ابوبکر صدیق رضہ کا غلام تہا راہی طرف مدینہ منورہ کے ہوئے ہرچند کہ قریش نے پیغمبر خداؐ کے ڈہونڈنے میں کچھ کمی نہ کی تہی بلکہ سراقہ بن ملک المدلجی نے ایسا تعاقب کیا کہ حضرت کے قریب جا پہونچا اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کافروں نے ہمکو پالیا پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ اے ابوبکر صدیق تو کچھ غم نہ کر کیونکہ خدا ہمارا ہمارے ساتھ ہے یہ فرماکر حضرتؐ نے سراقہ مذکور کی حق میں بددعا کی ہجرد اس بددعا کے سراقہ کا گہوڑا پیٹہ تک اوس زمین سخت میں جو نرم نہ تھی دہس گیا۔ سراقہ نے پکار کر عرض کی کہ یا حضرت میرے واسطے دعا خیر فرمایئے میں کسی کافر کو آپ تک آنے نہ دونگا بلکہ جو آیا ہوا پاؤنگا اوس سے یہ کہدونگا کہ پیغمبر خدا یہاں کو تشریف نہیں لے گئے ہیں میں ڈہونڈہ آیا ہوں حضرتؐ نے دعا کی وہ گھوڑا نکل آیا لیکن وہ بسبب اپنے دل سخت ہونے کے پہر باز نہ آیا بلکہ اوسنے پہر تعاقب کیا۔ حضرت نے پہر بددعا کی پہر گھوڑا دہس گیا۔ دوسری بار اوسنے پہر التجا کی کہ حضرت ابکی بار مجھکو مخلصی ہوجاوے میں چلا جاؤنگا اور کسی ڈہونڈنے والے کو نہ آنے دونگا سب کھوجیوں کو ہٹا دونگا۔ حضرتؐ نے پہر دعا کی اور فرمایا کہ چلا جا۔ چنانچہ سراقہ اوٹہا پہر گیا اور جو شخص اوسکو ملا سراغ نکالنے والوں سے اوسکو یہ کہکر چلا یا تا تہا کہ کیوں تضییع اوقات کرتے ہو پیغمبر خداؐ کا آگے کہیں کھوج نہیں ملتا اور پیغمبر خداؐ بارہوین تاریخ ربیع الاول روز دوشنبہ کو بوقت ظہر سنہ اول ہجری میں داخل مدینہ منورہ کے ہوئے۔ اور قبا میں کلثوم ابن الہدم کے پاس

فرو کش ہو کر دو شنبہ - سہ شنبہ - چہار شنبہ - جمعرات حضرت نے وہاں تشریف رکھکر مسجد قبا کی بنیاد ڈالی
جمعہ کے روز حضرت برآمد ہوئے وہاں کے باشندوں کی یہ حالت تھی کہ جو حضرت کے ناقہ کو دیکھتا تھا
اور جس گھر انصار کے حضرت گذرتے تھے بہت تواضع و تکریم سے پیش آتے تھے اور حضرت کے
ناقہ کو روک روک لیتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ حضرت یہیں قدم رنجہ فرمائیے اور آرام کیجئے
کیونکہ آپ بہت تھکے ہوئے ہونگے یہانتک کہ حضرت اسی تکریم اور تعظیم سے اوس مقام تک جس
جائے مسجد نبوی بنی ہوئی ہے تشریف لے گئے - حضرت کا ارادہ سہل اور سہیل سے جو کہ دو لڑکے
عمرو کے یتیم تھے ملاقات کرنیکا تھا اسلئے حضرت معاذ ابن عفرا کے مکان میں تشریف لے گئے -
اور اوس جائے کو حضرت نے برکت دی اور ناقہ سے اوترکر تشریف رکھی - ابو ایوب مارے شوق
کے حضرت کی ناقہ کا کجاوہ اپنے گھر اوٹھا کر لے گیا چنانچہ حضرت بھی ابو ایوب انصاری کے گھر
میں تشریف لے گئے تا طیاری مسجد نبوی اور مسکن شریف کے اوسی گھر میں قیام پذیر رہے کہتے ہیں
کہ جس جائے مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی ہے وہ زمین بنی نجار کی ملک سے تھی اوس جائے پر
درخت کھجور کے تھے اور ویرانہ پڑا ہوا تھا اور مشرکین کا وہاں قبرستان بھی تھا -

بیان ہے نکاح کرنے پیغمبر خدا صلعم کا حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی سے

واضح ہو کہ پیغمبر خدا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قبل ہجرت فرمانے کے اور بعد فوت
ہونے حضرت خدیجہ بیوی سابقہ کے نکاح کیا تھا مگر اس بیوی سے حضرت نے بعد گذرنے آٹھ
مہینے کے ہجرت سے صحبت اور مباشرت فرمائی اون ایام میں جب صحبت میں حضرت کے آئیں اس
بیوی کی عمر نو برس کی تھی اور جب پیغمبر خدا نے رحلت فرمائی اوسوقت اس بیوی کی عمر اٹھارہ برس
کی تھی -

بیان ہے بھائی چارہ ہونیکا درمیان مسلمانوں کے

مخجب نہ رہے کہ پیغمبر خدا نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بھائی بنایا چنانچہ حضرت علیؓ اسی واسطے
درمیان کوفہ کے منبر پر اپنے ایام خلافت میں فرماتے تھے کہ اے مسلمانوں میں پیغمبر خدا کا بھائی
ہوں اور اللہ کا بندہ ہوں جب حضرت علیؓ کو اپنا بھائی بنایا تو سب صحابہ نے آپس میں
ایک دوسرے کو بایں تفصیل بھائی بنایا حضرت ابوبکر صدیقؓ - اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر انصاری
دونوں بھائی ہوئے - اور ابو عبیدہ بن الجراح - اور اسعد ابن معاذ انصاری دونوں بھائی ہوئے
اور عمر ابن الخطاب اور عتبان بن مالک انصاری دونو بھائی ہوئے اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد ابن ربیع انصاری دونو بھائی ہوئے اور عثمان ابن
عفان - اور انوش بن ثابت انصاری دونوں بھائی ہوئے اور طلحہ ابن عبیداللہ اور کعب ابن
مالک انصاری دونوں بھائی ہوئے اور سعید بن زید اور ابی بن کعب انصاری دونوں
بھائی ہوئے مخجب نہ رہے کہ اول بچہ جو جو مہاجرین میں سے بعد ہجرت کے پیدا ہوا تھا وہ عبداللہ
ابن زبیر ہیں اور بچہ جو انصار میں پیدا ہوا وہ نعمان ابن بشیر ہیں -

بیان ہے بدل جانے قبلہ کا نماز میں

پوشیدہ نہ رہے کہ دوسرے سال ہجرت کے بموجب حکم خدا تعالیٰ کی بدل جانے قبلہ کا طرف کعبہ
شریف کے اول اوسے نماز درمیان مکہ شریف کے اور بعد آنے رسول اللہ کے مدینہ میں بھی اٹھارہ مہینے
تک بیت المقدس کیطرف نماز پڑھی جاتی تھی لیکن ماہ شعبان میں پیر کے دن پیغمبر خدا ظہر کی
نماز پڑھ رہے تھے کہ دفعتہً کعبہ کی طرف پھر گئے وہ لوگ جو حضرت کے مقتدی تھے وہ بھی فوراً حضرت
کے ہمراہ ہی پھر گئے اور نماز ہی میں رہے اور اسی سال میں یعنی ۲ ہجری میں رمضان شریف
کے روزہ فرض ہوئے تھے اور اوسی سال میں پیغمبر خدا نے عبداللہ بن جحش اسدی کے ہمراہ آٹھ آدمی
کر کے طرف نخلہ کے واسطے جاسوسی اخبار قریش کے روانہ فرمایا تھا یہ نخلہ درمیان مکہ اور طائف کے
واقع ہے جب وہ لوگ وہاں پہنچے اونکے نزدیک قریش کے گدھے گذرے اون لوگوں نے اون
گدھوں کو لوٹ لیا اور گدھے مقید کر کے معہ اونکے حضرت کے پاس لا حاضر کئے یہ اول غنیمت مسلمانوں
کی تھی جو پہلی ہی دفعہ اونکے ہاتھ آئی (نقل کیا گیا ہے یہ کتاب الاشراق سے جو مسعودی کی تصنیف ہے
ہے) اور اسی سال میں عبداللہ ابن زید بن عبدابہ انصاری نے درمیان اپنی خواب کے دریافت

کیا تھا کہ اذان اس طور پر دینی چاہیے جس سے مسلمانوں کو اطلاع وقت نماز کی ہوجایا کرے
اور اوسکے خواب ہی کے موافق وحی بھی نازل ہوئی -

بیان ہے اوس جنگ عظیم کا جسکو جنگ بدر کہتے ہیں

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ وہ لڑائی ہے جس میں خدا تعالے نے ظاہر کیا تھا یہ سچا دین دین اسلام
ہے حال اسکا یہ ہے کہ قافل ملک شام سے ہمراہ ابو سفیان ابن حرب کے معہ جمعیت تیس ۳۰ مردوں
کے قریش میں آیا تھا اوسکے پاس رسول اللہ نے چند آدمیوں کو بھیجکر اپنے پاس بلوایا یہ خبر
ابو سفیان نے پاکر مکہ میں جاکر قوم قریش سے اس طور پر بیان کی کہ رسول اللہ کا ارادہ تم پر چڑہائی
کرنے کا ہے یہ خبر سنکر وہاں کے باشندوں کے تنوں میں آگ پھنک گئی فوراً نو سو پچاس
مرد کی جمعیت لیکر جن میں سو آدمی سوار باقی پیادہ تھے مکہ سے خروج کیا اس لڑائی میں تمام
اشراف پیغمبر خدا صلعم پر چڑھ کر آئے تھے مگر ابو لہب نہ آیا اوسکی جائے پر عاص بن ہشام تھا - اور
اس طرف پیغمبر خدا صلعم کے ہمراہ تین سو مرد بدیں تفصیل تھے - ستتر مہاجرین میں سے باقی انصار - اور
سوار کوئی نہ تھا سوائے دو مردوں کے ایک مقداد بن کندی بلاشک و شبہ - اور دوسرے میں اختلاف
ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ زبیر بن العوام ہے اور کوئی کہتا ہے کہ نہیں کوئی اور تھے اور ستتر اونٹ
حضرت کے ہمراہ تھے جب حضرت الصفرا میں پہنچے آپکو خبر آئی کہ مشرکین عیر کے پاس آپہنچے ہیں
اوسمیں وہ لوگ اپنی جمعیت کے ساتھ اُتریں گے اسلئے حضرت نے وہاں سے کوچ فرماکر بدر میں لبِ
چشمہ خورد پر جوکہ ایک قبیلہ کا تھا مقام کیا حضرت سعد ابن معاذ نے لکڑیوں کی ایک چھت واسطے
اجلاس فرمانے پیغمبر خدا صلعم کے بنادی اوسپر جناب سرور کائنات معہ ابو بکر صدیق رضہ کے بیٹھے اور حضرت
نے قوم قریش کو ملاحظہ فرماکر دست بدعا ہوکر حضرت نے جناب باری سے عرض کی کہ اے خدا یہ قوم
قریش بہت فخر اور غرور سے تیرے رسول کو جھٹلانے کے واسطے سوار لیکر آئی ہے جو تو وعدہ کیا
تھا اوسکے بموجب اب اپنے بندہ کی مدد بھیج - حضرت یہ دعا کررہے تھے کہ قریش بہت نزدیک آگئے
اور عتبہ بن ربیعہ - اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ یہ تین شخص ہنگامہ آرائے مقابلہ ہو پیغمبر خدا
نے عبیدہ بن حارث بن مطلب کو ارشاد کیا کہ تم عتبہ سے مقابلہ کرو - اور اپنے چچا حمزہ کو ارشاد کیا

کہ شیبہ سے لڑو۔ اور علیؓ ابن ابی طالب کو حکم ہوا کہ ولید بن عتبہ سے مقابلہ کرو۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ نے
شیبہ مذکور کا سر کٹا سا اوڑا دیا اور حضرت علیؓ نے ولید کو جہنم واصل کیا۔ اور عبیدہ اور عتبہ دونو
گھایل ہوئے۔ اوسنے اوسکو مارا اور اوسنے اوسکو۔ حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے جو یہ حال دیکھا ایک
عتبہ کو قتل کیا۔ اور عبیدہ کو دونوں نے اوٹھا لیا کیونکہ اونکے پیر کٹ گئے تھے چنانچہ وہ شہید ہوئے
پیغمبر خدا اوس چبوترہ پر دعا میں مستغرق تھے آپکے ہمراہ ابوبکرؓ بھی بیٹھے تھے اور حضرت یہی فرماتے
تھے کہ اے خدا ہلاک کر اِس قوم سرکش کو جو عبادت نہیں کرتی تیری درمیان زمین کے اور نجات دے
ہمکو جیسا کہ وعدہ کیا ہے تو نے۔ حضرت ایسے بیہوش اپنی دعا میں تھے کہ آپ کی چادر گر پڑی حضرت
ابوبکر صدیق رضؓ نے وہ چادر آپکے اوپر پھر اوڑھا دی اور کفار نے حضرتؐ کے اوس چبوترے تک آ ہجوم کیا
آپ دفعتہ ہوشیار ہوئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر اب اللہ تعالیٰ کی مدد آئی یہ فرماکر حضرت وہاں سے اوٹھکر
لوگوں کو لڑنے پر برانگیختہ کرتے اور ڈھارس دیتے ہوئے تشریف لائے۔ اور ایک مٹھی کنکروں کی
حضرت نے ہاتھ میں لیکر قوم قریش پر پھینک کر بددعا دی بعد ازاں اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اونپر
سختی اور تشدد کرو۔ چنانچہ اونکو شکست ہوئی یہ واقعہ سترہویں تاریخ ماہ رمضان اور جمعہ کو ہوا۔ اور
عبداللہ ابن مسعود صحابی ابوجہل ہشام کا سر جو وقت روبرو پیغمبر خداؐ کے اوٹھا کر لیگیا حضرت نے سجدہ شکر
کیا ابوجہل کی عمر بوقت مارے جانے کے ستر برس کی تھی۔ نام ابوجہل کا عمرو ہے وہ بیٹا ہشام کا پوتا
مغیرہ کا پڑپوتا عبداللہ بن عمر بن مخزوم کا ہے۔ العاص بن ہشام بھائی ابوجہل کا بھی اسی جنگ
میں مارا گیا تھا اِس لڑائی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کو ایک ہزار فرشتہ کی کمک دی تھی
جب ابولہب نے یہ حال اہل بدر کا مکہ میں سُنا مارے غم و الم کے سات دن کے بعد وہ بھی مرگیا
تعداد مقتول مشرکین کی ستر اور مقیدین بھی اتنے ہی تھے سوائے اون ستر مرد مقتولین کے اور
بھی ہیں۔ چنانچہ حنظلہ ابن ابوسفیان بن حرب۔ اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ۔ اِن
دونوں کو حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور زمعہ بن بن الاسود کو حضرت حمزہؓ نے۔ اور
حضرت علیؓ نے ملکر مارا تھا۔ اور ابوالبختری بن ہشام کو المجذر بن زیاد نے قتل کیا۔ اور نوفل بن خویلد
بھائی خدیجہ کا جو ایک شیطان شیاطین قریش کا تھا۔ یہ وہ ہے جو نزدیک ابوبکر اور طلحہ بن خویلد
کے بروقت اونکے مسلمان ہونے کے درمیان پہاڑ کے تھا اوسکو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ اور

عمیر بن عثمان بن عمر التیمی کو بھی حضرت علیؓ نے قتل کیا اور مسعود بن ابی امیہ مخزومی اوسکو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور عبد اللہ بن منذر مخزومی کو حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے قتل کیا اور منبہ بن الحجاج سہمی کو ابو الیسر انصاری نے قتل کیا۔ اور اوسکے بیٹے عاص کو حضرت نے قتل کیا۔ اور اوسکے بھائی نبیہ بن الحجاج کو حضرت حمزہ اور سعد ابن ابی وقاص نے ملکر مارا۔ اور ابو العاص بن قیس سہمی کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ اور منجملہ مقیدین کے ایک عباس چچا حضرت کے اور دو بھتیجے حضرت عباس کے ایک عقیل بن ابی طالب۔ دوسرا نوفل بن الحارث بن عبد المطلب تھے جب لڑائی سے فراغت ہو چکی حضرت نے ارشاد کیا کہ مقتولین کی لاش ایک کنوئیں میں جو قریب تھا ڈالدو چنانچہ چوبیس ۲۴ سرداران قریش کی لاش کھینچکر اوس کوئیں میں ڈال دیں۔ اور حضرت نے میدان بدر میں تین رات ہمراہ چودہ مرد کے جنکی تفصیل یہ ہے کہ چھ اونمیں سے مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے اقامت فرماکر الصفرا کی طرف مال غنیمت لیتے ہوئے جنگ بدر سے مراجعت کی اوسوقت پیغمبر خدا صلعم نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو ارشاد کیا کہ نضر بن حارث کو بھی قتل کردو یہ شخص پیغمبر خدا کا بہت دشمن تھا جسوقت پیغمبر خدا صلعم قرآن شریف پڑہا کرتے تھے وہ یہ کہا کرتا تھا کہ محمد اگلوں ہی کے قصوں کو بیان کرتا ہے کچھ نئی بات نہیں بولتا۔ جب اوسکا سر حضرت علیؓ نے اڑا دیا۔ اوسوقت ارشاد کیا کہ عقبہ بن ابی معیط کو گردن مارو۔ فوراً وہ بھی قتل کیا گیا۔ حضرت عثمان بن عفان اس جنگ میں بموجب ارشاد پیغمبر خدا کے حاضر نہ تھے کیونکہ اونکی بیوی رقیہ جو حضرت کی بیٹی تھی بہت بیمار ہو رہی تھیں اسلئے حضرت نے اونکو فرمایا تھا کہ تم مدینہ ہی میں رہو چنانچہ وہ دختر نیک اختر نبی کی اپنی بیوی زوجہ حضرت عثمان بن عفان کی راہی ملک بقا ہوئی بروقت رحلت حضرت کے دیدار مبارک کو بھی دیکھنے نہ پائی۔ کیونکہ انیس ۱۹ روز سے حضرت مدینہ میں سے تشریف لے گئے تھے

بیان اوس لڑائی کا جو یہودیوں یعنے اولاد قینقاع نے حضرت سے کی.

یہ اول یہود ہیں جنہوں نے پیغمبر خدا صلعم کا عہد توڑا چنانچہ اسلئے حضرت نے درمیان ۲ سنہ ہجری

کے اوپر خروج کیا وہ قلعہ میں متحصن ہوئے حضرت نے پندرہ دن تک اونکا محاصرہ کیا بعد ازاں بموجب حکم پیغمبر خداؐ کے وہ قلعہ میں سے نکلے حضرت چاہتے تھے کہ اونکو قتل کریں لیکن عبداللہ بن ابی سلول خزرجی منافق نے ریہود خلفاء الخزرج کے تھے) حضرت سے شفاعت اور عفو خطا چاہی حضرت نے اوسکی طرف سے منہہ پھیر لیا۔ اوسنے پھر سوال کیا حضرت نے منہہ پھیر لیا۔ آخر لاچار ہو کر حضرت کے گریبان کو پکڑ لیا اور کہا کہ اے رسول اللہ ہمکو جواب باصواب فرمایئے۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ افسوس ہے تجھپر چھوڑ دے مجھکو اوسنے کہا کہ یا حضرت قسم ہے خدا کی جب تک حضور جواب باصواب فرمائیں گے نہ چھوڑونگا اوسوقت تک۔ حضرت نے اوسکی جان بخشی فرمائی اور حکم دیا کہ اونکو جلاوطن کردو۔ اور سب اسباب اونکا لوٹ لو چنانچہ مسلمانوں نے فوراً اونکا اسباب چھین لیا

بیان غزوۃ السویق کا

اس لڑائی کا یہ حال ہے کہ ابوسفیان نے اس طورپر قسم کھائی تھی کہ جب تک محمدؐ سے نہ لڑلوں جب تک خوشبو نہ سونگھوں اور نہ عورت کے ہاتھ لگاؤں کیونکہ مقتولین بدر سے اوسکو کمال رنج تھا۔ اسلئے دوسو سوار لیکر لڑنے نکلا۔ اور اپنے آگے پیادے مدینہ کیطرف روانہ کئے۔ جب وہ عریض پر پہنچے اونہوں نے چند مسلمانوں کو جو انصار تھے شہید کیا۔ جب رسول اللہ نے یہ حال سُنا ابوسفیان کی تلاش میں حضرت بھی نکلے ابوسفیان معہ اپنے یاروں کے بھاگ گیا۔ اور ایسا ڈر کر بھاگا کہ بہت اسباب چھوڑ گیا تاکہ ہلکا ہوجاوے چنانچہ بعض تھیلی ستو کی جو ساتھ لائے تھے تھیلیاں اونکو اوسی مقام پر چھوڑا تاکہ تخفیف ہوجاوے اسواسطے اوسکو غزوۃ السویق کہتے ہیں۔ غزوہ کے معنے جنگ کے اور سویق ستو کو کہتے ہیں۔

بیان غزوۃ قرقر الکدر کا

کہتے ہیں کہ یہ لڑائی تیسرے سال ہجری میں ہوئی تھی اصل یہ ہے کہ قرقرۃ الکدر نام ایک چشمہ کا ہے جو راہ اعراق سے طرف مکہ کے ہوتے ہیں۔ مخبروں نے جب حضرت کو یہ خبر دی کہ اس مقام پر ایک گروہ قبیلہ سلیم۔ اور غطفان کا واسطے شورش اور فساد کے مجتمع ہوا ہے اسلئے پیغمبر خداؐ بارادہ

جنگ وہاں تشریف لے گئے تھے لیکن جب وہاں کوئی کافر حضرتؐ کے مقابل پر نہ آیا آپ نے طرف
مدینہ کے نہضت فرمائی اوسی ۲؁ھ ہجری میں عثمان بن مظعون رضی اللہ فوت ہوئے اور اسی
سال میں حضرت علیؓ کا نکاح حضرت فاطمہ بنت رسول اللہؐ سے ہوا تھا۔ اور اسی سال میں ایک لڑائی
درمیان بکر بن وائل اور لشکر کسرا سے پرویز کی جسکا سپہ سالار ہامرز تھا ذی قار پر ہوئی۔ اس
لڑائی میں فارسیوں کو شکست فاش ہوئی۔ ہامرز سپہ سالار بھی مارا گیا۔ اور بہت آدمی فارسیوں کے
کام آئے۔ اسی سال میں امیہ ابن ابی الصلت نے بھی وفات پائی اوسکا نام عبداللہ بن ربیعہ
تھا۔ وہ سرداران کفار سے گذرا ہے کتب انبیا اوس نے سب پڑھی تھیں اور جانتا تھا کہ ایک
نبی مبعوث ہوگا۔ مگر وہ یہ چاہتا تھا کہ میں خود نبی ہوتا تو خوب تھا اسلئے پیغمبر خداؐ کا اوسنے بہ سبب حسد
کے انکار کیا اونکی تصدیق بہ سبب بغض نہ کی وہ ملک شام تک گیا تھا جب وہاں سے پھر کر آیا
لوگوں نے اوسے کہا کہ اس کنوئیں میں جنگ بدر کی لاشیں پڑی ہیں اون مردوں میں شیبہ
اور عتبہ دو بھائی ماموں زاد امیہ مذکور کے بھی تھے اونکی لاشیں دیکھکر امیہ مذکور کو بہت رنج ہوا۔
چنانچہ اوسنے اپنی اونٹنی کے دونوں کان کاٹ کر اوس کنوئیں پر بیٹھکر ایک مرثیہ بہت بڑا تصنیف
کرکے ماتم کیا۔ قول مترجم (اوسکے اشعار تذکرہ عرب میں ہینے لکھے ہیں)۔

اب شروع ہوا ۳؁ھ ہجری

اِس سال میں درمیان ماہ رمضان شریف کے حضرت امام حسن ابن علیؓ پیدا ہوئے اور
اسی سال میں کعب ابن الاشرف یہودی مقتول ہوا اوسکو محمد مسلمہ انصاری نے قتل کیا تھا۔

بیان ہے جنگ اُحد کا

واضح ہو کہ تین ہزار قریش جنیں سات سو زرہ پوش اور دو سو سوار تھے اور باقی پیادہ ہمراہ
ابوسفیان ابن حرب کے مجتمع ہوکر ارادہ پرخاش کا رسول اللہؐ سے رکھتے تھے اس لڑائی میں زوجہ
ابوسفیان کی یعنی ہند بنت عتبہ بھی اوسکے ساتھ تھی۔ پندرہ عورتیں ہاتھوں میں دف لیے ہوئے
مقتولین جنگ بدر پر روتی اور مسلمانوں سے لڑنے کے واسطے مشرکوں کو برانگیختہ کرتی تھیں

یہ سب لوگ مکہ سے مجتمع ہوکر مقام ذوالحلیفہ میں جو مقابل مدینہ منورہ کے ہے بدہ کے روز چوتھی تاریخ ماہ شوال ۳ہجری کو اترے اب رسول اللہ نے تمام صحابہ سے اس امر میں مشورت لی کہ آیا مدینہ سے نکل کر ان کا مقابلہ کریں یا مدینہ ہی میں پڑے رہیں عبداللہ ابن ابی بن سلول منافق نے یہ کہا کہ یا حضرت آپ مدینہ ہی میں قیام فرمایئے کیونکہ وہ لوگ بہت جمعیت رکھتے ہیں میدان میں مقابلہ کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اور بعض صحابہ نے عرض کیا کہ میدان میں نکلکر لڑنا اور کافروں کو شکست دینا مناسب ہے اسلئے پیغمبر خدا نے ایک ہزار صحابہ ہمراہ لیکر مقابلہ کفار پر مدینہ سے کوچ فرمایا کر مقام احد میں جس وقت پہنچے وہاں سے عبداللہ ابن ابی بن سلول منافق تین سو منافقوں کو اپنے ہمراہ لیکر الٹا پھر گیا اور کہہ گیا کہ جیسے اونکی اطاعت سب طرح سے کی مگر میری اونہوں نے جب نہ سنی تو اب ہم نہیں جانتے اوسکے جانے سے جو شخص منافق تھا وہ بھی اوسکا پیرو ہوگیا پیغمبر خدا ایک احد کی گھاٹی میں جاکر اترے حضرت کی پشت احد کی طرف تھی۔ یہ لڑائی ہفتہ کی ساتویں تاریخ شوال کو ہوئی تھی حضرت کے ہمراہ سات سو آدمی تھے جن میں ایک سو آدمی زرہ پوش اور باقی بے زرہ مگر سب پاپیادہ تھے کسی کے پاس سوائے دو شخصوں کے گھوڑا نہ تھا۔ ایک رسول اللہ کے پاس تھا۔ اور ایک ابی بردہ کے پاس تھا اور مصعب ابن عمیر جو عبدالدار کی اولاد میں ہیں اوس روز علم بردار تھا۔ اور مشرکین کی میمنہ پر خالد بن ولید تھا میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل تھا۔ اور علم بردار اونکے عبدالدار کی اولاد کے آدمی تھے۔ حضرت نے پچاس آدمی تیرانداز اپنے پیچھے کی صف میں کھڑے کردیئے تھے جسوقت جانبین کا مقابلہ ہوا اسوقت مسماۃ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان کے معہ اور عورتوں کے جو مشرکین کے پیچھے کھڑی ہوئی دف بجارہی تہیں۔ یہ کہتی تہیں۔ افسوس ہے تم پر اے اولاد عبدالدار کی اور افسوس ہے تم پر اے بہادرو مارے گئے تم ایک ظالم کے ہاتھ سے۔ اور حضرت حمزہ یعنی چچا پیغمبر خدا کے اس لڑائی میں خوب لڑے داد جوانمردی دیکر مسمی ارطاۃ علم بردار مشرکین کو قتل کیا۔

اسی اثنا میں سباع بن عبدالعزی بیٹا مسماۃ ختانہ کا جو مکہ میں تھے حضرت حمزہ کے سامنے آیا آپنے اوسکو دیکھتے ہی فرمایا کہ آ حرامزادہ یہ کہتے ہی ایک ہاتھ تلوار آبدار کا اوسکے سر پر چھوڑا وہ وار خالی گیا پھر دوسری دفعہ وار کیا چاہتے تھے کہ دفعتہً حالت بیخبری میں مسمی وحشی عبد جبیر

بن مطعم نے جو رہنے والا حبش کا تھا ایک ہاتھ حربہ کا حضرت حمزہ کے مارا وہ شہید ہوئے۔ اور ابن
قمیئہ اللیثی نے مصعب بن عمیرؓ علم بردار مسلمانان کو شہید کیا مگر وہ شخص جانتا تھا کہ بیٹے
رسول مقبول کو شہید کیا بعد شہید ہونے مصعب ابن عمیر کے پیغمبرؐ نے وہ علم حضرت علیؓ کو سپرد
کیا حضرت علیؓ نے علم اٹھالیا۔

بیان حملہ کرنے مشرکین کا مسلمانوں پر پھر شکست پانا مشرکین کا

وہ مردمان تیرانداز جنکو رسول مقبول نے ایک مقام معین پر پیچھے مقرر کیا تھا بسبب دامنگیر
ہونے طمع لوٹ کے جس مقام سے حضرتؐ نے نہ ٹلنے فرمایا تھا اوسکو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے خالد
بن ولید نے جو ایک سوار مشرکین سے تھا یہ شور وغوغا برپا کر دیا کہ محمدؐ مقتول ہوئے۔ سنتے ہی تمام
مسلمان جو صف بستہ کھڑے تھے تتر بتر ہو گئے بلکہ قریب بھاگنے کے ہو گئے تھے۔ اوس روز
مسلمانوں پر صدمہ عظیم برپا ہوا تھا کیونکہ ستر مسلمان شہید ہوئے اور مشرک کل بائیس مارے گئے
اور بھاگڑ ایسی مچی کہ رسول اللہ تک نوبت بھاگنے کی آگئی۔ اسی اثنا میں ایک پتھر کفار کی
طرف سے رسول اللہ کے الساز ورسے آکر لگا کہ اگلی نچلی دانت کی ٹوٹ گئی اور ہونٹھ شق ہوا۔
یہ پتھر عتبہ ابن ابی وقاص بھائی سعد ابن ابی وقاص نے مارا تھا۔ حضرتؐ نے یہ فرمایا کہ یہ گمراہ
کس طرح سے نجات پاوینگے جنہوں نے اپنے نبی کا یہ حال کیا ہو کہ اسکا منہ خون سے رنگ دیا
حالانکہ وہ سوائے اسکے کہ اونکو ہدایت طرف خدا کے کرے اور کچھ نہیں کہتا فوراً ایک آیت بایں مضمون
نازل ہوئی کہ اے محمدؐ تم کو بجز راہ راست دکھلانے یا جہاد کرنیکے اور کچھ حکم نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ
ظالم ہیں حضرت جو سر مبارک پر خود پہنے ہوئے تھے اوسکے دونوں حلقے بسبب صدمہ چوٹ پتھر کے
حضرت کے منہ میں گھس گئے تھے اوسوقت ابو عبیدہ بن جراح نے ایک حلقہ رسول اللہ کے منہ سے
جب کھینچا فوراً وہ ایک نچلی گر پڑی جب دوسرا کھینچا دوسری نچلی گر پڑی تو گویا ابو عبیدہ نے دونو
نچلی حضرت کی گرائیں۔ ابو سعید خدری جو حاضر تھے اونہوں نے حضرت کے دانتوں شہید کا جلد

سے خون چوس لیا اور دانتوں کو نگل گیا ۔حضرتؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے خون میں میرا خون پیوستہ ہوا وہ ہرگز آگ دوزخ نہ دیکھے گا ۔ روایت کی گئی کہ حضرت طلحہؓ کا ہاتھ اِسی لڑائی میں شہید ہوا وہ حضرتؐ کے سامنے سے مشرکین کی مدافعت کرتے تھے اوس روز حضرت دو زرہ پہنے ہوئے تھے اوس مدافعت کے باعث اونکا بھی ہاتھ کٹ گیا ۔ اور جب ہندہ اور اوسکی ہمراہی عورتوں نے مسلمانوں کو مُردہ پایا اوسوقت ہر ایک کے کان اور ناک کاٹ کر اونکے گلوں کے ہار لئے ۔ بلکہ مساۃ ہندہ نے یہ حرکت بد کی کہ حضرت حمزہ کا کلیجہ چیر کر دانتوں سے کچا ہی چبا کر کھا گئی ۔حضرت حمزہ کو ابوسفیان یعنی اس عورت ہندہ مذکورہ کے خاوند نے ایک نیزہ کی انی اونکی کن پٹیوں میں گھسیڑ کر شہید کیا بعد اونکے شہید ہونے کے پہاڑ پر کھڑا ہو کر غل مچا کر یہ کہا کہ آجکا دن بدر کا ہے اور لڑائی ہے آے اے لڑائی ظاہر کر اپنا دین ومذہب یہ کہکر ابوسفیان نے مع اپنے ہمراہیوں کے مراجعت کی اور یہ حضرت سے کہلا بھیجا کہ سال آیندہ میں لڑائی ہوگی ۔حضرتؐ نے بھی قبول فرمایا جب مشرکین مکہ میں چلے گئے اوسوقت حضرت نے حضرت حمزہؓ کی تلاش کی اونکی لاش پائی کان اور ناک کٹا ہوا تھا اور کلیجہ پھٹا ہوا پڑا تھا ۔حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ قوم قریش پر مجھکو فتح دیگا کہ تیس ۳۰ آدمی اسی طرح قتل کرکے دکھلا دونگا انشاء اللہ تعالیٰ بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آیا اوسنے مجھ سے کہا کہ حمزہ کا نام سات آسمانوں میں یہ لکھا گیا ہے کہ حمزہ بن عبد المطلب اسد اللہ و اسد رسول اللہ یعنی حمزہ بیٹا عبد المطلب کا شیر ہے خدا اور رسول کا ۔بعد ازاں حضرت نے اپنا چادر اونکے جنازہ پر ڈالکر حضرت نے سات تکبیریں فرما کر نماز اونکے جنازہ کی پڑہی ۔پھر اور مقتولین کی لاشیں لوگ اوٹھا کر لائے اور حضرت اونپر مع حمزہؓ کے جنازہ کے نماز پڑہتے جاتے تھے یہانتک کہ بہتر نمازیں حضرت نے حمزہؓ کے جنازہ پر ہمراہ اور شہیدوں کے پڑہیں ۔ امام ابوحنیفہ اسیلئے شہید کے جنازہ پر نماز پڑہنے کی دلیل لاتے ہیں ۔مگر امام شافعی اسکو نہیں مانتے بعد ازاں بموجب حکم پیغمبر خداؐ کے حضرت حمزہؓ مدفون ہوئے ۔ لوگوں نے اپنے مُردوں کی لاشیں مدینہ میں لاکر دفن کیں مگر حضرتؐ نے فرمایا کہ جتنا جلد ہو سکا کرے اونتا ہی جلد مُردے کو دفن کیا کرو ۔ اوسکے دفن کرنے میں تاخیر نہ کیا کرو ۔

اب شروع ہوا چوتھا سال ہجری

بیان جنگ رجیع کا

واضح ہو کہ صفر کے مہینے سکنہ ہجری میں پیغمبر خدا کے پاس ایک گروہ قبیلہ اعضل اور القارہ سے آئے تھے اونہوں نے یہ عرض کیا کہ یا حضرت کوئی شخص دیندار جو مسایل اسلام سے خوب واقف ہو ہمارے ساتھ واسطے ہدایت ہماری قوم کے روانہ فرمایئے حضرت نے اِن چھ آدمی مفصل ذیل کو اونکے ہمراہ کردیا وہ یہ ہیں۔ ثابت بن الافلح۔ اور خبیب بن عدی۔ اور مرثد ابن مرثد الغنوی اور خالد بن بکیر اللیثی۔ اور زید بن الدثنہ۔ اور عبد اللہ ابن الطارق۔ مگر اونپر مرثد ابن مرثد کو سردار مقرر کرکے حضرت نے اونکے ہمراہ روانہ کیا تھا یہ لوگ جب مقام رجیع پر پہنچے (رجیع نام ایک چشمہ ہذیل کا ہے جو چودہ میل عسفان سے واقع ہے) وہاں کفار نے اونسے بدسلوکی اور فریب کیا چھ اصحاب ہی لڑے تین شہید ہوئے اور تین شخص یعنے زید بن الدثنہ۔ اور خبیب اور عبد اللہ بن الطارق مقید ہوئے اونکو گرفتار کرکے مکہ کی طرف وہ لوگ روانہ ہوئے لیکن عبد اللہ بن الطارق پھر اونسے راہ میں لڑا چنانچہ مقام الجارہ میں وہ بھی شہید ہوا باقی دو صحابہ مقید اونکی قید میں وارد مکہ ہوئے کفار مذکور نے وہاں لاکر اون دونوں شخصوں کو قریش کے ہاتھ بیچ ڈالا قریش نے اون دونوں کو بھی قتل کیا وہ بیچارہ بھی شہید ہوئے۔

بیان غزوہ بیر معونہ کا

پوشیدہ نہ رہے کہ ماہ صفر سکنہ ہجری میں ابو عامر بن مالک بن جعفر نیزہ باز نے پیغمبر خدا کی خدمت میں بحالت نفاق حاضر ہوکر یہ عرض کی کہ چند اصحابہ کو میرے ہمراہ نجد میں روانہ فرمایئے تاکہ یہ لوگ وحدانیت اور راہ خدا اون لوگوں کو تعلیم کریں کیونکہ یقین کامل ہے کہ بروقت اون لوگوں کے وہاں جانیکے سب آپ پر ایمان لے آئیں حضرت نے ارشاد کیا کہ صحابہ کو وہاں بھیجنے میں مجھکو یہ خوف ہے کہ وہ لوگ چونکہ کٹے کافر ہیں ایسا نہ ہو کہ ان مسلمانوں کو شہید کریں۔ ابو براء نے عرض کی کہ میں بھی اونکی حمایت اور حفاظت کرونگا۔ آپ یہ خیال نہ فرماویں اسلئے پیغمبر خدا نے منذر بن عمر انصاری کے ساتھ چالیس مسلمان منتخب کرکے روانہ فرمایا۔ اون صحابہ میں عامر بن فہیرہ

غلام حضرت ابوبکر صدیق رضؓ بھی تھا جب یہ صحابہ بیر معونہ پر جو چار منزل مدینہ سے ایک منزل ہے
جاکر اوترے وہاں سے نامہ رسول مقبول کا عامر بن طفیل کافر کے پاس بھیجا اوس مردود نے قاصد
کو مار ڈالا اور بہت جمعیت اپنے ہمراہ لیکر رسول اللہ کے صحابہ پر چڑہائی کی جب جانبین کا مقابلہ ہوا
لڑائی ہونے لگی سب صحابہ شہید ہوئے مگر ایک یعنی کعب ابن زید نیم جان ہوکر مُردوں میں گر پڑا تہا
وہ جان بچانے کے واسطے لاشوں میں مردوں کے چھپ گیا تھا وہ بچکر آیا اور رسول مقبول کی
خدمت میں تا جنگ خندق حاضر رہا بروز خندق وہ شہید ہوا کہ عمرو بن امیۃ الضمیری کہ جو ایک
انصاری انصار رسول اللہ میں سے تھا چراگاہ جنگل میں پھر رہا تھا اوسنے دور سے دیکھا کہ جس
جائے مسلمانوں کا لشکر اوترا ہوا تھا وہاں گدہ وغیرہ جانور اوڑرہے ہیں وہ بھاگا ہوا گیا سب کو
مقتول پایا اسلیئے اوسنے بھی کفار سے لڑکر شہادت پائی - اور ایک ابن عمر ابن امیۃ کفار کی قید
میں گرفتار ہوا تھا - مگر اوسکو عامر بن طفیل نے بہ سبب اسکے کہ وہ قبیلہ مضر سے تھا رہائی دی اوسنے
حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر سب ماجرا بیان کیا حضرت کو بہت رنج والم وغم اس واردات
کے سننے سے ہوا

بیان لڑنے بنی نضیر یہودیوں کا

واضح ہو کہ ماہ ربیع الاول سنہ ۴ ہجری میں پیغمبر خداؐ نے اون یہودیوں کا محاصرہ کیا تھا اسی
محاصرہ میں شراب کے حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی تھی بعد گذرنے چھ روز محاصرہ کے کفار
محصورین نے عرض کی کہ ہم لوگوں کو امن دیجیئے ہم سب مال اور اسباب اپنا چھوڑ جاتے ہیں
فقط ہتھیار اونٹوں پر لاد کر چلے جاتے ہیں حضرت نے منظور فرمایا چنانچہ مزامیر گانے بجاتے وہ لوگ
اپنی شجاعت اور بہادری جتاتے ہوئے نکل گئے وہ موضع جس میں بستے تھے خالی کر دیا حضرت نے
سب مال اونکا لیکر مہاجرین پر تقسیم کیا انصار کو کچھ نہ دیا - مگر سہل ابن حنیفہ - اور ابودجانہ کو اوسمیں سے
کچھ دیا تھا کہ اونہوں نے اپنا فقر او رمحتاج ہونا جتلایا تھا اون بنی نضیر کے کچھ لوگ شام کو
چلے گئے اور کچھ خیبر میں جا بسے -

بیان لڑائی ذات الرقاع کا

واضح ہو کہ ماہ جمادی الاول سنہ ۴ ہجری میں ایک گروہ قوم غطفان ذات الرقاع سے حضرت کا مقابلہ ہوا تھا ذات الرقاع اسواسطے کہتے ہیں کہ اون لوگوں کے نیزوں پر چھیتڑی اور پیوند پرانے لپٹے ہوئے تھے جب اون لوگوں نے حضرت کے سامنے جرأت لڑائی نہ پاکر جنگ موقوف کی اسی لڑائی میں ایک شخص نے جو قبیلہ غطفان سے تھا اپنی قوم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں محمدؐ کو بیشک شہید کرونگا۔ چنانچہ وہ حضرت کی خدمت میں آیا اور آتے ہی حضرت سے اوسنے کہا کہ یا حضرت اپنی تلوار مجھے دیجئے تاکہ میں دیکھوں کہ کیسی ہے۔ اوس تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا حضرت نے فوراً وہ تلوار اوس کے ہاتھ میں دی اوسنے کھینچکر ننگی کی اور ہلانے لگا چاہتا تھا کہ رسول مقبول پر ایک وار کرے لیکن خدا نے اوسکو جرأت نہ دی اور مطلق ہاتھ نہ اوٹھا سکا مگر یہ اوسنے کہا کہ یا حضرت آپ مجھ سے کیوں ڈرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں تو مطلق نہیں ڈرتا یہ کہکر تلوار پھیر دی اسوقت ایک آیت نازل ہوئی جسکا یہ ترجمہ ہے کہ اے مسلمانوں یاد کرو اللہ کی نعمت اور حمایت جو تم پر ہے دیکھو جسوقت ایک قوم نے دست چالاکی کا تمپر قصد کیا خدا تعالیٰ نے اوسکو روک دیا وہ تم سے دست درازی نہ کرسکے۔

بیان جنگ بدر ثانی کا

واضح ہو کہ ماہ شعبان سنہ ۴ ہجری میں حسب وعدہ ابوسفیان کے حضرت تشریف فرما طرف بدر کے واسطے مقابلہ کفار کے ہوئے تھے اور ابوسفیان بھی مکہ سے کوچ کرکے چلا مگر راہ ہی میں سے مراجعت کر گیا جب ابوسفیان نہ آیا حضرت اوسکی انتظار دیکھکر مدینہ کی طرف مراجعت کر گئے۔ اسی سال میں حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔

اب شروع ہوا پانچواں سال سنہ ہجری کا

بیان غزوہ خندق کا

اس جنگ کو غزوۃ الاحزاب بھی کہتے ہیں یہ لڑائی درمیان ماہ شوال سنہ ۵ ہجری کے ہوئی تھی حال یہ ہے کہ رسول خدا کو یہ خبر پہنچی تھی کہ تمام قبایل واسطے لڑائی کے مجتمع ہوئے ہیں اسلئے بعد مشورت

رائے سلمان فارسی کی یہ تجویز ہوئی کہ ایک خندق گرد گرد مدینہ کے کہودی جائے اس خندق کی کہودنے
میں پیغمبر خدا صلعم سے کئی معجزے ظاہر ہوئے تھے ازانجملہ ایک روایت کی گئی ہے جابر سے وہ یہ کہتا ہے کہ خندق
کہودنے میں ایک پتھر بہت سخت نکل آیا تھا وہ ہرگز ٹوٹتا نہ تہا حضرت نے پانی منگواکر اوسمیں تھوک کر
حکم دیا کہ اوس پتھر پر چھڑک دو۔ جب وہ پانی اوس پتھر پر چھڑکا گیا فوراً ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اور ایک
یہ معجزہ ہوا کہ بشیر بن سعد انصاری کی بیٹی اپنی ہمشیرہ نعمان بن بشیر کی اپنی ماں کے پاس سے کہجوریں
واسطے اپنے باپ بشیر اور ماموں عبد اللہ بن رواحہ کی لائی تھی جب وہ حضرت کے مقابل میں
گذری آپنے اوس سے پوچھا کہ اے لڑکی یہ کیا لائی اوسنے حضرت کے ہاتھ میں وہ کہجوریں ڈال
دیں راوی کہتا ہے کہ وہ کہجوریں اتنی تہیں کہ حضرت نے دونوں ہاتھ میں لی تہیں مگر ایک ہاتھ بھی پُر
نہ ہوا حضرت نے فوراً ایک چادر منگواکر وہ کہجوریں اوسپر پھیلادیں اور حکم دیا کہ جتنے آدمی خندق کھود رہے
ہیں سب کو بلالو اور کہدو کہ کھانا تیار ہے سب چلے آؤ چنانچہ سب آکر کہانے لگے وہ کہجوریں غیب سے
بڑہتی ہوئی یہانتک بڑہیں کہ جتنے آدمی خندق کہودتے تھے سب کہاکر سیر ہوگئے اور اوتنی ہی باقی
رہگئیں۔ دوسرا معجزہ یہ ہوا روایت جابر سے وہ کہتا ہے کہ مینے ایک روز اپنی بیوی سے کہا کہ
ایک بکری کا بچہ شب کو بہونکر طیار رکہنا اور چند روٹیاں جو کی پکار رکہنا حضرت کی دعوت کرونگا۔ بوقت
مراجعت خندق سے مینے حضرت سے کہا کہ یا حضرت ایک بچہ بکری کا اور روٹیاں جو کی آپکے واسطے بندہ
نے طیار کروائی ہیں آپ اونکو تناول فرمایئے اون ایام میں تمام دن خندق کھودا کرتے شام کو اپنے
اپنے گھر ہم چلے آیا کرتے تھے۔ حضرت نے ایک آدمی سے یہ فرمایا تو پکار کر سب لوگوں سے کہدے کہ
ہمراہ رسول اللہ کے جابر کے گھر کھانا کھانے چلو اوسنے فوراً تمام صحابہ میں منادی کردی۔ جابر کہتا ہے
کہ جسوقت تمام صحابہ جمع ہوئے میں کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا زبان پر لایا اور مجھکو بہت غم ہوا
کیونکہ تو فقط حضرت کی دعوت کی تھی حضرت نے تمام صحابہ کو حکم دیا کہ جتنے خندق کھودنے والے ہیں
سب چلیں میں بھی یہ سمجھکر کہ رسول کی بات کو رد کرنا اچھا نہیں ہوتا چپ ہو رہا۔ جب حضرت
مع جمیع اصحابہ کے رونق افروز میرے گھر ہوئے مینے جلدی سے وہ روٹیاں اور گوشت بکری کے
بچہ کا حضرت کے سامنے لاکر رکہا حضرت نے بسم اللہ پڑھکر برکت دی اور اوسمیں تناول فرمایا پہر تمام صحابہ
کھانے لگے اوسوقت یہ حالت تھی کہ ایک قوم کے آدمی جب کھا چکتے کھڑے ہوجاتے تھے دوسرے

قبیلہ کے لوگ کھانے پر بیٹھتے تھے۔ تمام خندق کے جتنے آدمی کھودنے میں شریک تھے سب کھاکر
سیر ہوگئے اور سلمان فارسی یہ بیان کرتا ہے کہ خندق کھودنے میں میں بھی حضرت کے قریب کھود
رہا تھا (سلمان فارسی اس لڑائی میں اول ہی اول حضرت کے ساتھ شریک ہوا ہے) پہلے اس سے
کسی لڑائی میں ہمراہ نہ تھا۔ کھودتے کھودتے زمین میں ایک ایسا پتھر نکل آیا کہ وہ پتھر کھد نہ سکا حضرت نے
میرے ہاتھ سے کھودال لیکر ایک ضرب وس پتھر پر ماری ایک چمکار روشنی کا اوس پتھر میں سے نکلا
پھر دوسری ضرب ماری اوسوقت بھی آگ جھڑی۔ پھر تیسری ضرب میں بھی روشنی پتھر میں سے نکلی
سلمان فارسی کہتا ہے کہ میں نے حضرت سے کہا کہ قربان شوم یہ کیا چمکتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے سلمان
دیکھا تو نے۔ میں نے عرض کی کہ یا حضرت دیکھا آپ نے ارشاد کیا کہ اول چمکارہ جو چمکا تھا اوسکے یہ معنے
تھے کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو ملک یمن دیا۔ اور دوسرے کے یہ معنے ہیں کہ ملک شام اور مغرب میں فتح
کرونگا۔ تیسرا چمکارہ جو تھا اوس سے یہ مراد تھی کہ مشرق فتح ہوگا۔ جب پیغمبر خدا خندق طیار کر چکے
مشرکین قریش نے دس ہزار آدمی اپنی قوم اور　　قبیلۂ کنانہ سے اور قبیلۂ غطفان اور اہل نجد سے
جو اونکے ساتھ ہو لیے کر چڑھائی کی۔ بنو قریظہ بھی کفار کے ساتھ تھے اونکا سردار کعب بن اسد تھا۔
انہی لوگوں نے رسول اللہؐ سے عہد کیا تھا۔ اصحاب رسول اللہ کے اوسی عہد پر تھے مگر وہی لوگ
پھر گئے تھے اور کفار کے ہمراہ ہوگئے تھے۔ اس عہد کے ٹوٹ جانے سے نفاق بہت پیدا ہوگیا
تھا۔ چنانچہ معتب ابن قشیر نے کہا کہ محمدؐ ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ کسرائے اور قیصر روم کے ہم
خزانے کھائیں گے یہ امر محال ہے کہ عقل میں نہیں آتا کچھ اوپر بیس روز تک مشرکین نے
تیر برسائے۔ سوائے تیر باری کوئی لڑائی نہ ہوئی مگر بعد عرصہ مذکور کے مقابلہ ہونا شروع ہوا۔ جانب
کفار سے عمرو بن عبدود جو کہ اولاد لوی ابن غالب سے ہے مقابلہ کو آیا۔ اوسکے مقابل حضرت علیؓ
ہوئے۔ عمرو نے دیکھتے ہی حضرت علیؓ کو کہا کہ اے بھتیجے خدا کی قسم مجھکو یہ منظور نہیں کہ تجھکو قتل کروں
حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھکو بدل منظور ہے کہ تجھکو قتل کروں۔ یہ الفاظ سنکر اوسکو بھی
غیرت آئی۔ اول وتر نے ہی اوسنے اپنے گھوڑے کے پیر کاٹے۔ پھر حضرت علیؓ پر حملہ کیا۔ حضرت
علیؓ نے اوسپر حملہ کیا۔ دونوں کی ایسی کشتی ہوئی کہ سوائے غبار کے کچھ دکھلائی نہ دیتا تھا کہ کون
اوپر ہے اور کون نیچے ہے مگر جب آواز ایک تکبیر کی آئی مسلمانوں نے یقین کیا حضرت علیؓ

نے اوس کافر کو پچھاڑا۔ بعد کم ہونے غبار کے دیکھا تو حضرت علیؓ عمرو مذکور کے سینہ پر چڑھے ہوئے اوسکا سر کاٹ رہے ہیں۔ بعد اس مقابلہ کے ایک ہوا چلی تھی جسکی خبر خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں یہ دی ہے یاد کرو احسان اپنے خدا کی جب چڑھ آئے کفار تمہارے مقابلہ کو بھیجے اللہ نے لشکر فرشتوں کے اور چلائی باد صبا یہ لڑائی موسم سرما میں ہوئی تھی آخرش ابو سفیان قریش کو لیکر کوچ کر گیا۔ قوم غطفان بھی یہ حال سنکر کہ ابو سفیان چلا گیا اپنے شہروں کو مراجعت کر گئے۔

بیان جنگ بنی قریظہ کا

جس روز لڑائی مذکور سے رسول اللہ فراغت پاکر مدینہ منورہ کو مراجعت کرکے تشریف لے گئے مسلمان اپنے اپنے ہتھیار کھولکر بیٹھے یہانتک کہ ظہر کا وقت آیا اوسوقت حضرت جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس آیا عرض کی کہ یا رسول اللہ خدا تعالےٰ نے تمکو حکم دیا ہے کہ بنی قریظہ سے جاکر لڑو۔ حضرت نے فوراً ایک شخص کو حکم دیا کہ سب مسلمانوں کو یہ حکم سنادو کہ جب تک بنی قریظہ کے پاس نہ جالیں نماز عصر نہ پڑھیں بہی تعمیل حکم خدا کی جلد کرنی چاہیئے اور حضرت علیؓ کو علم مرحمت فرماکر اول روانہ کردیا آپ ایک گھوڑے پر جو بنی قریظہ کا تھا جا اوترے پیچھے سے سب مسلمان آجمع ہوئے مگر ایک گروہ مسلمانوں کے بہت دیر کرکے بوقت شام آئے اونکی نماز عصر بھی قضا ہوگئی تھی بہ سبب اوس حکم کے جو رسول مقبول نے کیا تھا آپنے اونکو کچھ ملامت نہ کی۔ اس قوم کا پیغمبر خدا صلعم پچیس روز تک محاصرہ کئے رہے آخر کار اون لوگوں کے دلوں میں خدا تعالےٰ نے رعب ڈالدیا آپسے آپ باہر نکل آئے یہ قبیلہ اوسکا دوست تھا اون دونوں قبیلوں میں عقد محبت چونکہ بہت تھا اسلئے اوس قبیلہ کے لوگوں نے رسول اللہ سے درخواست کی کہ یا حضرت جسطرح سے آپنے بنی قینقاع کی بہ سبب قبیلہ الخزرج کے جان بخشی فرمائی تھی اوسیطرح سے اس قبیلہ کو ہمارے کہنے سے مخلصی دیجیئے حال یہ ہے کہ رسول اللہ نے بنی قینقاع کو بہ سبب سفارش عبد اللہ ابن ابی سلول منافق نجات دی تھی اسلئے بھی اونہوں نے بہی درخواست کی پیغمبر خدا نے ارشاد کیا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو سعد ابن معاذ کو حکم بنادیں جو وہ کہے اوسکی تعمیل تم بھی کرو ہم بھی کریں یہ شخص چونکہ اوس قبیلہ کا سردار تھا اور اوس قبیلہ کے آدمی اس قبیلہ سے بہت محبت رکھتے تھے فوراً اونسے منظور کیا۔ کیونکہ وہ یہ جانتے

تھے کہ سعد ابن معاذ ہماری مخلصی کے باب میں سعی کریگا۔ حکم ہوا سعد ابن معاذ کو بلاؤ اس شخص کی رگ ہفت اندام میں ایک زخم گہرا بروز جنگ خندق آیا تھا اسلئے وہ پیدل نہ آسکا وہ لوگ نہ ڈگر ایک گدہی پر تکیہ لگاکر سہارے سے اوسکو ٹہلا کر رسول اللہ کی خدمت میں لائے مگر ساری راہ یہ کہتے آئے کہ اے سعد ہمارے حق میں بہتری کیجیو اور جہانتک ہوسکے ہماری مخلصی کے لیے سعی کیجیو جب سعد مذکور حاضر دربار نبوت شعار میں ہوا حضرت نے تمام صحابہ کو ارشاد کیا کہ اسکی تعظیم دو مہاجرین نے یہ کہا کہ رسول اللہؐ نے انصار سے تعظیم دلوائی ہے اور انصار یہ کہتے تھے کہ حکم عام ہے ہماری کچھ خصوصیت نہیں غرضیکہ سب تعظیم کو کھڑے ہوئے۔ سعد کی کنیت ابو عمر تھی۔ اوس قبیلہ کے آدمیوں نے کہا کہ اے ابا عمر رسول اللہؐ نے آپکو ہمارا اوپر حکم او رمنصف مقرر کیا ہے آپ ہمارے واسطے جو حکم دیں وہ ظہور میں آوے۔ سعد نے کہا کہ میں یہ حکم دیتا ہوں کہ مردوں کو مار ڈالو اور عورتیں اور لونڈیں اونکی گرفتار کرو اور اونکا مال سب آپس میں بانٹ لو پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ اے سعد تو نے اسوقت وہ فیصلہ کیا جو خدا تعالیٰ نے سات آسمانوں پر سے حکم کیا ہے حضرتؐ نے وہاں سے عزم نہضت فرماکر مدینہ کا ارادہ کیا اور انصار نے اون لوگوں سے پہلے خندق کھدوائی بعد ازاں سب کی گردنیں کاٹ کر خندق مذکور میں لاشیں اونکی ڈالکر مٹی اوپر سے ڈالدی تخمیناً یہ سات سو آدمی تھے جو مارے گئے۔ بعد ازاں رسول خداؐ نے جتنی عورتیں اور لونڈیں بنی قریظہ کی گرفتار آئی تھیں اور جتنا مال غنیمت وہاں سے آیا سب میں سے پانچواں حصہ نکالکر باقی صحابہ کو تقسیم کردیا اور اپنے واسطے ایک عورت مسماۃ ریحانہ بیٹی عمرو کی چھانٹ کر پسند کرلی۔ یہ عورت تا وفات پیغمبر خدا کے اونکے ملک میں رہی۔ بعد مقتول ہونے بنی قریظہ کے سعد ابن معاذ یعنے حکم مذکور کا بھی زخم پھٹ گیا وہ بھی راہی دار البقا ہوئے۔ واضح ہو کہ جنگ خندق میں چھ مسلمان شہید ہوئے تھے ازاں جملہ ایک سعد ابن معاذ مذکور ہے کیونکہ یہ زخم اوسکے جنگ خندق میں آیا تھا مگر اوسنے جناب باری سے یہ دُعا کی تھی کہ اے خداوند جبتک کہ بنی قریظہ کی لڑائی سے فراغت نہ پالوں میں نہ مروں چنانچہ وہ دُعا قبول ہوئی اوسیوقت اوسکا زخم بھر گیا جب بنی قریظہ مارے گئے اوسوقت موافق اوسکی استدعا کے پھر زخم پھٹ گیا اور وفات پائی۔ اس لڑائی بنی قریظہ میں کوئی مسلمان نہیں مرا مگر ایک مسلمان شہید ہوا یہ لڑائی بنی قریظہ کی ماہ ذیقعد سنہ ۵ ہجری میں ہوئی تھی اور زنا شروع

سنہ ۵ ہجری پیغمبر خدا نے … میں تشریف رکھی۔

اب شروع ہوا سنہ ۶ ہجری

بیان جنگ بنی لحیان کا

اس سال میں رسول اللہ واسطے انتقام اہل رجیع کے بنی لحیان پر جہاد کرنے تشریف لیے گئے وہ لوگ بہ سبب خوف کے پہاڑ پر جا چڑھے اسلئے پیغمبر خدا نے نزول اجلال عسفان پر فرماکر مدینہ منورہ کو مراجعت کی۔

بیان ذی قرد کا

جب پیغمبر خدا مدینہ منورہ میں چند روز قیام فرما چکے بعد ایک عرصہ کے یہ ہوا کہ عیینہ بن حصین الفزاری نے دودھ دیتی ہوئی اونٹنی رسول اللہ کی جنگل میں سے چرتی ہوئی پکڑ لی اسلئے رسول خدا نے روز چارشنبہ کو بارادہ جہاد کوچ کیا چوتھی تاریخ ربیع الاول کو ذی قرد کے پاس پہنچے لیکن وہ اونٹنی جب چھوڑ دی تب حضرت طرف مدینہ کے کوچ کر آئے۔ پانچ روز پیغمبر خدا مسافرت میں رہے۔ ذی قرد ایک گانوں دو رات کی کے فاصلہ پر مدینہ سے خیبر کی راہ میں واقع ہے۔

بیان جنگ بنی مصطلق کا

واضح ہو کہ یہ لڑائی درمیان ماہ شعبان سنہ ۶ ہجری یا سنہ ۵ ہجری میں حسب اختلاف ہوئی تھی بنی مصطلق کا سپہ سالار جو مقابلہ میں آیا تھا حارث بن ابی ضرار تھا یہ لڑائی اوپر ایک چشمہ کے جسکو مریسع کہتے ہیں ہوئی تھی بعد مقاتلہ اور مقابلہ کے بنی مصطلق نے شکست کھائی کچھ مارے گئے اور کچھ مقید ہوئے اور مال اونکا سب مسلمانوں نے لوٹ لیا مسماۃ جویریہ بیٹی اسی سپہ سالار حارث بن ابی ضرار کی ہے جو ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئی تھی اوسنے رسول اللہ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ میری جان کے مالک ہیں۔ رسول اللہ نے اوس سے نکاح کر لیا تھا جب وہ عقد نکاح میں آگئی اوسوقت بنی مصطلق نے جو مقید تھے یہ کہا کہ ہم رسول اللہ کے رشتہ دار ہو گئے کیونکہ جویریہ ہماری بیٹی ہے

اوس سے حضرتؐ نے نکاح چونکہ کرلیا۔ اسلئے اب وہ ہمارے داماد ہوگئے پیغمبر خداؐ نے اوس عورت کے اہل بیت میں سے سو آدمی آزاد کردیئے۔ یہ عورت اپنی قوم کے واسطے بہت مبارک تھی اسی لڑائی میں ایک انصاری نے ایک مسلمان مسمی ہشام کو جو اولاد لیث بن بکر سے تھا بھولے سے کافر جان کر قتل کرڈالا تہا۔ اوس مقتول کا بھائی مقیس جو مشرک تھا مکہ میں رہتا تھا اوسکو جب یہ خبر پہونچی کہ ایک انصار نے میرے بھائی کو قتل خطاً مار ڈالا ہے وہ درپے انتقام ہوکر آیا اور اوس نے بیان کیا کہ میں مسلمان ہوں اپنے بھائی کا خون بہا لینے آیا ہوں حضرتؐ نے اوسکو خونبہا دلوایا۔ جب اوسنے روپیہ خونبہا کا پالیا چند ایام رسول اللہ کے پاس ٹھہر کر اوس قاتل کو بھی مار کر مرتد ہوکر مکہ کو بھاگ گیا اس حال میں اوسنے چند شعر کہے ہیں ازاں جملہ ایک شعر کا یہ ترجمہ ہے:۔ آیا تھا میں مدینہ میں دیکھی تو نے میری قوت اور شجاعت اور رہوں طرف بتوں کے جیسا کہ اول تھا یہ وہی شخص ہے جس کا خون بروز فتح مکہ حضرتؐ نے ہدر فرمایا تھا اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی اوسکو پاوے مار ڈالے۔ اسی لڑائی میں جہجاہ غفاری۔ اور سنان الجہنی کی لڑائی ہوئی۔ ایک چشمہ پر ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ غفاری نے گروہ مہاجرین کو اپنی مدد کے واسطے پکارا اور جہنی نے انصار کو اپنی کمک کے واسطے آواز دی۔ عبد اللہ ابن سلول منافق دیکھکر بہت خفا ہوا چنانچہ اپنی قوم سے مخاطب ہوکر اوسنے کہا کہ اونہوں نے ہمارے شہروں میں آکر لڑائی کی اگر ہم مدینہ پر جا چڑھینگے تو یہ ایک عزیز کو ذلیل کرنیگے اور خوب لڑینگے لیکن یہ بات تمنے آپ کی کیونکہ پہلے تم نے اونکو اپنے شہروں میں اُترنے دیا بعد ازاں اپنے مال میں اونکو شریک کیا جو تم اول روز سے اونکے رہتے اونسے گھُل مل نہ جاتے تو وہ کبھی تمہارے مزاحم نہ ہوتے اپنے وطنوں کو مراجعت کرجاتے زید ابن ارقم جو اوسکے گروہ میں موجود تھا۔ اوسنے یہ سب بیان رسول اللہؐ سے کیا حضرت عمر ابن الخطابؓ عرض کی کہ یا حضرت عبد اللہ بن بشیر کو حکم دیجیے تا کہ وہ عبد اللہ منافق کو قتل کرڈالے۔ نبی نے فرمایا کہ اے عمر پھر لوگ کیا کہیں گے اگر اوسکو قتل کیا تو سب کفار یہ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو بھی قتل کرڈالا کرتے ہیں یہ فرما کر حکم کوچ کا ہوا۔ بعد ازاں اسید ابن حضیر سے جس وقت حضرت کی ملاقات ہوئی آپنے سب حال عبد اللہ کا جو اوسنے کفار سے کیا تھا بیان کیا اسید نے عرض کی کہ اوسکو حضور نکال دیں کیونکہ وہ شخص منافق ہے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اوسکے بیٹے کو پہنچی اوسکا نام بھی عبد اللہ تھا وہ کامل مسلمان تھا اوسنے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے سنا ہے

کہ آپ میرے باپ کو قتل کیا چاہتے ہو اگر حضور مجھکو ارشاد فرماویں تو میں اوس منافق کا سر کاٹکر حضور کی خدمت میں بھیجدوں پیغمبر خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہرگز نہیں یہ بات نہ کرنا تو اوس سے [illegible] مروت سے پیش آ - اور اوسپر سختی نہ کرنا -

بیان قصّہ بہتان کا

جب پیغمبر خداؐ اس لڑائی سے پھر کر آئے تا ہنوز راہ ہی میں تھے کہ مسطح ابن اثاثہ ابن عباد بن المطلب پھوپھی زادہ ابوبکر کے بھائی نے اور حسان ابن ثابت - اور عبداللہ بن ابی سلول خزرجی منافق نے - اور ام حسنہ بنت جحش نے یہ طوفان بندی کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفوان بن معطل سے جو کہ اس لڑائی میں بہیر کا سردار تھا زناہ کروایا ہے جب حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت اور پاک ہونیکی آیت نازل ہوئی اوسوقت حضرت نے ہر ایک شخص کی جنہوں نے بہتان بندی کی تھی اسی اسی کوڑے لگوائے - مگر عبداللہ ابن ابی منافق کو چھوڑ دیا اوسکو کوڑے نہیں مارے - روایت ہے کتاب اشراف مسعودی سے کہ آیت تیمم کی بھی اسی جنگ بنی مصطلق میں نازل ہوئی تھی -

بیان عمرہ حدیبیہ کا

واضح ہو کہ ماہ ذیقعد سنہ ۶ ہجری میں بارادہ عمرہ کے رسول اللہؐ نے مع مہاجرین اور انصار کے کہ قریب چودہ سو آدمی کے تھے مدینہ سے کوچ فرمایا تھا آپکا ارادہ لڑائی کا مطلق نہ تھا کیونکہ قربانی کے لئے جانور حضرتؐ نے روانہ کردیئے تھے اور احرام باندھ چکے تھے - جب مرار کی گھاٹی پر جو کہ ایک جائے اوترنے کی مشہور ہے تمام حدیبیہ سے نیچے [illegible] کے پہنچے حضرت نے ارشاد کیا کہ اس جا اوترو - لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ یہاں پانی نہیں لوگوں کو بہت تکلیف ہوگی حضرتؐ نے ایک آدمی کو اپنی ترکش میں سے ایک تیر نکالکر دیا اور فرمایا کہ ایک کوئیں کے اوپر اسکو گاڑ دو - اوس تیر کے گاڑتے ہی کنوئیں کے پانی نے ایسی جوش زنی کی کہ وہ کنواں لبریز ہو کر بہنے لگا - یہ ایک مشہور معجزہ رسول خداؐ کے معجزوں میں سے ہے جسکو چودہ سو آدمی نے دیکھا - الغرض جبکہ وہاں قیام فرمایا ایک ایلچی

قریش کا عروہ بن مسعود ثقفی جو کہ اہل طائف کا سردار تھا پاس رسول مقبول کے بموجب ایما قریش
کے حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ قریشوں نے ایک بار لڑائی کا بڑا بندوبست کیا ہے اور
وہ لوگ آپ سے لڑنے کو بہت آمادہ ہو رہے ہیں آپ مکہ میں تشریف لیجائیے۔ راوی کہتا ہے
کہ عروہ مذکور حضرت کی ریش مبارک چھوتا جاتا تھا اور کلام کرتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ جو ایک
اصحابی پیغمبر خداؐ کے تھے وہ کھڑے ہوئے یہ کر رہے تھے کہ جب عروہ حضرت کی ریش کے ہاتھ لگاتا
وہ تسمہ اوسکے ہاتھ پر کھینچکر مارتے اور فرماتے کہ دور رکھ ہاتھ اپنا قبل متوجہ ہونے رسول مقبول کے
کہ جب عروہ نے دیکھا کئی دفعہ وہ تسمہ مار چکا خفا ہو کر کہنے لگا کہ تو کیا سخت اور بے لحاظ آدمی
ہے کہ پیغمبر خداؐ یہ لفظ سنکر ہنس پڑے سوائے اسکے عروہ نے اور اصحاب کا حال دیکھ کر بہت تعجب
کیا کیونکہ وہ لوگ پیغمبر خدا کی بہت تعظیم وتکریم اس رتبہ کی کر رہے تھے کہ کسی کی آجتک نہ ہوئی
تھی اور نہ ہوگی از انجملہ ایک یہ ہے کہ جب آپ وضو کرتے تھے حضرت کے پیروں اور ہاتھوں
اور وضو کے دہوون کا پانی یعنی آب وضو اصحاب لیتے۔ اور جو تھوکتے تھے اُٹھا لیتے تھے اور جو
کوئی آپکا بال جھڑ جاتا تھا بطور تبرک جلدی سے اصحاب لیتے تھے یہ حال دیکھکر عروہ قریش کے پاس
آیا سب حال بیان کیا اور کہا کہ قسم خدا کی مینے کسریٰ اور قیصر کو اوس رتبہ اور عزت میں نہیں
پایا جو کہ آجکل رسول مقبول کو حاصل ہے۔ پھر حضرت نے عمر ابن الخطاب کو بلا کر ارشاد کیا کہ تم قریش کے پاس
جا کر کہو کہ رسول اللہ تم سے لڑنے کو نہیں آئے حضرت عمر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ قریش میرے
دشمن جان ہیں کیونکہ مینے اونکے ہمراہ بہت تشدد اور سختی کی ہے مجھکو اپنی جان کا خوف ہے اوسوقت
حضرت نے عثمان رض بن عفان رض کو پاس ابوسفیان اور شرفا قریش کے روانہ فرمایا اور یہ کہلا بھیجا کہ
رسول مقبول تم سے لڑنے کو نہیں آئے صرف بارادہ حج کعبۃ اللہ کے تشریف لائے ہیں قریش نے جواب
دیا کہ اے عثمان اگر تیرا ارادہ طواف کرنیکا ہو تو بیشک طواف کر جا حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ میں بدون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسطرح طواف کروں یہ نہیں ہوسکتا قریش نے خفا ہو کر حضرت عثمان رض
کو گرفتار کر لیا اور حضرت کو یہ خبر پہونچی کہ عثمان رض کو شہید کیا اوسوقت پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ اب ہم
بدون لڑائی اور قتل کفار کے ہم مراجعت نہیں کرینگے یہ فرما کر حکم بیعت کا دیا۔

بیان بیعت رضوان کا

واضح ہو کہ یہ بیعت رضوان ایک درخت کے نیچے اسبات پر ہوئی کہ تمام صحابہ نے یہ اقرار کیا کہ ہم اپنی جان دینگے کفار کو مارینگے اور خود مر جائینگے اس مقام سے ہرگز نہ ٹلیں گے۔ جابر نے کہا کہ جنے یہ بیعت صرف اسواسطے کی تھی کہ بھاگیں گے نہیں موجب شاد پیغمبر خدا کے سب لوگوں نے حضرت سے سواجد بن قیس کے کہ وہ اپنی اونٹنی کے نیچے چھپ رہا تھا سامنے نہیں ہوا تھا بیعت مرنے پر کی اس بیعت میں چونکہ حضرت عثمان تھا نہ تھے اسلئے حضرت نے اپنے ایک ہاتھ کو حضرت عثمان کا ہاتھ فرض کر کے دوسرا اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارکر اونکی طرف سے بھی بیعت کر لی تھی۔ جب صحابہ نے یہ بیعت کر لی اوسوقت یہ خبر آئی کہ حضرت عثمان رضہ مقتول نہیں ہوئے وہ زندہ ہیں قریش نے اونکو قید کر رکھا ہے۔

بیان صلح ہو جانیکا درمیان رسول اللہ اور قریش کے

واضح ہو کہ اسی اثنا میں سہیل ابن عمرو کو قریش نے واسطے صلح کے رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا اونے جا کر حضرت سے درباب صلح ہو جانے کی عرض کی حضرت نے مان لی اور صلح ہو گئی اوسوقت حضرت عمر ابن الخطاب نے بہ سبب گرمجوشی اسلام کے عرض کی کہ یا رسول اللہ یا تو آپ خدا کے رسول نہیں ہیں یا ہم لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا کسطرح۔ حضرت عمر نے عرض کی کہ آپ دین اسلام کی کیوں عزت کھوتے ہیں ان لوگوں سے لڑنا ہی مناسب ہے رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ میں ایک بندہ خدا کا ہوں اور رسول اوسکا ہوں اوسکے حکم کے مخالف میں ہرگز نہیں کر سکتا مگر اتنا میں جانتا ہوں کہ وہ مجھکو تباہ اور ضایع نہ کریگا۔ بعد ازاں حضرت علی کو بلاکر ارشاد کیا کہ اے علی ایک صلحنامہ تحریر کرو۔ اس تحریر کے اول میں اوسکے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو سہیل نے کہا کہ ہم یہ نہیں جانتے باسمک اللہم لکھو جو قدیم سے لکھتے ہیں آپنے ارشاد کیا کہ باسمک اللہم ہی لکھو جب یہ لکھ چکے اوسوقت فرمایا کہ اے علی یہ لکھو کہ یہ صلحنامہ ہے جو رسول مقبول محمد رسول اللہ نے قریش سے کیا سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپکو رسول جانتے تو آپ سے لڑتے کیوں۔ آپ فقط اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیے اور رسول اللہ کا لفظ نہ لکھیے اوسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے علی اس طور لکھو کہ یہ صلحنامہ محمد ولد عبد اللہ کا ہے جو سہیل بن عمرو سے ساتھ بایں طور کیا کہ لڑائی دس برس تک موقوف کی گئی جو شخص محب محمد ہوا اور رسول کی محبت چاہے وہ داخل عہد محمد کے ہو۔ اور جو قریش کے ساتھ ہونا چاہے وہ اونکے ہمراہ رہے

بعد لکھنے کے مسلمانوں اور مشرکوں کی یعنی جانبین کی اوسپر گواہی ہوگئی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اصحاب
رسول اللہ یہ جانتے تھے کہ اب کے سال مکہ بالضرور فتح ہوگا کیونکہ رسول مقبول نے ایک خواب ایسا دیکھا تھا
جس سے یہ امید تمام اصحابہ کو تھی جبکہ اونہوں نے اوسکے خلاف دیکھا کہ صلح ہوگئی اور رسول اللہ نے
مراجعت فرمائی اس امر سے تمام صحابہ کو رنج عظیم لاحق ہوا تھا راوی کہتا ہے کہ اتنا غم تھا کہ قریب ہلاکت وہ
لوگ ہوگئے تھے الغرض بعد فراغت پانے اس جھگڑے قریش کے سے حضرت نے اپنا ذبیحہ قربان کیا
اور سر منڈوایا۔ اوس وقت اور لوگوں نے بھی اپنے سروں کو منڈوایا اوس روز حضرت نے ارشاد
کیا کہ آج کے روز اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم کریگا۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
جو لوگ بال کترواینگے اونپر بھی اللہ رحم کریگا یا نہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ سر منڈوانے والوں پر رحم کریگا پھر
اصحابہ نے وہی عرض کی آپنے پھر وہی جواب دیا تین دفعہ وہی فرمایا۔ چوتھی دفعہ ارشاد کیا کہ بال کتروانے
والوں پر بھی رحم کریگا بعد ازاں حضرت نے طرف مدینہ منورہ کے مراجعت فرمائی اور تا شروع سنہ ۷ ہجری
مدینہ ہی میں قیام پذیر رہے۔

اب شروع ہوا سنہ ۷ ہجری
بیان جنگ خیبر کا

واضح ہو کہ درمیان ماہ محرم سنہ ۷ ہجری کے پیغمبر خدا صلعم نے خیبریوں کا محاصرہ کیا اور مال اونکا سب
چھین لیا اور مضبوط قلعہ جو اونکے سب سے کا تھا وہ فتح کیا اول ہی اول حضرت نے قلعہ ناعم فتح کیا۔ پھر
قلعہ قموص فتح کیا۔ ان دونوں قلعوں میں سے بہت عورتیں قید میں آئی تھیں چنانچہ اونہیں میں کی
مسماۃ صفیہ بیٹی حیی ابن اخطب کی گرفتار آئی تھی یہ عورت اوس سردار قوم کی بیٹی تھی اوس سے رسول اللہ
نے اپنا نکاح کیا اور آزاد کر دیا اوسکا مہر مقرر فرمایا کیونکہ عادت جناب سرور کی یہ تھی کہ لونڈی کو
آزاد کر دیا کرتے تھے پھر حضرت نے قلعہ صعب کو جسمیں غلہ چربی اور گوشت بھرا ہوا تھا فتح کیا یہاں تک
کہ فتح کرتے ہوئے وطیح اور سلالم کے نزدیک پہنچے یہ دو قلعے بعد فتح خیبر کے فتح ہوئے تھے۔ روایت کی
گئی ہے کہ رسول اللہ کو درد شقیقہ جسکو آدھا سیسی کہتے ہیں ہوا کرتا تھا جب قلعہ خیبر پر حضرت نے دھاوا کیا
آپکو وہی درد آدھا سیسی کا ہوا۔ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اوس روز ایک جمعیت خیبریوں سے مقابلہ کیا اور اپنی شجاعت

دکھائی اور خوب لڑے - دوسرے روز حضرت عمر ابن الخطابؓ نے علم سنبھالا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے زیادہ لڑے اور بہت مردانگی اور شجاعت کام میں لائے جب رسول اللہ کو خبر ہوئی کہ ہنوز خیبر فتح نہیں ہوا حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ قسم خدا کی کل کے روز بوقت صبح یہ علم میں ایسے شخص کو دونگا کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول خدا اوسکو دوست رکھتے ہیں کیونکہ وہ شخص بڑا حملہ آور بہادر ہے بلکہ وہ اس علم کو زبردستی چھین لیگا اور میدان جنگ کا عاشق ہے یہ بات سنکر تمام مہاجرین اور انصار نے گردن اوٹھاکر دیکھا حضرت علیؓ اوسوقت حاضر نہ تھے جب حضرت علیؓ تشریف لائے تو اونکی آنکھوں سے پانی بہتا تھا آنکھیں دُکھتی تھیں ایک پٹی آنکھوں پر باندہی ہوئی تھی حضرت نے اپنے لب مبارک سے تھوک لیکر حضرت علیؓ کی آنکھوں پر مل دیا - فوراً آنکھیں اچھی ہوگئیں اور درد جاتا رہا پیغمبر خداؐ نے وہ علم حضرت علیؓ کو مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ خیبریوں سے لڑو وہ علم لیتے ہی حضرت علیؓ خیبریوں کے مقابلہ کو تشریف لے گئے اوسروز حضرت علیؓ سرخ جُبہ پہنے ہوئے تھے مرحب جو اوس قلعہ کا سردار تھا حضرت علیؓ کے سامنے خود سر پر پہنے ہوئے یہ شعر کہتا ہوا نکلا **شعر**

قد علمت خیبر انی مرحب   شاکی السلاح بطل مجرب

حضرت علیؓ نے یہ شعر سُنکر یہ شعر ارشاد کیا **شعر**

انا الذی سمتنی امی حیدرہ   اکیلکم با السیف کیل السندرہ

پھر مقابلہ ہوا حضرت علیؓ نے ایک ضرب ایسی ماری کہ تلوار خود کو چیرتی ہوئی چھاتی تک پہنچی فوراً زمین پر گر پڑا - ابن اسحاق نے اسکے خلاف روایت کی ہے لیکن ہمنے جو ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے اوسکے مرتے ہی قلعہ خیبر فتح ہوا - یہ قلعہ بعد محاصرہ دس روز کے فتح ہوا تھا - اور ابو رافع غلام رسول اللہؐ کا یوں کہنا ہے کہ جب رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کو واسطے فتح خیبر کے روانہ فرمایا تھا میں بھی اونکے ہمراہ تھا جب وہ وہاں پہنچے ایک سوار اونکے مقابلہ کو باہر قلعہ کے آکر لڑا - اسی اثنا میں ایک یہودی نے حضرت علیؓ پر ایک ضرب ایسی کی کہ آپکی ڈہال گر پڑی - حضرت علیؓ نے خیبر کا دروازہ اپنی ڈہال بناکر لڑائی کی اور قلعہ خیبر فتح کیا جب فتح ہوچکا اوسوقت دروازہ خیبر کو زمین میں ڈالدیا اوسوقت ہم آٹھ آدمیوں نے زور آزما کر چاہا کہ اوس دروازہ کو اُلٹیں ہرگز نہ اولٹا گیا یہ خیبر درمیان ماہ صفر سنہ ۷ ہجری میں فتح ہوا تھا - جب فتح ہوچکا باشندگان خیبر نے عرض کی کہ ہم نصف پیداوار خیبر

پہنچے یہ بات ہے ہیں یعنی جو ثمر اور بار اور پھل اسجائے پیدا ہوگا نصف اوسکا ہمیشہ ادا کرتے رہیں گے حضرت
نے بات ایسا صلح ہوگئی ایسا ہی اہل فدک سے معاملہ ہوا تھا مگر اتنا فرق ہے کہ فدک خاصۃ رسول اللہ
کی ملک میں تھا اور خیبر تمام مسلمانوں کا تھا کیونکہ وہ بدون حاجت سواروں اور فوج کشی کے پیادہ پا
مسلمانوں نے فتح کیا تھا اسی صلح پر یہودی تا زمانہ خلافت حضرت عمرؓ رہا کیے یعنی اسیطرح سے نصف پیداوار
دیتے رہے اور نصف اپنے تصرف میں لاتے تھے جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اونھوں نے خیبریوں
کو جلا وطن کر دیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر سے فراغت پا چکے تو عنان عزیمت طرف وادی
قرا کے پھیر کر ایکرات آپنے اوسکا محاصرہ کیا اور بہت جلد اوسکو فتح کر کے مدینہ شریف کو تشریف فرما
ہوئے جبکہ قدم مبارک سے مدینہ کو رشک جنت فرمایا تو باقیماندگان مہاجرین بھی حبشہ سے سب آکر
سے اونکے ہمراہ جعفر ابن ابی طالب بھی تھے روایت کی گئی کہ جبکہ جعفر ابن ابی طالب مع مہاجرین باقی
کے تشریف لائے نبی صلعم فرماتے تھے کہ مجھکو معلوم نہیں کہ میں کونسی دو باتوں میں زیادہ خوش ہوں یعنی فتح خیبر سے
مجھکو زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کے آنے سے کیونکہ پیغمبر خدا صلعم نجاشی کو در باب طلب مہاجرین اور نکاح
ام حبیبہ بنت ابوسفیان کے لکھ چکے تھے۔ یہ ام حبیبہ بیٹی ابی سفیان کی بھی اپنے خاوند عبید اللہ بن
جحش کے ہمراہ ہجرت کر گئی تھی وہاں جا کر عبید اللہ نصرانی ہوگیا۔ اور حبشہ میں رہنے لگا اسلیے
اس عورت کے چچا کے بیٹے نے جسکا نام خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھا اوسکا نکاح پیغمبر خدا صلعم
سے کر دیا اور وہ حبشہ میں رہتا تھا وہ بھی مہاجرین میں شمار کیا جاتا ہے اور مہر چار سو دینار نبی صلعم کی
طرف سے باندھ کر اونکو روانہ کر دیا تھا۔ جبکہ یہ خبر اوس عورت کے باپ ابا سفیان کو پہنچی کہ نبی صلعم سے
ام حبیبہ کا نکاح ہوگیا ہے تو اوس نے کہا البتہ وے لوگ بڑی ناک والے ہیں یعنی ہاشمی عزت دار ہیں
جب وہ عورت مع مہاجرین باقی کے رسول اللہ کے پاس آئے تب نبی صلعم نے مسلمانوں سے ارشاد کیا
کہ وہ مال غنیمت جو کفار کا آیا ہے اوسمیں سے اونکا حصہ بھی لگانا چاہیے چنانچہ اونکے حصہ بھی لگائے
گئے اور جنگ خیبر میں زینب بیٹی حارث یہودیہ نے رسول اللہ صلعم کو بطور تحفہ ایک بکری زہر دار بھیجی
تھی آپنے اوسکا ایک ٹکڑا لیکر چبایا پھر پھینکدیا اور ارشاد کیا کہ یہ بکری مجھکو خبر دیتی ہے کہ میں زہر آلودہ
ہوں۔ جب آپ مرض موت میں مبتلا ہوئے یعنی جس بیماری سے آپ کا انتقال ہوا تب آپنے
فرمایا کہ وہ نوالہ زہر کا جو خیبر میں میں نے کھایا تھا ہر روز مجھکو تکلیف دیتا تھا آج وہ گھڑی ہے جس میں میرا

انقطاع رگ جان ہے۔

ذکر ہے قاصدوں کا بھیجنا رسول اللہؐ کا طرف بادشاہان اطراف کے

درمیان سنہ ہجری کے رسول اللہ نے چند نامہ لکھکر قاصدوں کے ہاتھ بادشاہان اطراف کے پاس
بایں مضمون روانہ کئے کہ تم لوگ مسلمان ہوجاؤ اور مجھپر اور خدا پر ایمان لاؤ۔ از انجملہ عبد اللہ ابن خدافہ
کو کسریٰ پرویز بن ہرمز پاس روانہ کیا تھا جبکہ وہ پہنچا کسریٰ پرویز نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور کہا
کہ میرا بندہ ہوکر مجھکو اسطرح پر لکھتا ہے جبکہ رسول اللہؐ کو یہ خبر پہنچی آپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اسیطرح اسکی
سلطنت کو پھاڑ ڈالیگا۔ مگر کسریٰ نے اپنے عامل باذان کو جو یمن کا حاکم تھا یہ لکھا کہ اس شخص کو جو
حجاز میں مبعوث ہوا ہے میرے پاس بھیجدے۔ باذان نے اپنی طرف سے ایک نامہ لکھا اور دو آدمیوں
کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ جاؤ نبی کو دو اوسمیں لکھا تھا کہ کسریٰ پرویز نے آپکو طلب کیا ہے آپ کو
چاہیئے کہ ہمراہ ان دو آدمیوں کے فارس کو جاؤ۔ ان دو آدمیوں میں سے ایک کا نام خرخرہ تھا جبکہ
وے دونوں دربار نبوت شعار میں پہنچے حضرتؐ نے ملاحظہ فرمایا کہ اون دونوں کی ڈاڑھیاں اور
موچھیں منڈی ہوئی ہیں۔ آپنے عدم توجہی سے ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ افسوس ہے تم پر یہ کس نے
تمکو حکم کیا ہے اسطرح کی شکل بنانیکا اونہوں نے کہا کہ ہمارے خداوند نعمت کسریٰ نے پیغمبر خداؐ
نے ارشاد کیا کہ میرے خداوند نے یہ حکم کیا ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھاؤں اور موچھیں کتراؤں۔ پھر اونہوں
نے عرض کی جس مطلب کے لئے حاضر ہوئے تھے اور کہا کہ اگر تشریف لے چلیئے گا تو بہتر ہے ورنہ کسریٰ
پرویز آپکو ہلاک کر ڈالیگا۔ رسول اللہؐ نے ارشاد کیا کہ اسکا کل جواب ملیگا اسی اثنا میں آسمان
سے نبی صلعم کے پاس جبرآئی کہ خدا تعالیٰ نے کسریٰ پر اوسکے بیٹے شیرویہ کو غالب کر دیا اور اوسنے
اپنے باپ کو قتل کیا فی الفور رسول اللہ صلعم نے اون دونوں قاصدوں کو بلا کر کہا کہ اسطرح سے
معاملہ ہوا ہے۔ اور آپنے ارشاد کیا کہ جہانتک ملک کسریٰ کا پھیلے گا وہاں تک میرا دین پھیلتا
چلا جائیگا۔ اب تم باذان کے پاس جاؤ اور اوس سے کہو کہ مسلمان ہوجاوے۔ چنانچہ وے دونوں
باذان کے پاس مراجعت کر کے گئے اور ساری واردات بیان کی اسی اثنا میں ایک پروانہ شیرویہ
کا باذان کے پاس آیا اوسمیں لکھا تھا کہ میںنے اپنے باپ کو قتل کر ڈالا ہے۔ اور تو نبی صلعم سے کبھی

معترض نہ ہونا یہ حال دیکھ کر باذان مسلمان ہوگیا اور اوسکے ساتھ بہت آدمی فارس کے مسلمان ہوئے اور ایک قاصد رسول اللہ نے قیصر روم کے پاس روانہ کیا تھا اسکا نام دحیۃ بن خلیفۃ الکلبی تھا جبکہ یہ قاصد قیصر روم کے پاس گیا اور بادشاہ نے نامہ رسول مقبول کا پڑھا بہت تعظیم اوسکی کی چنانچہ اپنے رخساروں پر ملا اور چوما اور قاصد کو بعزت تمام رخصت کیا اور ایک قاصد اپنے مسمی حاطب بن ابی بلتعہ کو مصر کے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا اوس بادشاہ کو مقوقس جریج ابن متی کہتے تھے اوسنے حاطب مذکور کی بہت عزت کی اور چار لونڈیاں بعض کہتے ہیں دو بطور تحفہ رسول اللہ کے پاس روانہ کی تھیں ایک اونہیں کی ماریہ قبطیہ ہے جس سے ایک لڑکا ابراہیم پیغمبر خداؐ کی پشت سے پیدا ہوا تھا۔ اور اسی بادشاہ نے ایک خچر واسطے پیغمبر خداؐ کے جسکو دُلدل کہتے ہیں۔ اور ایک گدھا جسکا نام یعفور ہے بطور تحفہ بھیجے تھے اور ایک قاصد مسمی عمرو بن امیہ بادشاہ حبشہ کے پاس رسول اللہ نے بھیجا تھا۔ اوسنے بھی نامہ رسول مقبول کا چوما۔ اور جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ سے جبکہ وہ اوسی کے پاس درمیان ہجرت کے تشریف رکھتے تھے مسلمان ہوا۔ اور ایک قاصد مسمی شجاع بن وہب الاسدی طرف حارث بن ابی شمر غسانی کے روانہ کیا تھا جبکہ یہ قاصد نامہ لیکر پہنچا اور اوسنے نامہ رسول اللہ کا پڑھا بہت خفا ہوا اور کہا کہ خبردار رہنا میں اوسکی طرف چڑھ کر آتا ہوں جبکہ نبی صلعم کو یہ خبر پہنچی آپنے بد دعا دی اور کہا کہ تباہ ہوجاویگا ملک اوسکا۔ اور ایک مسمی سلیط بن عمرو کو ہوذۃ بن علی نصرانی بادشاہ یمامہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ ہوذۃ نے یہ کہا کہ اگر حکومت مجھکو دے تو میں آتا ہوں اور مسلمان ہوجاتا ہوں والا نہ میں اوس سے لڑونگا۔ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ کرامت اور بزرگی دُنیا کی یہاں نہیں بلتی اے خدا تعالیٰ دور رکھ اوسکو۔ یہ دُعا مستجاب ہوئی بعد چند روز کے وہ مرگیا۔ ہوذۃ نے ایک آدمی مسمی ارحال کو پیغمبر خداؐ کے پاس بھیجا تھا چنانچہ وہ آیا اور مسلمان ہوا اور سورہ بقر پڑھکر اوسکو سوچ سمجھکر یمامہ کو گیا مگر وہاں جاکر مرتد ہوگیا اور یہ بیان کیا کہ نبی صلعم کے ہمراہ مسلمۃ الکذاب بھی نبوت میں شامل ہورہا ہے۔ اور پیغمبر خداؐ نے العلاء الحضرمی کو جسکو منذر بن سعدی کہتے ہیں ملک بحران پر روانہ کیا تھا۔ یہ شخص فارس کی طرف کا تھا مسلمان ہوگیا تھا۔ جب بحران میں یہ گیا تب تمام عرب بحرین کے اوسکے سبب ایمان لائے اور مسلمان ہوگئے۔

ذکر عمرۃ القضا کا

واضح ہو کہ رسول مقبول درمیان ماہ ذیقعد سنہ ہجری کے بارادہ ادا کرنے عمرہ کے مکہ شریف کو تشریف لائے اور آپکے ہمراہ ستر اونٹ تھے جبکہ خیام نبوی قریب مکہ شریف کے آئے تب قریش لوگ واسطے استقبال کے مکہ سے نکلے اور آپس میں کہتے تھے کہ ابکی بار رسول اللہ نے بہت محنت اور مشقت اوٹھائی ہے چنانچہ دار الندوہ کے پاس آپکے گرد گھوم کر صدقے ہوئے۔ جبکہ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت لپٹ گئے اسطرح پر کہ وسط چادر کی اپنے دہنے بازو کے نیچے بچھائی اور دونوں سرے اوسکے بائیں طرف کو ڈال لئے پھر آپنے ارشاد کیا کہ رحم کرے اللہ قوت والوں پر اور آپنے چار گشت طواف کی کی پھر صفا اور مروہ میں دوڑے اسی سفر میں جناب رسول خدا نے میمونہ بنت الحارث سے نکاح کیا تھا اس عورت کے چچا عباس نے آپسے نکاح کر دیا تہا کہتے ہیں کہ احرام ہی میں آپنے اوس سے نکاح کیا یہ بات آپکے ہی خواص سے تھی پھر مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔

اب شروع ہوا آٹھواں سال سنہ ہجری نبوی صلعم کا

ذکر ہی مسلمان ہونے خالد بن الولید اور عمر ابن العاص کا

درمیان اسی سال یعنی سنہ ہجری میں خالد بن الولید اور عمرو بن العاص السہمی اور عثمان بن طلحہ بن عبد الدار مسلمان ہوئے بعد ازاں درمیان جمادی الاول سنہ کے ایک لڑائی ہوئی جسکو غزوہ موتہ کہتے ہیں یہ اول لڑائی تھی درمیان مسلمانوں اور رومیوں کی۔ رسول اللہ صلعم نے تین ہزار آدمی واسطے لڑائی رومیوں کے روانہ فرمائے اور اونکا سردار زید بن حارثہ مقرر کیا جو حضرت کا غلام تہا اور بوقت رخصت کے جناب سرور کائینات نے یہ ارشاد کر دیا تھا کہ اگر زید مارا جائے تو جعفر ابن ابی طالب فوج کا سردار رہے۔ اور بر تقدیر اگر وہ بہی شہید ہو جاوے تو عبد اللہ ابن رواحہ لشکر کا سپہ سالار ہوگا۔ جب یہ لشکر مسلمانوں کا موتہ کی زمین میں جو شام میں واقع ہے جا پڑا اور رومی لوگ اور عرب قریب قریب ایک لاکھ آدمی کے اونکے مقابل ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ ناگاہ زید علم بردار مارا گیا۔ جعفر نے وہ نیزہ آپنے لیا اور لڑائی بدستور شروع رہی اتفاق سے جعفر ابن ابی طالب بھی شہید ہوئے۔

تب عبد اللہ بن رواحہ نے علم پکڑا وہ بھی شہید ہوا۔ اب لشکر مسلمانوں کا بے سر ہو گیا۔ جب کوئی سردار لشکر والا نہ رہا تب سب مسلمانوں نے مجتمع ہو کر خالد بن ولید کو اپنا سردار بنایا۔ خالد نے نیزہ ہاتھ میں لیکر مدینہ منورہ کو مراجعت کی۔ اِس جنگ کا سبب یہ تہا کہ رسول اللہ صلعم نے حارث بن عمیر کو قاصد بنا کر بادشاہ بصرے کے پاس ایک نامہ دیکر مثل اور بادشاہوں کے جیسے کہ اوروں کو نامے بھجوائے تھے روانہ فرمایا تھا۔ جب وہ قاصد موتہ کی زمین میں پہونچا تو اوسکو عمرو ابن شرحبیل نے مار ڈالا چونکہ اور کسی نے ایسی حرکت نہ کی تھی اِسواسطے یہ لڑائی برپا ہوئی۔

ذکر صلح کے ٹوٹ جانے اور فتح مکہ کا

پوشیدہ نہ رہے کہ باعث صلح کے ٹوٹ جانیکا یہ تھا کہ قبیلہ بنی بکر قریش کی طرف تھے اور اونکے عہد اور عقد میں مندرج تھے۔ اور قبیلہ خزاعہ رسول اللہ کیطرف تھا۔ موافق اوس صلحنامہ کے جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں سنہ ۸ ہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ بنی بکر خزاعہ سے کہیں ملے اور اونمیں لڑائی ہو گئی لیکن قریش نے بنی بکر کی مدد اور کمک دی۔ اِسیواسطے وہ عہد جو قریش سے رسول اللہ نے کیا تھا فسخ ہو گیا قریش کو بھی اس نقض عہد اور حرکت ناشایستہ کرنیسے ندامت ہوئی اِسلئے ابو سفیان بن حرب مدینہ کو گیا تاکہ نئے سرسے عہد باندہے اور اس ندامت کو کھووے۔ جب ابو سفیان مدینہ میں گیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ پیغمبر خدا کی زوجہ کے پاس گیا چاہتا تھا کہ پیغمبر خدا کے بچھونے پر بیٹھے ام حبیبہ نے وہ لپیٹ دیا ابو سفیان خفا ہوا اور کہا کہ اے بیٹی بچھونا تو نے اوٹھا لیا مجھے بیٹھنے نہ دیا وہ بولی کہ یہ بچھونا رسول اللہ کا ہے اور تو کافر مشرک ناپاک ہے خفا ہوا اور بد دعا دینے لگا پھر وہاں سے اٹھکر پیغمبر خدا کے پاس آیا آپ سے کلام کرتا رہا حضرت نے کچھ جواب نہ دیا۔ اتنے میں صحابہ کبار مثل ابا بکر صدیق اور علی کے آگئے اون سے باتیں کرنے لگا۔ اونہوں نے بھی کچھ جواب نہ دیا لاچار ہو کر مکہ کو چلا گیا اور قریش کو جا کر جو وہاں گذرا تھا سب سُنایا۔ اور پیغمبر خدا نے یہ قصد کیا کہ قریش مکہ پر دفعتاً بیخبری میں چڑھ جاؤ۔ حاطب ابن ابی بلتعہ نے جو یہ سُن پایا اوسنے ایک کنیزک بنی ہاشم کی مسماۃ سارہ کے ہاتھ قریش مکہ کو خط لکھہ بھیجا اوسمیں پیغمبر خدا کے قصد لڑائی اور چڑھ آنیکا سب حال لکھہ دیا۔ اِس امر کی خبر خدا تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول کو دی آپنے حضرت علی ابن ابی طالب اور زبیر بن العوام کو بھیجا۔ اون دونوں

نے سارہ کو گرفتار کیا اوسکے ہاتھ سے خط لیا اور حاطب کو پکڑ کر معہ اوس نامہ کے پیغمبر خدا ؐ کے پاس
حاضر کیا اوس سے پوچھا گیا کہ تو نے یہ کیا حرکت کی اور تجھکو کیا اون سے غرض تھی جو تو نے اطلاع اس
امر کی قریش کو لکھہ بھیجی اوسنے عرض کی کہ جناب عالی میری اولاد اور گھر کے لوگ اور قبیلہ یہ سب اونکے
درمیان ہیں میں مسلمان کامل ہوں نہ پھرا ہوں نہ بد اعتقاد ہوا ہوں اپنے اہلخانہ کے بچاؤ کے واسطے
مینے اونسے سازش کی تھی ۔ حضرت عمر ابن خطاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھکو حکم دیجئے اسکا سر
اڑا دوں کیونکہ یہ منافق ہے رسول اللہ ؐ نے معاف فرمایا اور اوسکی جان بخشی کی ۔ پھر پیغمبر خدا ؐ رمضان
شریف میں بعد گذرنے دس روز کے درمیان اسی سال کے معہ مہاجرین اور انصار اور چند قبایل
عرب کے بطرف مکہ نہضت فرما ہوئے آپکے ہمراہ دس ہزار آدمی تھے ۔ جبکہ مکہ شریف کے پاس پہنچے
تب حضرت عباس رسول اللہ ؐ کی خچر پر بایں ارادہ سوار ہوئے کہ شاید کوئی شخص لکڑی چنتا ہوا لکڑہارا یا
کوئی چلتا پھرتا نظر پڑے تو اوسکو کہدوں ۔ وہ جا کہ پیغمبر خدا ؐ کے تشریف لانیکی خبر قریش کو کردے تاکہ
وہ لوگ خواہاں امن ہو کر جناب سرور کائینات کی خدمت میں حاضر ہوں والا نہ سب مارے جائینگے
حضرت عباس فرماتے ہیں کہ جبکہ میں نکلا تو ناگاہ ابی سفیان بن حرب اور حکیم بن حزام ۔ اور بدیل
بن ورقا الخزامی کی آواز سنی یہ لوگ جاسوسی کرتے پھرتے تھے ۔ حضرت عباس نے وہ آواز سنکر فرمایا
کہ اے ابا حنظلہ یعنی ابا سفیان ۔ اوسنے جواب دیا کہ اے ابا الفضل مینے کہا ہاں ۔ ابی سفیان بولا کہ
حاضر ہوں ۔ یہ آپکے پیچھے کیا غل غپاڑا ہے ۔ مینے کہا کہ رسول اللہ صلعم دس ہزار مسلمان لیکر آئے ہیں
ابو سفیان گھبرایا اور سٹپٹایا ہوا کہنے لگا کہ اب مجھکو کیا حکم کرتا ہے اے عباس مینے کہا آ خچر پر سوار ہو جا
تاکہ تیری جان بچا دوں رسول اللہ صلعم سے کہکر نہیں تو گردن مارا جائیگا وہ میرے پیچھے سوار ہو بیٹھا
میں اوسکو رسول اللہ کے پاس لئے ہوئے چلا آیا ۔ اوسی راہ کو عمر ابن خطاب بھی تشریف لاتے تھے
حضرت عمر بولے کہ اے ابا سفیان شکر ہے اوس خدا کا جسنے اب مجھکو طاقت دی تجھ بدون عقد اور
عہد کے ۔ پھر بہت سختی سے اوسکو رسول خدا ؐ کے پاس لے گئے اور کہا کہ اے رسول اللہ مجھکو حکم ہو تو میں
اسکو گردن ماروں اور حضرت عباس نے سوال کیا کہ یا حضرت اسکو امن دیجئے ۔ رسول اللہ نے
ارشاد کیا کہ اے عباس مینے اسکو امن دی ۔ کل کے روز اوسکو حاضر کرنا ۔ حضرت عباس ابو سفیان کو اپنے
خیمہ میں لے گئے اور دوسرے روز ہمراہ اپنے پیغمبر خدا ؐ کے پاس لائے ۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا

کہ اے ابوسفیان کیا تو نہیں جانتا کہ کوئی معبود لایق پرستش نہیں سوائے ایک خدا کے - اوسنے کہا
کہ البتہ جانتا ہوں - پھر ارشاد کیا کہ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو جانتے کہ میں پیغمبر خدا ہوں -
ابوسفیان بولا کہ قربان جاؤں اس امر میں ابھی مجھکو کلام ہے - حضرت عباس بولے کہ کمبخت جلد گواہی
دے محمد رسول اسد ہو نہیں - ایسا نہ ہو کہ گردن مارا جائے - ابی سفیان نے محمد رسول اللہ کہا اور مسلمان
ہو گیا - اور اوسکے ساتھ ہی حکم بن حرام اور بدیل بن ورقا بھی مسلمان ہو گئے - پھر پیغمبر خداؐ نے حضرت
عباس کو ارشاد کیا کہ ابی سفیان کو مضیق الوادی میں لیجا تا کہ خدا تعالیٰ کے لشکر کا مشاہدہ کرے اور
دیکھے - حضرت عباس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ ابوسفیان فخر کو بہت چاہتا ہے کوئی بات ہو موجب
اسکے فخر کی اوسکی قوم پر کر دیجیے - حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جاویگا یا جو
کوئی مسجد میں آگھسیگا یا اپنا دروازہ بند کر لیگا اوسکو امن ہوگی - اور جو کوئی حکم بن خرام کے گھر میں
آجاویگا اوسکی بھی جان بچ جائیگی - حضرت عباس کہتے ہیں کہ ابوسفیان کو موافق حکم پیغمبر خداؐ کے
اپنے ہمراہ لشکر میں لیگیا - ابوسفیان جب قبایل عرب سے ملا ایک ایک قبیلہ کا حال پوچھتا جاتا تھا
سب سے ملا اتنے میں رسول خداؐ اپنے لشکر سبز پوشوں یعنی مہاجرین اور انصار میں تشریف لائے اوس
وقت کا یہ حال تہا کہ اوسکی کیفیت پتلی ہی آنکھہ کی اوٹھا سکتی تہی اور کوئی بیان نہیں کر سکتا تھا
کہ کیسا لشکر تھا - ابوسفیان نے یہ عزت اور شان دیکھکر مجہہ سے کہا کہ اب تو تیرے بھتیجے کی بڑی سلطنت
ہو گئی - میںنے کہا کہ کمبخت یہ رتبہ نبوت سے نہ کہ رتبہ بادشاہت - اوسنے کہا ہاں سچ ہے - بعد ازاں رسول
مقبولؐ نے زبیر ابن العوام کو ارشاد کیا کہ تو ہمراہ بعض لوگوں کے قبیلہ کدا کے ہاں جا اور سعد ابن عبادہ
سردار قوم خزرج کو حکم کیا کہ تو ثنیہ کدا میں لوگ ہمراہ لیکر مکہ میں داخل ہو - اور حضرت علیؓ کو یہ ارشاد ہوا
کہ علم ہاتھ میں لیکر مکہ میں گھسو کیونکہ حضرتؐ نے سعد سے سنا تہا کہ آج بڑی بھاری لڑائی کا دن ہے -
اور خالد ابن ولید کو ارشاد ہوا کہ مکہ کے نیچے سے ہمراہ تھوڑے سے آدمیوں کے آؤ اور کوئی لشکری
آدمی نہیں لڑا کیونکہ حضرت نے اول ہی سب کو منع کر دیا تھا مگر خالد ابن ولید کو چند قریش ملے اونہوں
نے اونپر تیر چلائے اور گھسنے سے روکا - اسلئے خالد ابن ولید اون سے لڑے اور اٹھائیس کافر جہنم
واصل کرکے خدمت رسول مقبول میں جا حاضر ہوئے - رسول مقبول نے ارشاد کیا کہ میںنے تم کو منع کیا
تھا تم کیوں لڑے - لوگوں نے عرض کی کہ خالد ابن ولید سے پہلے قریش نے جنگ کی تب بعد ازاں

دے لڑتے ہیں آپ چپ ہو رہے مگر مسلمانوں میں کل دو آدمی مرے تھے۔ مکہ جمعہ کے روز اون دس
روزوں میں جو رمضان شریف کے باقی رہے تھے فتح ہوا تھا اب اسمیں ابوحنیفہ اور شافعی کا اختلاف
ہے کہ مکہ رسول مقبول نے بزور شمشیر لیا جیسا کہ شافعی کہتا ہے۔ یا بطور صلح فتح کیا جیسا کہ ابوحنیفہ
کہتا ہے۔ جبکہ خدا تعالی نے اپنے رسول مقبول کو قریش کی گردنوں کا مالک بزور کردیا تب آپ نے
ارشاد کیا اگر کیا سمجھتے ہو تم تمکو ماروں یا چھوڑوں اونہوں نے کہا جو اچھے سخیوں کا کام ہوتا ہے وہ کرو
حضرت نے کہا چلے جاؤ تم کو ہمنے چھوڑ دیا۔ جبکہ تہلکہ جاتا رہا اور لوگوں کو اطمینان حاصل ہوا۔ تب
نبیؐ واسطے طواف کعبہ کے تشریف لے گئے اور آپنے سات دفع حالت سواری میں طواف کیا اور
رکن کو ایک لکڑی سے جو آپکے دست مبارک میں تھی بوسہ دیا۔ پھر درمیان کعبہ کے تشریف لے گئے
اوسمیں حضرت نے چند تصویریں ملایکہ کی اور ایک تصویر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دیکھی اوس کے
ہاتھ میں تیر تھے حضرت نے یہ دیکھ کر ارشاد کیا کہ مارے جاؤ وے لوگ جنہوں نے انکے ہاتھ میں
تیر دیئے ہیں اور تصویر بنائی کجا حضرت ابراہیم اور کجا تیر جوئی کی بموجب مصرعہ چہ نسبت خاک
را با عالم پاک۔ پھر ارشاد کیا کہ ان تصویروں کو توڑ ڈالو چنانچہ توڑی گئیں اور آپنے اندر کعبہ کے
نماز پڑہی اور چھ مرد اور چار عورتوں کا خون ہدر فرمایا یعنی یہ حکم دیا کہ جہاں پاؤ مار ڈالو ان چھ مردوں
کی تفصیل یہ ہے کہ ایک عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ اوسکی بیوی ام حکیم نے جناب سرور سے عرض کی کہ
اوسکو امن ہو چنانچہ اوسکا خون بخشا گیا۔ پھر عکرمہ آکر مشرف اندوز ملازمت ہو کر مسلمان ہوا۔ دوسرا
ہبار ابن الاسود تھا۔ تیسرا عبد اللہ ابن سعد ابن ابی سرح تھا۔ یہ حضرت عثمان ابن عفان کا رضاعی
بھائی تھا اوسکو حضرت عثمان اپنے ہمراہ پیغمبر خداؐ کی خدمت میں لائے اور سوال کیا کہ حضرت اسکا خون
معاف ہو آپ بہت دیر تک چپ رہے اور سوچتے رہے پھر اوسکو بھی امن دی وہ بھی مسلمان ہوا۔
حضرت نے اپنے اصحاب سے ارشاد کیا کہ میں اتنی دیر تک عالم سکوت میں اسواسطے تھا تا کہ تم میں سے کوئی
اوسکو مار ڈالے اصحاب نے عرض کیا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا تھا اور کیا وہ مارا گیا پھر حضرت نے ارشاد کیا
کہ نبی خائنۃ الاعین نہیں ہوا کرتے۔ اور اس عبد اللہ مذکور کا یہ حال ہے کہ یہ شخص قبل فتح مکہ
سے مسلمان ہو چکا تھا وحی لکھا کرتا تھا۔ مگر اس کمبخت کو یہ دہت تھی کہ قرآن شریف کو مبدل کیا کرتا
تھا پھر مرتد ہو گیا تھا اسواسطے حضرت نے اسکا خون ہدر کردیا تھا لیکن پھر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت

عثمان کی خلافت تک زندہ رہا حضرت عثمان رضؓ نے اپنی خلافت میں اوسکو مصر کا حاکم کردیا تھا چوتھا
مقیس بن صبابہ تھا اسنے ایک شخص انصاری کو جسنے اوسکے بھائی کو غلطاً مار ڈالا تھا قتل کیا ۔ پانچواں
عبداللہ بن الخطل ہے ۔ یہ شخص مسلمان ہوگیا تھا مگر ایک مسلمان کو مار کر پھر مرتد ہوگیا ۔ چھٹا خویرث
بن نقیل تھا اسنے رسول اللہ کو بہت ایذا دی تھی کیونکہ اونکی ہجو کرتا پھرتا تھا ۔ ایک جائے حضرت علیؓ
کو کہیں ملگیا حضرت علیؓ نے اوسکا کام تمام کیا ۔ وہ چار عورتیں جنکا خون رسول اللہؐ نے ہدر فرمایا تھا
ایک اونہیں کی ہندہ زوجہ ابوسفیان کی ام معاویہ تھی جسنے حضرت حمزہ کا کلیجہ کھایا تھا اسنے یہ حکمت
کی کہ قریش کی عورتوں میں چھپ کر رسول اللہؐ سے بیعت کی پھر رسول اللہؐ سے عرض کی کہ میں وہ
ہندہ ہوں جسنے حضرت حمزہ رضؓ کا کلیجہ کہایا تھا میرا جرم معاف فرمائیے چنانچہ آپنے معاف کیا بروز
فتح مکہ نماز ظہر کے وقت بلال نے کعبہ پر چڑھکر اذان دی مساۃ جویریہ ابوجہل کی دختر نے کہا کہ
خداتعالیٰ کا بڑا احسان ہوا جو میرے باپنے بلال کے ریگنے کی آواز کعبہ پر نہ سنی اس سے پہلے ہی
مرگیا یہ بہت اچھا ہوا ۔ اور حارث بن حشام نے یہ کہا کاش آجکے روز میں زندہ نہ ہوتا ۔ اور
خالد بن اسید نے بہی یہ کہا کہ خداتعالیٰ نے میرے باپ پر بڑا احسان کیا جو وہ آجکا روز دیکھنے نہ پایا
بعد ازاں رسول مقبول باہر تشریف لائے آپسے سب گفتگو لوگوں کی جو جو اونہوں نے کہا تھا بیان
کی گئی ۔ حارث ابن ہشام مسلمان ہوگیا اوسنے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو رسول اللہؐ ہے
قسم ہے خدا کی کوئی اس بات پر مطلع نہیں تھا اب میں سب کو کہوں گا ۔ اونہیں عورتوں میں سے
جو واجب القتل تھیں ایک سارہ لونڈی بنی ہاشم کی تھی جو حاطب کا خط لیکر مکہ کو چلی تھی اور
راہ میں پکڑی گئی تھی ۔

بیان اوس جنگ کا جو خالد بن ولید اور بنی خزیمہ میں ہوئی تھی

پوشیدہ نہ رہے کہ بعد فتح مکہ کے رسول اللہ نے تھوڑے تھوڑے آدمی اطراف مکہ کے اسواسطے
روانہ فرمائے تھے کہ لوگوں کو دعوت اسلام کی کریں مگر یہ شرط تھی کہ کسی سے لڑائی نہ کرنا ۔ مگر ایام جاہلیت
میں بنوخزیمہ نے عوف ابی عبدالرحمن بن عوف اور خالد ابن ولید کے چچا کو جبکہ یہ دونوں یمن سے
آئے تھے مار کر جو کچھ اونکے پاس اسباب تھا لوٹ لیا تھا یہ لوگ جو رسول اللہؐ نے واسطے ہدایت خلق کے

مامور کئے تھے اونمیں سے ایک خالدبن ولید بھی تھا ایسا اتفاق ہوا کہ خالد بن ولید ایک چشمہ پر جاکر اوترا تمام بنو خزیمہ مسلح ہوکر خالد پر چڑھ آئے خالد نے کہا کہ اپنے ہتھیار رکھ دیے اور لڑائی موقوف کرکے یکطرف ہوگئے۔ خالد ابن ولید نے بزور شمشیر اونکو قتل کرنا شروع کیا اور بہت جوان اونمیں کے مار ڈالے یہ خبر رسول اللہؐ کو جب پہنچی اپنے دونوں ہاتھ آپنے آسمان کی طرف اتنے بڑہائے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی بھی ظاہر ہوگئی اور خدا تعالیٰ سے یہ دُعا کی کہ اے بارخدا میں بری الذمہ ہوں خالد کے فعل سے کیونکہ اوسنے ممانعت رسول کا کچھ خیال نہ کیا اسلئے حضرت کو بہت رنج ہوا۔ حضرت علیؓ کو ارشاد کیا کہ تم مال لیکر جاؤ اور سب کے خونبہا دیکر آؤ چنانچہ حضرت علیؓ بموجب ارشاد پیغمبر خداؐ کے وہاں تشریف لیگئے اور جتنے مارے گئے تھے سب کا خونبہا دیکر آپنے پوچھا کہ کوئی دیت کسی کی رہ گئی ہو تو وہ یاد دلواوے سب نے عرض کی کہ اب کوئی باقی نہیں رہا حضرت علیؓ نے وہ روپیہ جو اونکے پاس باقی رہا تھا اونہی لوگوں پر تقسیم کردیا تا کہ اون لوگوں کے دل زیادہ خوش ہوں یہ خبر جناب رسالتمآب بھی سُنکر بہت خوش ہوئے۔ مگر عبدالرحمٰن بن عوف نے خالد ابن ولید کو بہت ملامت کی کہ تو نے یہ بُرا کیا۔ خالد نے کہا کہ عبدالرحمٰن مینے تیرے باپ کے خون کا عوض لیا۔ عبدالرحمٰن نے جوابدیا کہ نہیں یہ غلط ہی بلکہ تو نے اپنے چچا الفاکہ کا عوض خون لیا ہے اور یہ فعل تو تے زمانہ جاہلیت کا سا کیا مسلمان ہوکر تجھکو یہ کرنا چاہیئے تھا رسول اللہؐ کو جب یہ خبر پہنچی کہ اون دونوں میں فساد اور جھگڑا ہوا آپنے خالد کو ارشاد کیا کہ میرے اصحاب تو اپنے ساتھ نہ رکھ۔ اے خالد تو اونکی قدر نہیں جانتا قسم ہے خدا کی اگر تیرے پاس سونے کا پہاڑ ہوتا اور تو اوسکو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا تب بھی ایسے شخصوں کی بوباس نہ پاتا۔

بیان جنگ حنین

یہ لڑائی درمیان ماہ شوال سنہ ۸ ہجری کے ہوئی تھی حنین نام ایک جنگل کا ہے جو کہ درمیان مکہ کے قریب تین میل پر مکہ سے واقع ہے۔ یہ لڑائی اس طور پر ہوئی تھی کہ جب پیغمبر خداؐ نے مکہ فتح کرلیا اور اطمینان خاطر آپکی ہوچکی تب ہوازن نے اپنے ملک میں مجتمع ہوکر سب اسباب اور مال واسطے لڑائی رسول اللہؐ کے جمع کیا اونکے ہمراہ طائف کے رہنے والے اور بنی سعد جنہیں رسول اللہؐ نے پرورش پائی تھی سب جمع ہوگئے اور اونمیں بنی جشم درید بن الصمہ تھے جو کہ بہت بڈھا تھا اور عمر اوسکی قریب زیادہ

سو برس کی ہوگی شامل تھا اِس پیر مرد کو فقط واسطے صلاح اور تدبیر اور رائے لینے کے ساتھ
لے لیا تھا جبکہ رسول اللہ ؐ نے سُنا کہ یہ لوگ کفار مجتمع ہوئے ہیں تب جناب سرور کائنات بھی چھٹی
تاریخ ماہ شوال ۸ھ میں باہر مکہ کے تشریف لائے اور جس روز سے کہ مکہ فتح ہوا تھا اوس دن سے اس لڑائی
تک حضرت صلوٰۃ مقصورہ پڑھا کرتے تھے اِس لڑائی میں آپ کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے دو ہزار
باشندگان مکہ اور دس ہزار آپ کے ہمراہی آ اور صفوان ابن آمیہ کافر بھی حضرت کے ہمراہ تھا اس شخص نے
دو مہینہ کی مہلت رسول اللہ ؐ سے لی تھی یعنی یہ کہا تھا کہ بعد دو مہینہ کے مسلمان ہو جاؤنگا آپ نے دو مہینے
کی مہلت دیدی تھی اِس سے ایک سوزرہ حضرت نے اِس جنگ میں لی تھی۔ ماسوا اُنکے اور ایک بڑی
جماعت مشرکین کی بھی رسول اللہ ؐ کے ہمراہ تھی۔ رسول اللہ صلعم حنین میں پہنچے اور مشرکین اوطاس
میں رہے کیونکہ درید ابن الصمہ نے مشرکین سے پوچھا تھا کہ کون سے جنگل میں لوگ ہونگے اونہوں نے
کہلا بھیجا کہ اوطاس میں ہم ہونگے اوسنے جواب دیا کہ وہ بہت اچھی جائی ہے کچھ ضرر تمکو نہیں۔ اور
نبی ؐ اپنے دلدل پر سوار ہوئے۔ ایک مسلمان نے کہا کہ لشکر مسلمانوں کا بہت تھوڑا ہے کفار کا لشکر
بہت ہے یہ تھوڑے آدمی اونپر غالب ہونگے اسی روز کیواسطے یہ قول اللہ تعالیٰ کا نازل ہوا جسکے یہ معنے
ہیں۔ اور دِن حنین کا جبکہ متعجب کردیا تمکو کثرت تمہاری نے پھر نہ بے پرواہ کیا تمکو کسی شئے نے
جبکہ مقابلہ جانبین کا ہوا۔ اور مسلمانوں کا کفار نے سامنا کیا تمام مسلمان ایسے ہوگئے کہ ایک دوسرے کو
جانتا نہ تھا کہ کہاں ہے۔ اور رسول اللہ بھی ہمراہ مہاجرین اور انصار اور اہل بیت کے ایک طرف
کو تھے کہ دفعتاً مسلمانوں کو شکست ہوئی اوسوقت کفار مکہ کے دِلوں کے بغض و کینہ خوب ظاہر ہوئے
ابوسفیان ابن حرب کہتا تھا کہ یہ مسلمان سمندر تک بھاگ کر جاوینگے اور اپنی ترکش کو تیروں سے
بھرے ہوئے مستعد کھڑا تھا۔ ایک طرف سے صفوان بن امیہ کا بھائی پکار کر بولا کہ اب جادو کا اثر جاتا
رہا صفوان نے جو کہ ابھی مشرک ہی تھا للکار کر کہا کہ چپ رہ خدا تیرے مُنہہ کو پھوڑے یہ بددعا دیکر
کہا کہ قسم ہے خدا کی اگر مجھکو کوئی قریشی غلام بنالے یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ کسی ہوازن کی
غلامی کروں مگر پیغمبر خدا ثابت قدم اوسیطرح جسطرح اول تھے کھڑے رہے ہرگز نہ ڈگے۔ اسی
اثنا میں پھر مسلمان لوٹ کر آئے اور بڑی بھاری لڑائی ہوئی خوب لڑے داد شجاعت دی جناب
سرور کائنات نے اپنا گھوڑا دلدل زمین پر بٹھلا کر ایک مٹھی مٹی کی ہاتھ میں لی اور اوس مٹی

کو مشرکین پر پھینکدیا۔ اوسکے پھینکتے ہی کفار کی فوجکو شکست ہوگئی سب بھاگے مسلمانوں نے اونکا تعاقب کیا مارتے قتل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے آخرکار مسلمانوں کی فتح ہوئی اور بہت عورتیں اور مرد قید میں آئے ازانجملہ شیما بنت الحارث اور اوسکی والدہ حلیمۃ السعدیہ جو پیغمبر خدا کی رضاعی بہن تھی گرفتار آئیں اوسنے پیغمبر خدا کے سامنے اپنا حال بیان کیا چنانچہ کبھی لڑکپن میں حضرت نے جو اوسکی پیٹھ میں کاٹا تھا وہ نشانی حضرت کو دکھلائی حضرت نے اوسکی خاطر کے واسطے اپنی چادر بچھائی اور بڑی خاطر اوسکی کی اور اوسکو زاد راہ کہانے کے دیا اور جہاں اوسنے اپنی قوم کا پتا بتلایا وہاں اوسکو پہنچا دیا

بیان محاصرہ کرنے جناب سرور کائینات کا طایف کو

واضح ہو کہ جبتو قوم ثقیف حنین سے شکست کھاکر طایف کیطرف گرتے پڑتے پہنچے تب سرور کائینات بھی اونکے متعاقب جا پہنچے اون لوگوں نے اپنے شہر کا دروازہ بند کردیا حضرت نے اوس شہر کا محاصرہ کچھ اوپر بیس روز تک کیا اور گوپیوں سے لڑائی ہوتی رہی پہر سرور کائینات نے حکم دیا کہ جتنے درخت انگور کے قوم ثقیف کے ہیں سب کاٹے جائیں چنانچہ حسب الحکم تعمیل امر جناب سرور کائینات ظہور میں آئی۔ بعد ازاں پیغمبر خدا نے حکم کوچ کا دیا چنانچہ وہاں سے رخصت ہوکر جعرانہ پر منزل کی۔ اِس مقام پر جناب سرور کائینات نے جتنا اسباب ہوازن کا لوٹ کرلائے تھے سب چھوڑدیا چنانچہ بعض ہوازن آپکے پاس آئے پیغمبر خدا نے اپنا اور اولاد عبد المطلب کا حصہ اونکے سپرد کردیا اور سب لوگوں کو اونکی عورتیں اور بچے اور اولاد اونکے سپرد کی۔ بعد ازاں ابن عوف سپہ سالار اونکا رسول اللہ سے آکر ملگیا اچھا کامل مسلمان ہوگیا حضرت نے اوسکو اوسکی قوم کا سردار مقرر کیا اور فرمایا جو کوئی اون قبایل میں سے مسلمان ہو تو اوسکا سردار ہے تعداد مال غنیمت لشکر اسلام کے یعنی جو اہل اسلام کو اسجائے سے مال غنیمت ہاتھ آیا وہ یہ ہے اونٹ چوبیس ہزار۔ اور بکریاں چالیس ہزار سے ہی زیادہ نہیں اور چاندی چار ہزار اوقیہ۔ مگر جن لوگوں کا دل پرچانا حضرت کو منظور تہا اونکو وہ عطا فرمائے۔ مثل ابی سفیان اور دونوں بیٹے اوسکے یزید۔ اور معاویہ کو۔ اور سہیل بن عمرو اور علکرمہ بن ابی جہل۔ اور حارث بن ہشام ابی جہل کے بھائی کو۔ اور صفوان بن امیہ کو یہ لوگ قوم قریش تھے۔ اور الاقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الذبیانی کو۔ اور سردار مقرر کیا ابن عوف سپہ سالار قوم ہوازن اور

جو کوئی اوس جیسا تھا اوسکو بھی امارت دی۔ اور ہر ایک اشراف کو ایک سو اونٹ اور ماسوا انکے اَوروں کو چالیس چالیس۔ مگر عباس بن مرداس السلمی کو چند اونٹ دیئے تھے وہ راضی نہ ہوتا تھا چنانچہ اوسنے اِس امر پر چند شعر بھی کہے تھے جو میں تذکرہ شعراء عرب میں لکھہ چکا ہوں پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اسکو اَور دو کہ اسکی زبان بند ہو چنانچہ اوسکو پھر اتنے دیئے کہ وہ راضی ہوگیا۔ جب رسول خدا نے اِسجائے مال غنیمت تقسیم کیا انصار کو مطلق کچھ نہ دیا اونکو اِس امر سے رنج ہوا حضرت نے اونکو بُلاکر فرمایا۔ کہ اے گروہ انصار تم کو ایک حصہ دُنیا کی واسطے رنج ہوا ور حکمت عملی تم اِس مقام پر نہیں سمجھتے ہو میں نے فقط اِن لوگوں کو تالیف قلوب کے واسطے مال تقسیم کیا ہے اور تمہارے مسلمان ہونے پر میرا بڑا بھروسہ ہے کیا تم راضی نہیں ہو اِسطرح سے کہ لوگ اونٹ اور بکری لیکر جائیں اور تم رسول اللہ صلعم کو لیکر اپنی منازل قطع کرو پہر آپنے اونکی فضیلت میں یہ فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ قسم ہے خدا کی اگر نہ ہوتی ہجرت تو البتہ میں ایک شخص مثل انصار کے ہوتا اور اگر آدمی چلتے اور راہوں پر میں انصار کی راہ پر چلتا اے خداوند رحم فرما انصار پر اور اون لوگوں پر جو اولاد میں انصار کے ہوں اور اون لوگوں پر جو اونکی اولاد میں ہوں جبکہ پیغمبر خدا صلعم مال غنیمت قبیلہ ہوازن کو تقسیم کر چکے اور عینیہ بن حصن اور ابا سفیان بن حرب وغیرہ کو حصہ جات مذکورہ بالا دے چکے۔ ذوالخویصرہ نے جو اولاد تمیم کی ہے بنی صلعم سے کہا کہ ہمنے آپکا عدل اور انصاف نہ دیکھا۔ جناب سرور کائینات کو غصہ آیا ارشاد کیا کہ افسوس ہے تم لوگوں پر۔ اگر عدل نہ کرونگا تو پھر عدل کہاں کرونگا۔ حضرت عمر بولے کہ پیغمبر خدا مجھکو ارشاد کیجئے میں اسکو قتل کروں آپنے فرمایا کہ نہیں جانے دو کیونکہ قریب ہے کہ اِس سے ایک گروہ تم جیسے مسلمان متقی پیدا ہوگا۔ یہ روایت ہے محمد بن اسحاق ایک راوی یہ روایت کرتا ہے کہ ذوالخویصرہ نے بروقت فراغت پانے تقسیم مال غنیمت مذکورہ کے یہ کہا تھا کہ محمد آپنے تقسیم برابر نہ کی اس مال کی اور میں صرف خدا لگتی خالصاً للہ کہتا ہوں۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ قریب ہے کہ نکلیگا اِس شخص کے کہنے سے ایک ایسا قوم کہ وہ خارج ہونگے دین سے مثل چھوٹ جانے تیر کے جب کمان سے علیحدہ ہوتا ہے پھر وہ ہاتھہ نہیں آتا۔ اون لوگوں کی گردن کے نزدیک ایمان نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ذوالخویصرہ میں سے ایک شخص حرقوص بن زہیر البجلی جسکو ذی الثدیہ بہی کہتے ہیں ظاہر ہوا اِس شخص نے سب سے اول بیعت خوارج کے ہمراہ کی اور اونکی امامت کا قایل ہوا

اول ہی اول وہی خارجی ہوا۔ بہ نام ذو الخویصرہ پیغمبر خدا نے اس قوم کا رکہا تہا جناب سرور کائنات عمرہ باندہ کر مدینہ کو تشریف لے گئے اور عتاب بن اسید بن ابی العیس کو مکہ پر اپنا خلیفہ مقرر فرما گئے۔ یہ شخص جوان تھا ناہنوز بلیس بیس برس کی عمر کو نہ پہنچا تھا اور اوسکے پاس معاذ ابن جبل کو بہی واسطے تلقین اور وعظ مسائل کے چھوڑ گئے تھے۔ اسی سال میں عتاب بن اسید نے موافق معمول عرب کے حج خانہ کعبہ کا ادا کیا۔ درمیان ماہ ذوالحجہ ۸ھ ابراہیم بیٹا پیغمبر خدا کا ماریہ قبطیہ لونڈی سے پیدا ہوا اور اسی سال یعنی ۸ھ میں حاتم طائی نے وفات پائی تھی یہ حاتم بیٹا عبد اللہ بن سعد بن الحشرج کی اولاد طے بن اود سے ہے کنیت اسکی ابا سفانہ تھی کیونکہ ایک اسکی بیٹی تھی اوسکا نام سفانہ تھا اسواسطے اسکو ابا سفانہ یعنی باپ سفانہ کا کہا کرتے تھے۔ یہ لڑکی حاتم مذکور کی پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف اندوز ملازمت ہوئی اور اپنے حال کی جو اوسپر مصیبت تھی شکوہ گذار ہوئی تھی یہ وہی حاتم ہے جسکی سخاوت اور کرم اور جود کی ضرب المثل مشہور ہے یہ شخص شاعر جید تھا مقولہ مترجم چنانچہ میں تذکرہ عرب میں اسکا حال معہ اوسکے اشعار کے لکہہ چکا ہوں)

اب شروع ہوا نواں ۹ سال ہجری

جب نواں برس شروع ہوا تب نبیؐ مدینہ منورہ میں تشریف رکھتے تھے لیکن قاصد عرب کے بہت آتے تھے چنانچہ ایک عروہ بن مسعود ثقفی جو سردار قوم ثقیف کا تھا اور بر وقت محاصرہ نبیؐ کے مقام طایف میں موجود نہ تھا مگر پھر حاضر ہو کر مسلمان جید ہوگیا تھا وہ یہ کہا کرتا کہ یا رسول اللہ طایف کو تشریف لے چلئے اگر وہاں آپ تشریف لیجائینگے تو میں سب کو آپکی خدمت میں لا حاضر کرونگا اور یقین ہے کہ سب مسلمان ہو جائینگے رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ وہ کافر تجھکو مار ڈالیں گے پیغمبر خدا منع کرتے گئے وہ خود تن تنہا طایف میں گیا اور سب کو کہا کہ مسلمان ہو جاؤ ایک شخص نے اوسکی آنکہہ میں تیر مارا فوراً مر گیا۔ ادہر ایک قاصد عرب کی طرف سے اسی سال میں درمیان خلافت پیغمبر خدا کے کعب بن زہیر ابی سلمی آیا تھا یہ وہ شخص ہے جسکا خون پیغمبر خدا نے ہدر فرمایا تھا اسنے نبیؐ کی مدح میں ایک قصیدہ جو بانت سعاد مشہور ہے کہا ہے جسکا اول مصرعہ یہ ہے بانت سعاد فقلبی الیوم متبول آپنے اپنی چادر اوسکو انعام میں عطا فرمائی جسکو معاویہ نے اپنے ایام خلافت میں عوض چالیس ہزار درہم کے خرید کی تھی۔ ادہر

چادر بطور وراثت خلفائے بنی امیہ۔ اور خلفائے عباسیہ کے دورہ تک چلی آئی تھی آخرش قوم تاتار نے چھین لی۔

بیان غزوہ تبوک کا

درمیان ماہ رجب سنہ ۹ مذکورہ کے نبی صلعم نے رومیوں سے لڑائی کا حکم دیا لوگوں کو بہ سبب دُور ہونے راہ کے اور قوی ہونے دشمن اور بہ سبب اسکے کہ گرمی شدت سے پڑتی تھی اور شہروں میں قحط بھی ہو رہا تھا اسلئے یہ مہم گراں معلوم ہوتی تھی چنانچہ اسیواسطے اسکا نام جیش العسرۃ رکھا گیا ہے اور ایک بات یہ بھی تھی کہ لوگوں کی کھجوریں پک رہی تھیں وہ چاہتے تھے کہ اسی مقام پر رہیں تاکہ اپنی کھجوروں کی خبرداری کریں کیونکہ موسم کھجوروں کا آگیا ہے۔ بہر تقدیر سامان جنگ سب لوگوں سے بجبر طیار کر کے مستعد جانے پر ہوئے پیغمبر خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جو کچھ جس سے ہو سکے اس مہم کے لئے سامان تقدیر یا رسد وغیرہ کا مہیا کر دے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے تمام اپنا مال جو انکے پاس تھا۔ سب خدا کے نام پر دیا اور حضرت عثمان رضؓ نے بھی بہت کچھ دیا کہتے ہیں کہ تین سو اونٹ اناج کے اور ایک ہزار دینار حضرت عثمان نے دیئے تھے روایت کی گئی ہے کہ نبی صلعم نے ارشاد کیا تھا کہ سوائے آجکے روز کے عثمان کو پھر کبھی تکلیف نہ ہوگی جبکہ سب مجاہدین واسطے جنگ روم کے آمادہ ہو چکے تب عبداللہ ابن ابی منافق معہ اپنے تابعین منافقین کے پیچھے رہ گیا اور تین شخص انصار میں سے کہ پیچھے رہ گئے تھے ایک کعب ابن مالک۔ دوسرا مرارۃ الربیع تیسرا ہلال ابن امیہ۔ اس روز پیغمبر خداؐ بجائے اپنے حضرت علیؓ کو مقرر فرما گئے تھے منافقین نے حضرت علیؓ سے کہا کہ رسول اللہ آپکو بوجہ ہلکا کرنے کیواسطے چھوڑ گئے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہ اپنے ہتھیار لیکر پیغمبر خداؐ سے جا ملے اور سب ماجرا آپ سے بیان کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں ہیں تمکو اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنا کر آیا ہوں تم جاؤ اور میری خلافت کرتے رہو کیا تو راضی نہیں ہے اس بات سے تیرا رتبہ وہ ہو جو ہارون کا رتبہ تھا نزدیک حضرت موسیٰ کے۔ مگر اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور پیغمبر خداؐ کے ہمراہ تیس ہزار مسلمان تھے اور دس ہزار سوار اون لوگوں کو راہ میں پیاس اور گرمی کی بہت شدت ہوئی تھی جب مقام الحجر پر جو کہ ارض ثمود میں ہے پہنچے پیغمبر خداؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو منع کر دیا کہ کوئی اس چشمہ کا پانی نہ پینا اور اگر بہت پیاسا ہو کر کسی نے کچھ پی لیا ہو تو مناسب ہے

کہ قتے کرڈالے اور اگر آٹا گوندھا ہو تو اونٹوں کو کھلا دو جبکہ سرور کائنات تبوک کے پاس پہنچے بیس روز تک وہاں قیام پذیر رہے۔ بعد عرصہ مذکور کے یوحنا حاکم ایلہ کا آپکے پاس آیا اور جزیہ دینا قبول کیا اور حضرتؐ سے صلح کر گیا۔ اونکے جزیہ میں سو دینار ٹھہرا اور اہل اذرح نے اقرار کیا کہ ہر رجب کے مہینے ایک سو دینار جزیہ میں ہم دیا کرینگے۔ پھر آپنے خالد بن ولید کو پاس اکیدر بن عبد الملک نصرانی کے جو قوم کندہ سے ایک حاکم دومۃ الجندل کا تھا روانہ فرمایا خالد نے اوسکو جاکر پکڑ لیا اور اوس کے بھائی کو مار ڈالا اوسکی قبا دیبا کی جو سونے کی تاروں سے بنی ہوئی تھی رسول اللہ کے پاس بھیجی مسلمانوں نے اوسکو دیکھ کر بہت تعجب کیا بعد ازاں خالد معہ اکیدر کے شرف اندوز ملازمت ہوا آپنے اوسکا خون معاف فرمایا اور جزیہ کے ادا کرنے پر صلح کر لی اور حکم دیا کہ اوسکو چھوڑ دو جسوقت پیغمبر خداؐ مدینہ کو تشریف لائے اون تین آدمیوں نے جو آپکے ہمراہ نہ گئے تھے اور پیچھے بیٹھ رہے تھے ہر ایک نے عذر بیان کئے پیغمبر خداؐ نے حکم دیا کہ اُنسے کوئی شخص کلام نہ کرے اون سے سب نے بولنا چھوڑ دیا اس امر سے وہ لوگ بہت تنگ ہوئے اور جان اونکی ضیق میں ہوئی چنانچہ اسی حال میں پچاس روز تک رہے بعد ازاں جب ایک آیت قرآن شریف میں اون لوگوں کی توبہ کے باب میں نازل ہوئی اوسوقت مسلمانوں سے اونکا ملاپ ہوا اور بول چال ہوئی پیغمبر خداؐ درمیان ماہ رمضان کے مدینہ میں تشریف لائے تھے جب مدینہ منورہ کو قدوم میمنت لزوم سے رشک ارم فرما چکے اوسوقت قوم ثقیف کیطرف سے مقام طایف میں سے ایک قاصد آیا اوسوقت یہ لوگ مشرک تھے مگر یہ مسلمان ہوگئے تھے یہ لوگ پیغمبر خداؐ سے یہ کہتے تھے کہ لات کو جسکو ہم لوگ پوجتے ہیں تین برس تک نہ ڈھاؤ پیغمبر خداؐ انکار فرماتے رہے پھر وہ لوگ کہنے لگے کہ ایک مہینہ چھوڑ دیجیئے آپنے یہ بھی نہ مانا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوتے ہیں لیکن نماز کے پڑہنے سے معاف کیجئے حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ جس دین میں نماز نہیں وہ دین بہت برا ہے آخر کو اونہوں نے مان لیا اور مسلمان ہوگئے پھر آپنے اونکے ہمراہ مغیرہ ابن شعبہ۔ اور ابوسفیان بن حرب کو لات کے ڈہانیکے واسطے روانہ فرمایا مغیرہ نے جاکر اوسکو ڈہا دیا اوسوقت تمام عورتیں قوم ثقیف کی برہنہ روتی ہوئی نکلیں کیونکہ یہ امر اونپر بہت ناگوار گذرا۔

بیان حج کرنے ابوبکر صدیقؓ کا ہمراہ لوگوں کے

درمیان سنہ ۹ ہجری کے پیغمبر خداؐ نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو واسطے ادائے حج کعبہ شریف کے ہمراہ تین سو مرد کے روانہ فرمایا اور اپنی طرف سے بیس ۲۰ اونٹ واسطے قربانی کے ساتھ کردیے تھے ابھی حضرت ابابکر صدیق رضؓ حلیفہ ہی تک پہنچے تھے کہ اونکی طرف حضرتؐ نے حضرت امیر المومنین علیؓ کو یہ فرماکر روانہ فرمایا کہ تم خانہ کعبہ میں چند آیات سورہ برات کی پڑھکر لوگوں کو سُنانا اور یہ مُنادی کرنا کہ اب کے سال کوئی مشرک اور بدن سے ننگا حج کرنیکو نہ آوے۔ یہ بات سُنکر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ راہ ہی میں سے مراجعت کرکے پیغمبر خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ کیا میرے بعد کوئی نیا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے آپنے ارشاد کیا کہ نہیں کوئی حکم نیا صادر نہیں ہوا بلکہ بات یہ ہے کہ عہدہ احکام کے پہنچانیکا میرا ہے اگر میں نہ ہوں تو کوئی شخص جو قریب میرا ہو وہ ادا کرے۔ اے ابابکر صدیق رضؓ تجھکو وہ فضیلت کافی نہیں ہے تو میرا مصاحب غار میں تھا اور حوض کوثر پر میرے ہمراہ ہوگا ابابکر صدیق رضؓ نے عرض کی کہ سچ ہے یا رسول اللہ۔ بعد ازاں ابابکر صدیق رضؓ حج کو تشریف لے گئے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ لوگوں کو سورہ برات عین بقر عید کے روز سُنا رہے تھے اور یہ ارشاد کرتے جاتے تھے کہ ایکے سال میں کوئی ننگا یا کوئی مشرک حج نہ کرے یہ بیان نقل کیا گیا ہے کتاب اسراف مسعودی سے۔ اور اسی سال میں یعنی درمیان ماہ ذیقعدہ سنہ ۹ ہجری کے عبد اللہ بن ابی سلول منافق بھی فوت ہوا۔

اب شروع ہوا دسواں ۱۰ برس ہجری

اس سال میں پیغمبر خداؐ درمیان مدینہ ہی کے تشریف رکھتے تھے ہر چہار طرف سے عرب کے قاصد آپکی خدمت میں حاضر ہوتے جاتے تھے اور خلق اللہ کی فوج کی فوج مسلمان ہونے لگی جیسا کہ درمیان قرآن شریف کے خداتعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جسوقت آئی مدد اللہ کی اور فتح اسوقت اللہ تعالیٰ کے دین میں فوجیں کی فوجیں داخل ہوتی تھیں چنانچہ تمام اہل یمن اور بادشاہان حمیر اسی عرصہ میں مسلمان ہوگئے

ذکر حضرت علی رضؓ کے بھیجنے کا طرف یمن کے

راوی بیان کرتا ہے کہ پیغمبر خداؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو یمن میں بھیجا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اوسجگہ پر جاکے قرآن شریف لوگوں کو سُنایا۔ بعد سننے قرآن شریف کے تمام قبیلہ ہمدان کا ایک ہی

میں مسلمان ہوگیا حضرت علیؑ نے اِس حال کرامت مآل کی خبر جناب سرور کائینات کو کی حضرت نے بمجرد سُننے اِس خبر بشاشت اثر کے خداتعالیٰ کا سجدۂ شکر ادا کیا اور حضرت علیؑ کو حکم کر بھیجا کہ قبیلہ نجران سے جزیہ اور مال لو اونہوں نے بموجب حکم رسول خداؐ کے تعمیل حکم کی کر کے مراجعت کی اور رسول اللہ سے حج الوداع میں درمیان مکہ کے ملاقات کی۔

ذکر ہے حج الوداع کا

واضح ہو کہ ماہ ذیقعدہ کے پانچ روز باقی تھے کہ جناب رسول خداؐ واسطے حج خانہ کعبہ کے تشریف لائے اب اِس حج میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں صرف قرآن کے معنے یہ ہیں حج اور عمرہ دونوں ساتھ ہوں بعضے کہتے ہیں کہ صرف تمتع تھا اسکے یہ معنے ہیں کہ بعد عمرہ کے سر منڈانا وغیرہ حلال ہوجانا بعد ازاں حج کریں۔ یا فقط حج ہی تھا۔ ظاہر مذہب یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونو تھے اور حضرت نے ہمراہ لوگوں کے حج کیا ہے اِس حج میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی حالت احرام میں تشریف لائے تھے حضرت نے ارشاد کیا کہ اے علی جو تیرے یاروں نے نیت کی ہے وہ ہی تو بھی نیت کرتا نہیں یعنے سر منڈا کر حلال ہوجانا چاہیے تیرے یار سر منڈا کر حلال ہوگئے حضرت علیؓ نے عرض کی کہ میری نیت وہ ہے جو رسول اللہ کی نیت ہے چنانچہ وہ احرام ہی میں رہے اور پیغمبر خداؐ نے اونکی طرف سے بھی قربانی کی۔ اور پیغمبر خدا نے لوگوں کو مناسک حج سب تعلیم کئے اور سب سنتیں اپنی بتلائیں اِس اثنا میں ایک آیت آسمان سے نازل ہوئی جسکا یہ ترجمہ ہے:۔ کہ آجکے روز نا امید اور مایوس ہوگئے کافر لوگ پس کچھ خوف نہ کرو تم اونکا مگر مجھ سے ڈرو آجکے روز پورا کردیا تمہارا دین اور تمام کردی تمپر اپنی نعمت اور راضی ہوا ہوں میں تمہاری اس بات سے کہ دین تمہارا اسلام ہے حضرت ابابکر صدیقؓ اِس آیت کو سُنکر رونے لگے کیونکہ وہ جان گئے تھے کہ بعد کمال سوا نقصان کے اور کچھ نہیں ہوتا اور یہ آیت پیغمبر خدا کی مرگ کی خبر دیتی ہے۔ بعد ازاں رسول مقبول نے ایک خطبہ پڑہا اور اس خطبہ میں احکام اسلام کے لوگوں کو سُنائے۔ اول احکام میں ایک یہ آیت ہے کہ حساب مہینوں کا ملا جلا دینا یہی زیادتی کفر پر دال ہے اور زمانہ پھر آیا ہے اپنی اوسی ہیئت پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا (یعنی جسدن زمین اور آسمان پیدا کئے تھے) اور تعداد مہینوں کی اللہ کے نزدیک بارہ ہیں پر اپنا حج تمام کیا۔ اِس حج کو حج الوداع اِسواسطے

کہتے ہیں کہ رسول مقبول نے اسکے بعد پھر حج نہیں کیا۔ بعد فراغت حج مذکور کے پیغمبر خداؐ مدینہ کو مراجعت کر آئے اور اس سال کے پورے ہونے تک مدینہ ہی میں مقیم رہے۔

اب شروع ہوا گیارھواں سال ہجری

بیان وفات جناب رسول خداؐ کا

جبکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم حج الوداع سے فراغت پاکر مدینہ میں تشریف لائے تا تمام ہونے سال دہم اور تا اختتام ماہ محرم یا کچھ زیادہ یعنی ماہ صفر تک اچھے تندرست رہے۔ آخر ماہ صفر سنہ ۱۱ھ میں بعضے کہتے ہیں دو روز اوس مہینے کی تمام ہونے کو رہے تھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے۔ اوس روز آپ زینب بنت جحش کے گھر میں جو آپکی ایک زوجہ ہیں تشریف رکھتے تھے مگر حضرت اپنی باری کے موافق سب اپنی بی بیوں کے گھر میں پھرتے رہتے تھے یہانتک کہ آپکا مرض بہت شدت سے بڑھ گیا تب جناب سرور نے سب بی بیوں کو جمع کرکے اِس امر کی اجازت چاہی چونکہ میں بیمار بہت شدت سے ہوں اب تم مجھکو اجازت دو تاکہ میں ایک بیوی کے گھر میں مقیم رہوں سب نے عرض کی کہ عائشہ صدیقہ کے گھر میں آپ تشریف رکھیے۔ چنانچہ حضرت وہاں تشریف لیگئے اور حضرت نے ایک لشکر اپنے غلام اسامہ بن زید کے ہمراہ کر دیا مگر اوسکو آپنے بہت تاکید چلنے کے وقت سبب اپنے مرض کی کردی تھی۔ روایت ہے حضرت عائشہ رضؓ سے وہ فرماتی ہیں کہ جسوقت رسول خداؐ میرے گھر میں تشریف لائے اوس روز میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے سر ہائے سر۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ اے عائشہ میں بھی یہ ہی کہہ رہا ہوں ہائے سر ہائے سر۔ پھر حضرت نے عائشہ صدیقہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو میرے آگے مرجاتی تو میں اپنے ہاتھ سے تجھے کفناتا اور نماز تیرے جنازہ کی پڑھتا اور تجھکو اپنے ہاتھ سے دفن کرتا۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ کرتے مگر گھر میں آکر بالکل بھولجاتے اور کسی بیوی سے دل لگا لیتے پھر کچھ بھی یاد نہ رہتا پیغمبر خدا ہنسے۔ اور عین حالت مرض ہی میں کہ جب آپ عائشہ ہی کے گھر میں تھے حضرت کو فضل ابن عباس۔ اور علیؓ ابن ابی طالب دونوں نے بموجب ارشاد جناب رسول خداؐ

سے اُٹھایا حضرت منبر پر بیٹھے اور اللہ کی حمد کی اور ارشاد کیا کہ اے لوگو جس کسی کی پیٹھ میں مینے کوڑے مارے ہوں - اب یہ میری پیٹھ حاضر ہے اپنا عوض لے لے - اور جس کسی کو مینے گالی دی ہو میری آبرو و عزت موجود ہے اپنا بدلہ لے لیوے اور جس کسی سے مینے کچھ مال لیا ہو یہ مال میرا موجود ہے اپنا مال لے لیوے اور کچھ حکومت یا ریاست کا میری طرف سے خیال نہ کرے کیونکہ میری یہ شان سے بعید ہے - پھر آپ منبر سے نیچے اُترے اور ظہر کی نماز پڑہی بعد فراغت نماز کے پھر منبر پر چڑھے اور جو اول فرمارہے تھے وہ ارشاد کرنے لگے - ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یا حضرت مجھکو تین درم آپسے لینے ہیں حضرت نے اوسکو دیدیئے - پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ یہ یاد رکھو فضیحت ہونا دُنیا کا آسان ہے آخرت کی فضیحت سے - پھر آپنے دُعا اصحاب احد پر کی اور طلب مغفرت اونکے واسطے جناب باری سے کی - پھر حضرت نے ارشاد کیا کہ سُنو بندہ کو خدا تعالیٰ نے دُنیا پر اور دین پر بھی اختیار دیا ہے جو چاہے اختیار کرے - حضرت ابوبکر صدیق رضؓ پھر روئے اور بسبب فرط محبت کے فداشوم کہتے تھے پھر حضرت نے انصار کو وصیت فرمائی - جب آپکے بہت شدت سے درد ہوا کہ اُسوقت گفتگو کرنی مشکل تھی تب آپنے ارشاد کیا کہ ایک دوات اور کاغذ سفید میرے پاس لاؤ میں ایک وثیقہ اور کتاب تمکو لکھہ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ - اِس لکھنے پر آپس میں جھگڑا برپا ہو گیا حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے کھڑے ہو جاؤ نبی کے پاس جھگڑنا مناسب نہیں ہوتا - لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ آج جُدا ہوتے ہیں - یہ حال سُنکر بہت لوگ آپکی بیمار پُرسی کیواسطے جانے لگے حضرت نے ارشاد کیا کہ میرے پاس کوئی نہ آوے - کیونکہ مجھکو بیماری کی طرف بہ نسبت تمہارے تکلیف دینی آسان معلوم ہوتی ہے - پیغمبر خدا آپنے ایام مرض میں لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے - مگر تین روز آپنے نماز لوگوں کے ساتھ نہیں پڑہی تھی - اِن تین ایام میں یہ حال تھا جب اذاں سُنی اوسوقت ارشاد کیا کہ ابابکر کو لیجاؤ - تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے - جب حضرت کا مرض بہت شدت پر ہوا تب یکشنبہ کے روز ڈیڑھ پہر دِن چڑہے بعضے کہتے ہیں کہ پوری دوپہر کو رحلت فرمائی - حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ بروقت موت رسالت مآب کے مینے آپکو دیکھا تھا آپکے پاس ایک پیالہ پانی کا تھا - آپ اپنا ہاتھ اوس پیالہ میں ڈالتے جاتے تھے اور مُنہہ پر پانی ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے خداوند مدد کر میری سکرات موت پر - عائشہ کہتی ہیں کہ جب میری گود میں حضرت کا بوجھہ بہت ہو گیا

تب میں آپکا چہرہ دیکھتی تھی کہ آنکھیں آپکی نکل آئی تھیں اور حضرت اوسوقت فرما رہے تھے الرفیق الاعلےٰ
عائشہ کہتی ہیں کہ جب حضرت نے مٹھیاں بند کرلیں تب مینے آپکا سرمبارک تکیہ پر رکھدیا اور میں کھڑی
ہوکر ہمراہ عورتوں کے رونے لگی۔ حضرت کی وفات روز یکشنبہ بارہویں تاریخ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔ اس
روایت کے موافق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جس روز پیدا ہوئے تھے اوسی روز انتقال فرمایا۔ بعد وفات رسول
مقبول کے اکثر باشندگان عرب اسلام سے پھر کر مرتد ہوگئے مگر باشندگان مدینہ اور مکہ اور طایف کے
لوگ بچے رہے یہ لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ بسبب خوف مرتدین کے عتاب بن اسید بن ابی العیص
بن امیہ جو کہ ایک عامل مکہ کا پیغمبر خدا کی طرف سے تھا اپنی جان بچانے کے واسطے کہیں چھپ گیا۔ اس
سبب سے مکہ کے باشندے ہی لڑکھڑا گئے تھے اور قریب تھا کہ مرتد ہو جاویں لیکن سہیل ابن عمر نے کعبۃ اللہ
کے دروازے پر کھڑے ہوکر سب قریش اور ماسوا اونکے اوروں کو بلایا۔ جب سب آچکے تب سہیل نے
کہا کہ اہل مکہ سب سے پیچھے مسلمان ہوئے ہو مرتد ہونے میں تو سب سے اول مرتد نہ ہو یہ امر باعث خوشنودی خدا
ہے اوسنے فرمایا ہے کہ منع کر اہل مکہ کو مرتد ہونے سے اور قاضی شہاب الدین ابن ابی الدم اپنی تاریخ
میں لکھتا ہے کہ بعد وفات پیغمبر خدا کے ایک گروہ پیغمبر خدا پر ہجوم کرکے مجتمع ہوا سب لوگ حضرت کو دیکھتے
تھے اور مضطرب اور پریشاں ہوکر یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ فوت نہیں ہوئے بلکہ مثل حضرت عیسیٰ
مسیح کے آسمان پر چلے گئے ہیں اور دروازہ پر منادی کردی کہ حضرت کو دفن نہ کرنا کیونکہ آپ فوت
نہیں ہوئے ہیں چنانچہ اسیطرح پر آپکا جنازہ رکھا رہا دفن نہ کرنے دیا یہانتک کہ آپکا شکم پھول گیا اوس
وقت آپکے چچا عباس تشریف لائے اور کہا کہ قسم ہے اوس خدا کے وحدہٗ لاشریک کی پیغمبر خدا نے
وفات پائی اب مجھکو کچھ شک نہیں۔

بیان مدفون ہونے پیغمبر خدا کا

کہتے ہیں کہ جس روز رسول مقبول نے انتقال فرمایا اوسکے تیسرے دن کے بعد یا چوتھے روایت صحیح
یہی ہے کہ چوتھے روز مدفون ہوئے۔ اور تین روز تک بدون تدفین کے حضرت کا جنازہ رکھا
رہا۔ وہ لوگ جو آپکے تن مبارک کے غسل کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ یہ ہیں علی ابن ابی طالب اور عباس
اور فضل۔ اور قثم یہ دونوں بیٹے حضرت عباس کے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران غلام رسول اللہ کا

حضرت عباس اور اونکے دونوں بیٹے پیغمبر خداؐ کو کروٹیں دیتے جاتے تھے۔ اور اسامہ بن زید۔ اور شقران پانی ڈالتے جاتے اور حضرت علیؓ نہلاتے تھے اور حضرت کے تن مبارک پر کرتا پہنے ہوئے تھے اوسوقت حضرت علیؓ یہ فرماتے جاتے تھے کہ قربان ہوجائیں میرے ماں اور باپ حضرت پر کیا خوشبوئے حضرت کو شوق تھا زندگی میں جولپٹ خوشبو کی آتی تھی وہ ہی بعد موت کے بھی آتی ہے اور جو وارداتیں حضرت کے مرنے کے بعد دیکھنے میں آئیں وہ زندگی میں نہیں دیکھی گئی تھیں کفن آپکو تین کپڑوں کو دیا گیا تھا۔ دو کپڑے سفید۔ اور ایک چادر یمانی چھپی ہوئی۔ بعد فراغت نماز جنازہ جسجائے پیغمبر خداؐ نے رحلت فرمائی تھی اوسی جائے حضرت کو دفن کیا۔ ابو طلحہ انصاری نے آپ کی قبر کھودی۔ اور حضرت علی ابن ابی طالب۔ اور فضل اور قثم دونوں بیٹوں عباس کے نے آپ کو درمیان قبر کے پہلے آپ اُتر کر اوتارا۔

بیان عمر رسول خداؐ کا

واضح ہو کہ درمیان مدت عمر رسول اللہ کے اختلاف ہے مشہور یوں ہے کہ آپکی عمر ترسٹھ ۶۳ برس کی تھی بعضے کہتے ہیں پینسٹھ ۶۵ برس کی تھی۔ بعضے ساٹھ ۶۰ برس کی عُمر بیان کرتے ہیں مگر مختار مذہب یہ ہے کہ چالیس برس کی عمر میں حضرت کو نبوت ہوئی۔ اور تیرہ برس تک لوگوں کو ہدایت درمیان مکہ کے فرماتے رہے۔ اور بعد ہجرت کے دس برس تک مدینہ میں ہدایت کی۔ اِسکی جمع کچھاو پر ترسٹھ ۶۳ برس ہوئی ہیں اِسکی تحقیق درمیان ذکر ہجرت کے ہم بخوبی بیان کر چکے ہیں۔

بیان حلیہ اور اوصاف پیغمبر خداؐ کا

حضرت علیؓ ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ پیغمبر خداؐ نہ لنبے تھے نہ پست قامت تھے یعنی بیچ کی راس کا قد مبارک تھا اور حضرت کا سر مبارک بڑا تھا داڑھی بہت بڑہی ہوئی۔ اور دونوں ہاتھ پیر دل کی ہتھیلیاں سخت تھیں اور تمام اعضا بدن کے فربہ تھے۔ اور چہرہ مبارک سُرخ تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت سیاہ چشم کشادہ مو نرم رخسارہ تھے اور لنبی گردن آپکی ایسی تھی گویا چاندی کی صراحی رکھی ہوئی ہے۔ اور حضرت انس کہتے ہیں کہ آپکو خدا تعالیٰ نے بہت بڑہا بھی نہیں کیا تھا۔ آپکی ڈاڑہی میں

بیس بال سفید تھے اور سر کی ٹٹری پر بھی سفید بال تھے اور حضرت خضاب بھی کیا کرتے تھے مہندی اور نیل سے اور دونوں مونڈھوں کے بیچوں بیچ پیغمبر خداؐ کی مُہر نبوت تھی وہ ایک پارہ گوشت کا علیحدہ تھا جسکے گرداگرد بال تھے اور مقدار میں برابر کبوتر کے انڈے کے تھا کہتے ہیں رنگ اوس مُہر نبوت کا سُرخ تھا۔ شہاب الدین ابن ابی الدم اپنی تاریخ منظفر میں کہتا ہے کہ ابورشمہ ایک طبیب تھا درمیان ایام جاہلیت کے اوسنے کہا تھا کہ یارسول اللہ اگر ارشاد کیجیے تو میں اسکی دوا کروں جو آپ کے مونڈھے پر ہے۔ حضرت نے فرمایا جسنے اِسے پیدا کیا ہے وہی اسکی دوا کریگا۔

بیان خُلق رسول خداؐ کا

پیغمبر خداؐ درمیان سب آدمیوں کے تیز عقل اور ذی ہوش اور صاحب رائے تھے ہمیشہ ذکر خداؐ کا کرتے۔ اور لغویات کبھی نہ کرتے اور بشاش چہرہ صورت چپ چاپ۔ نرم خو۔ خوش خلق رہتے تھے۔ اور آپ کے نزدیک قریب اور بعید۔ قوی اور ضعیف اپنے اپنے حق میں برابر تھے اور مساکین وغربا سے محبت رکھتے اور فقیر کو بہ سبب احتیاج یا افلاس کے کبھی حقیر نہ سمجھتے اور کسی بادشاہ سے بہ سبب اوسکی سلطنت یا حکومت کے کبھی نہ ڈرتے اور اشرافوں کے تالیف قلوب فرماتے۔ اور اپنے اصحاب سے بہت کھلے ملے رہتے کبھی اُنسے نفرت نہ فرماتے۔ جو کوئی شخص حضرت کے پاس آکر بیٹھتا تحمل فرماتے کبھی نہ گھبراکر اوس سے مُنہہ موڑتے جب تک وہی شخص نہ چلا جاتا اور جس شخص سے مصافحہ کرتے اول آپ اوسکا ہاتھ نہ چھوڑتے جبتک وہی نہ چھوڑتا۔ اور جو کوئی شخص اپنی غرض کے لئے حضرتؐ کو کھڑا کرلیتا اوسکے ساتھ کھڑے رہتے جبتک وہی نہ چلا جاتا ہرگز وہاں سے نہ ہلتے اور اپنے یاروں پر بہت مہربانی فرمایا کرتے سب کی مزاج پرسی فرماتے اور زمین پر بیٹھکر بھیڑوں کا دودھ دُہتے۔ اور اپنی جوتی آپ گانٹھ لیتے۔ کپڑے پر پیوند لگالیتے تھے اور گھٹی ہوئی جوتی۔ اور پیوند لگے کپڑے پہنتے۔ ابوہریرہ کہتا ہے کہ رسول اللہؐ نے مرتے دم تک تمام عمر میں جو کی روٹی بھی پیٹ بھر نہیں کھائی ہا اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک مہینے یا دو مہینے متواتر اہل بیت پر ایسی سختی گذرتی تھی کہ چولہے میں آگ تک نہیں سلگتی تھی کھجوریں کھاکر اور پانی پی کر بیٹھ رہتے تھے اور رسول اللہؐ اپنے پیٹ پر پتھر بسبب بھوک کے باندھ لیا کرتے تھے۔

بیان اولاد رسول خداؐ کا

واضح ہو کہ سوائے ایک لڑکے ابراہیم کے سب اولاد پیغمبر خداؐ کی حضرت خدیجہ زوجہ اول رسول خداؐ سے پیدا ہوئی تھی۔ مگر ابراہیم لڑکا ماریہ قبطیہ سے جو آپکی لونڈی تھی اوسے پیدا ہوا تھا۔ یہ لڑکا آٹھویں سال ہجری میں درمیان ماہ ذالحجہ کے پیدا ہوا اور دسویں برس ہجری میں فوت ہوا نقل ہے کتاب اشراف مسعودی سے اوسمیں لکھا ہے کہ ابراہیم لڑکا ایک برس دس مہینے کا ہوکر فوت ہوا۔ اور تفصیل اولاد نبی کی جو خدیجہ سے پیدا ہوئی تھی یہ ہے۔ ایک لڑکا قاسم جسکے نام سے رسول خداؐ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ دوسرا لڑکا طیب۔ تیسرا لڑکا طاہر۔ چوتھا عبداللہ۔ یہ لڑکے صغیر سن بچپن ہی میں مرگئے تھے۔ اور لڑکیاں بھی چار پیدا ہوئی تھیں۔ فاطمہ زوجہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب۔ اور زینب زوجہ ابی العاص کی جبکہ ابی العاص کافر تھا ایمان نہ لایا تھا آپنے اپنی بیٹی زینب کو اوس سے چھوڑوالیا تھا مگر پھر جبکہ وہ مسلمان ہوگیا تب آپنے وہی نکاح اول ہی رہنے دیا اور حضرت زینب کو اوسکے حوالہ کردیا نکاح دوسری دفعہ نہیں ہوا۔ ایک لڑکی مسماۃ رقیہ۔ دوسری ام کلثوم۔ ان دونوں کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا اسطرح پر اول رقیہ سے ہوا جب وہ فوت ہوگئیں تب دوسری دفعہ ام کلثوم سے نکاح کردیا۔

بیان ازواج مطہرات نبیؐ کا

رسول اللہؐ کا نکاح پندراں بیویوں سے ہوا تھا۔ تیرہ عورتوں سے صحبت کی اور باقی دوسے نہیں کی بعضے کہتے ہیں گیارہ سے صحبت کی ہے چار سے نہیں کی بہرتقدیر بعد رحلت جناب رسول خداؐ کی نو بیبیاں سوائے ماریہ قبطیہ لونڈی کے موجود تھیں وہ نو یہ ہیں۔ عائشہ بیٹی ابابکر صدیقؓ کی۔ حفصہ بیٹی عمر کی سودہ بیٹی زمعہ کی۔ اور زینب بیٹی جحش کی۔ میمونہ۔ اور صفیہ۔ اور جویریہ۔ اور ام حبیبہ۔ اور ام سلمہ

بیان منشیان پیغمبر خداؐ کا

پیغمبر خداؐ کے منشی یہ لوگ تھے عثمانؓ بن عفان۔ علیؓ ابن ابی طالب۔ خالد ابن سعید بن العاص۔ ابان بن سعید۔ العلا بن الحضرمی۔ اول سب سے کتابت رسول اللہ ابی بن کعب نے کی ہے۔ اور زید بن ثابت

بھی لکھتے تھے۔ اور عبد اللہ ابن سعد ابی سرح جو مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو گیا جس روز مکہ فتح ہوا۔ اور بعد فتح کے معاویہ بن ابی سفیان نے بھی رسول اللہ کی کتابت کی ہے۔

بیان اون ہتھیاروں کا جو پیغمبر خدا کے پاس تھے

جملہ سلاح رسول اللہ سے ایک تلوار مسمی ذوالفقار تھی جنگ بدر میں یہ تلوار حضرت کے ہاتھ منبہ بن الحجاج سے ہاتھ آئی تھی بعضے کہتے ہیں کہ کوئی اور شخص اوسکا مالک تھا اور تین تلواریں بنی قینقاع کے جنگ میں سے بطور غنیمت آپکے ہاتھ میں آئیں اونکو ہمراہ اپنے لئے ہوئے مدینہ کو تشریف لائے تھے اور تین تیر اور تین کمان اور دو زرہ بھی آپ کے پاس تھیں یہ غنیمت بنی قینقاع سے دستیاب ہوئی تھی اور ایک ڈھال بھی آپ کے ہاتھ آئی تھی جس میں ایک تصویر لکھی ہوئی تھی جبکہ صبح ہوئی اوس تصویر کو حضرت نے مٹا دیا۔

بیان تعداد غزوات اور لشکر رسول خدا ص کا

کہتے ہیں کہ انیس لڑائین پیغمبر خدا نے کی ہیں بعضے کہتے ہیں کہ چھبیس ۲۶ بعضے کہتے ہیں ستائیس ۲۷ اور آخر جنگ رسول خدا ص کا غزوہ تبوک کہلاتا ہے۔ ان سب لڑائیوں میں قتال نہیں ہوا بلکہ قتال فقط نو لڑائیوں میں ہوا ہے۔ اونکے یہ نام ہیں۔ جنگ بدر۔ جنگ اُحد۔ جنگ خندق۔ جنگ قریظہ۔ جنگ مصطلق جنگ خیبر۔ جنگ فتح مکہ۔ جنگ حنین۔ جنگ طائف۔ باقی اور لڑائیوں میں قتال نہیں ہوا۔ اور تعداد افواج میں بھی کلام ہے بعضے کہتے ہیں کہ پینتیس ۳۵ سریہ بعضے اڑتالیس ۴۸ سریہ بیان کرتے ہیں (سریہ چار سو آدمی کی فوج کو کہتے ہیں)۔

بیان اصحاب پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ ص کا

واضح ہو کہ علماء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ کس شخص پر اطلاق صحابی کا درست ہے چنانچہ سعید بن مسیب کہتا ہے کہ جو شخص ایک برس یا زیادہ ایک برس سے پیغمبر خدا صلعم کی صحبت میں رہا ہو اور اوسنے ایک آدھ جنگ بھی رسول اللہ کے شامل ہو کر کیے ہوں میں اوسکو صحابی

کہتا ہوں ماسوا ار اوسکے میرے نزدیک صحابی نہیں ہیں بعضے کہتے ہیں کہ جو شخص حد بلوغت کو پہنچا ہوا ور مسلمان ہوکر پیغمبر خدا کو بھی دیکھا ہو وہ صحابی ہے اگرچہ وہ ایک ساعت ہی پیغمبر خدا کی صحبت میں بیٹھا ہو۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو جناب رسول خدا سے ایک خصوصیت ہوا ور رسول مقبول کو بھی اوس سے خصوصیت ہوا ور وہ رسول اللہ کے ہمراہ سفر حضر میں ہمراہ بھی رہا ہو وہ صحابی ہے ما سوا اوسکے صحابی نہیں اکثر کا مذہب یہ ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جو مسلمان ہوگیا اور اوسنے پیغمبر خدا کو دیکھا اگرچہ تھوڑی ہی دیر دیکھا ہو۔ اب تعداد اون صحابیوں کی مطابق قول اجنب کے یہ ہے کہ یعنی جسنے جس سال میں مکہ شریف فتح کیا اوسوقت آپکے ہمراہ دس ہزار مسلمان تھے اور جنگ حنین میں باراں ہزار۔ اور حج الوداع میں چالیس ہزار۔ اور بروقت وفات رسالت مآب کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی تھے۔

اب ہم اُنکے رُتبے بیان کرتے ہیں

رتبے صحابیوں کے یہ ہیں کہ مہاجرین افضل ہیں انصار پر بطریق اجمال اور بطریق تفصیل یہ ہیں کہ جو انصار سب سے اول ہیں وہ متاخرین مہاجرین پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اہل تواریخ نے صحابہ کے کئی طبقے مقرر کئے ہیں طبقہ اولی میں وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے جیسا کہ خدیجہ اور علی اور زید اور ابی بکر صدیق اور جو اونکے قریب کچھ فاصلہ بعد ہے لیکن دارالندوہ کے مسلمان نہیں ہیں۔ طبقہ ثانیہ میں وہ اصحاب ہیں جو دارالندوہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ انمیں حضرت عمر ہیں۔ تیسرا طبقہ اون صحابیوں کا شمار کیا جاتا ہے جو ہجرت کرکے حبشہ میں جا رہے تھے۔ چوتھا طبقہ صحابیوں کا وہ ہے جو طبقہ اولی میں مسلمان ہوئے تھے یہ لوگ سباق انصار کہلاتے ہیں۔ پانچواں طبقہ اون صحابیوں کا ہے جو عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہوئے۔ چھٹے طبقہ میں اصحاب عقبہ ثالثہ کے ہیں جو ستر آدمی تھے۔ ساتویں طبقہ میں وہ مہاجرین ہیں جو پیغمبر خدا سے بعد آپکی ہجرت کرنیکے شامل ہوئے اور حضرت اسوقت قبا میں تشریف رکھتے تھے جن ایام میں کہ مسجد نبوی طیار ہوئی تھی۔ آٹھویں طبقہ میں اصحاب اہل بدر کبریٰ کے ہیں۔ نویں طبقہ میں وہ اصحاب ہیں جنہوں نے ہجرت درمیان بدر اور حدیبیہ کی ہے۔ دسویں طبقہ میں وہ اصحاب ہیں جنہوں نے بیعت رضوان مقام حدیبیہ میں نیچے ایک درخت کے کی تھی۔ گیارہواں طبقہ اصحابہ کا وہ ہے جو بروز فتح مکہ مسلمان ہوئے۔ بارھواں

طبقہ اون لوگوں کا ہے جنہوں نے بنی صلعم کو دیکھا۔ اہل صفہ بھی اونہیں اصحابہ میں ہیں یہ لوگ
فقراء تھے نہ اونکے گھر بار تھے نہ کنبہ تھا۔ مسجد میں سو رہا کرتے تھے۔ درمیان زمانہ رسول اللہ صلعم
کے صفہ ہی اونکی خوابگاہ تھی۔ اسیواسطے اوسکی طرف منسوب کرکے اونکو اصحاب الصفہ کہتے ہیں
جب رات کا وقت کھانے کا ہوتا رسول اللہ اونمیں سے چند آدمیوں کو اپنے ہمراہ اور چند کو اور صحابہ
کے ساتھ تقسیم کر دیتے تا کہ رات کا کھانا اونکو کھلائیں اسیطرح ان لوگوں کو کھانا ملتا تھا۔ اول اون
لوگوں کے مشاہیر میں سے ابوہریرہ اور واثلہ بن الاسقع۔ اور ابو ذر یہ لوگ تھے۔

بیان اسود العنسی کا جسنے دعویٰ نبوت کا کیا تھا

معلوم رہے کہ جن ایام میں رسول اللہ بیمار تھے اوہی دنوں میں اسود عنسی مقتول ہوا تھا نام اوسکا
عبہلہ بن کعب ہے اور اوسکو ذوالخمار بھی کہتے ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ شعبدا در
عجوبہ طلسمات جہال کو دکھا کر اپنی گفتگو سے سحر اور تابعدار کیا کرتا جو شخص اوسکا کلام سنتا اوسی وقت
اوسکا دل پابند اوسکی طرف ہو جاتا۔ یہ وہ شخص ہے جو مرتد ہوکر دعویٰ نبوت کا کرنے لگا تھا جھوٹے
نبیوں میں سے ایک یہ بھی نبی جھوٹا ہے۔ جبکہ یہ دعوے نبوت کا کرنے لگا اوسوقت ساکنان
بخران نے اونسے مکاتبت شروع کی۔ اوس شہر میں دو شخص مسلمان ایک عمرو بن حزم دوسرا
خالد بن سعید ابن عاص رہا کرتے تھے۔ اہل بخران نے ان دونوں کو شہر بدر کر کے اسود کے حوالہ کر دیا
پھر اسود بخران سے شہر صنعا کو گیا اور اوسپر قابض ہوگیا اور ملک یمن اوسکے لئے سب صاف ہوگیا
پھر اوسکی مراد کا بر و مند ہوا اوسکا ایک خلیفہ درمیان قبیلہ مذحج کے عمرو بن معدی کرب تھا جب
رسول اللہ کو یہ خبر پہونچی آپنے ایک قاصد کو طرف اپنے دوستوں کے روانہ فرمایا اور اون لوگوں کو حکم دیا کہ
اوسکو دفعتاً یا بطور مقابلہ مار ڈالنا چاہیے اور قبیلہ حمیر اور ہمدان سے مدد لینا۔ اور اسود قبیلی قیس ابن
عبد یغوث سے بگڑ گیا تھا اسلئے اوس قاصد کے ہمراہ وہ لوگ جنکو پیغمبر خدا نے لکھا تھا سب شامل ہوگئے
اور اسود کے مار ڈالنے پر اوس قاصد سے ملکر سب نے یہ تجویز کی کہ مارنا اسکا مناسب ہے یہ ٹھان کر اسود
کی جورو سے جا کر ملے جو روبھی اوسکی بسبب اسکے کہ اوسنے اپنے خسر کو مار ڈالا تھا باغی ہو رہی تھی۔
اوس عورت نے کہا کہ قسم ہے خدا کی میں بھی اوسکی جان کی دشمن ہو رہی ہوں مگر نگہبان محل

کو گھیرے ہوئے ہیں دروازہ سے گھر میں آنا ہو نہیں سکتا اوسوقت اونہوں نے اوسکے گھر میں نقب دی اور ایک شخص مسمی فیروز کو اندر اوسکے داخل کیا اوسنے اسود کو جاتے ہی قتل کر ڈالا اور سر اوسکا فوراً کاٹ لیا - اسود مذکور بیل کیطرح خرخر کرنے لگا نگہبانوں نے دروازہ پر آواز خرخراٹ کی سنکر اوسکی جورو سے پوچھا کہ یہ کیا آواز ہے اوسکی جورو نے کہا کہ یہ نبی ہے اوسکے پاس وحی آتی ہے جب صبح ہوئی اونہوں نے موذن سے کہا کہ درمیان اذاں کے اشہدان محمد الرسول اللہ عبہلتہ کذاب کا لفظ کہنا یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد رسول اللہ کا ہے اور عبہلہ جھوٹا ہے - وہ اصحاب پیغمبر خداؐ کے جو وہاں تھے اونہوں نے پیغمبر خداؐ کو سب واردات لکھکر اطلاع کی تھی مگر وہ نامہ رسول اللہ کی زیست میں نہ آیا بلکہ ایام خلافت ابوبکر صدیق میں آیا مگر رسول اللہ نے بہ سبب نزول وحی کے اسکو اسود کے مقتول ہونیکی خبر اوسی روز سے کردی تھی - وہ نامہ جسمیں اسود کے مقتول ہونیکا حال لکھا ہوا تھا حضرت ابابکر صدیق کے ایام خلافت میں جب پہنچا اوسمیں بعینہ وہی حال لکھا ہوا تھا جو رسول اللہ نے قبل از رحلت فرما دیا تھا - عبداللہ ابن ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو مینے دیکھی ہے لیلتہ القدر پھر چلے گئے - اور دیکھا مینے کہ دونوں ہاتھوں میں میرے دو کنگن سونے کے ہیں بہ سبب نفرت کے وے پھینکدیئے وہ دونوں اڑگئے پھر مینے اونکی تعبیر یہ دی کہ وہ دو کنگن یہ دو لوگ ایک صاحب الیمامہ یعنی مسلمتہ الکذاب - دوسرا صاحب صنعا یعنی اسود عنسی ہے اور فرمایا کہ جبتک تیس دجال مدعی نبوت پیدا نہ ہولینگے تب تک قیامت نہ آویگی یہ اسود مذکور قبل وفات حضرت رسول خداؐ کے ایک رات ایک دن اول مقتول ہوا تھا اور کل چار مہینے جھوٹی نبوت کرتا رہا اور صاحب یمامہ یعنی مسلمتہ الکذاب اوسکا حال مع مقتول ہونیکے درمیان خلافت ابی بکر صدیق رضہ انشاءاللہ بیان کرینگے -

بیان اخبار خلافت ابابکر صدیق رضہ کا

بعد رحلت رسول خدا کے یہ حال ہوا کہ عمر ابن الخطاب نے کہا کہ جو کوئی شخص یہ کہیگا کہ پیغمبر خداؐ مر گئے ہیں اوسکا سر اپنی اس تلوار سے کاٹوں گا - رسول اللہ مرے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالی نے اونکو آسمان پر بلوالیا ہے اور ابوبکر صدیق رضہ نے یہ آیت پڑہی وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

افائن مات اوقتل انقلبتم علے اعقابکم ترجمہ محمدؐ نہ تھے مگر ایک رسول اوسکے پہلے بھی بہت رسول گذر چکے ہیں پس اگر وہ مرگیا یا قتل ہوگیا تو کیا تم لوگ اولٹے پیروں دین سے پھر جاؤگے۔ سب لوگ حضرت ابابکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہوگئے خصوصاً سقیفہ بنی ساعدہ نے بہت جلدی کی بعد ازاں حضرت عمرؓ نے بابکر صدیق کی بیعت کی اونکی بیعت کرنے سے تمام آدمیوں نے بیعت کرلی اور یہ حالت ہوئی کہ سب آدمی بیعت کرنے لگے یہ بیعت درمیان بیچ کے عشرہ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری میں ہوئی۔ مگر بنی ہاشم اور زبیر۔ اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید بن العاص اور مقداد بن عمر۔ اور سلمان فارسی۔ اور ابی ذر۔ اور عمار بن یاسر اور البراء ابن عازب۔ اور ابی بن کعب۔ یہ سب حضرت علیؑ کے ہمراہ ہوگئے۔ اسی باب میں عتبہ ابن ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے ہیں کہ میں جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہیگا۔ اور ابی حسن کو بھی جو سب سے اول ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور قرآن اور سُنن کو خوب جانتے ہیں اور جسنے آخر وقت رسول خداؐ کو غسل دیا اور حضرت جبرئیل علیہ نے اوسکی مدد غسل کی اور کفن دینے میں ہی خلافت نہ ملیگی بلکہ اوہی شخص کو ملجاویگی۔ (قول مترجم۔ یہ اشعار بینہ اپنے تذکرۃ العرب میں لکھے ہیں) اسیطرح سے ابوسفیان بھی جو بنی امیہ میں سے تھا ابوبکر صدیقؓ کی بیعت نکی پھر ابوبکر صدیق نے عمر بن خطاب کو حضرت علیؓ کے پاس بایں ارادہ بھیجا کہ جو لوگ ونکے ہمراہ اہل بیت میں معہ اونکے حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہ کے گھر میں سے نکالدو اور یہ کہدیا تھا کہ اگر اونکو نکلنے سے کچھ انکار ہو تو بیشک تم اونسے لڑنا۔ حضرت عمر تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ میں لیکر بارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے اسی اثنا میں حضرت فاطمہ راہ میں اون سے ملیں اونہوں نے پوچھا کہ کہاں کو جاتے ہو اے ابن الخطاب کیا ہمارا گھر پھونکنے آیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالونگا نہیں تو تم بھی ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کرو جس بیعت میں تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہوجاؤ۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باہر نکلے اور ابابکر صدیقؓ سے آکر بیعت کی۔ یہ روایت قاضی جمال الدین ابن واصل کی ہے اوسنے سند اسکی ابن عبد ربہ المغربی تک پہنچائی ہے اور زہری حضرت عایشہ سے اسکے خلاف روایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ بموجب ارشاد حضرت عائشہ کے حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ سے تاحین حیات حضرت فاطمہؓ کے بیعت نہیں کی اور یہ واقعہ بعد واقعہ جانگزا یعنی وفات رسول مدنی کے چھ مہینے بعد واقع ہوا تھا۔ جب

حضرت فاطمہ نے انتقال فرمایا اوسوقت حضرت علیؓ نے ایک قاصد ابوبکرؓ کے گھر میں بھیجکر اور آپ
آکر بیعت اونکے گھر میں۔اور پھر یہ ارشاد کیا کہ مینے تمہارے فضل اور کمال کا جو خدا تعالیٰ نے تم کو دیا
ہے انکار نہیں کیا تھا مگر بسبب ایک اور بات کے میں رُک رہا تھا والا نہ مجھکو تمہاری فضیلت میں
کچھ انکار نہیں۔جن ایام میں حضرت ابوبکر والی خلافت ہوئی ان دنوں اسامہ بن زید لشکر کا سردار
تھا اور حضرت عمر بن خطاب بھی جملہ لشکر اسامہ سے اوس عہدہ پر تھے جس عہدہ پر رسول اللہ نے اونکو
مقرر کیا تھا ایکروز حضرت عمرؓ نے ابوبکر صدیق رضہ سے کہا کہ انصار لوگ ایک شخص ایسا چاہتے ہیں جو اسامہ
سے عمر زیادہ رکھتا ہو یہ بات سُنکر حضرت ابوبکر اُچھل پڑے اور کود کر حضرت عمرؓ کی ڈاڑھی پکڑلی اور کہا
کہ جوان مرگ رسول اللہ نے تو اوسکو عامل اور حاکم لشکر کا مقرر کیا اور تو مجھکو یہ کہتا ہے کہ میں اوسکو
معزول کردوں یہ بھی نہ ہوگا۔پھر ابوبکر لشکر اسامہ کیطرف آئے اونکو ملاحظہ کیا اور راہ میں اسامہ
سوار تھا اور حضرت ابوبکرؓ پیدل چلے جاتے تھے اسامہ نے ونسے کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ
یا تو آپ سوار ہو جائیے نہیں مجھکو حکم دیجئے میں بھی اُتر پڑوں حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ نہیں
نہ تم اُترو اور نہ میں اوسپر سوار ہونگا۔اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں ایک ساعت اپنے قدموں کو اُٹھاؤں تو
کچھ مضائقہ نہیں۔جب خلیفہ اول وہاں سے پھرنے لگے اوسوقت آپنے اسامہ سے کہا کہ اگر تمہاری
رائے میں مناسب ہو تو عمر کو میرے پاس متعین کر دا سامہ نے حضرت عمر کو حکم قیام کا دیا۔واضح ہو
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ یعنی ان خلیفہ اول ہی کے زمانہ میں مسماۃ سجاح بنت حارث تمیمیہ نے دعویٰ
نبوت کا کیا تھا۔اور قبیلہ بنو تمیم کے آدمی مع اوسکے ماموں کے جو قبیلہ تغلب وغیرہ سے تھی۔اور نیز
ربیعہ نے بھی گویا سب نے اوسکی تصدیق کرلی تھی۔بعد دعویٰ نبوت کے مسلمۃ الکذاب کے پاس وہ گئی
جب وہاں پہونچی اونسے اوسوقت یہ قصد کیا کہ مسلمۃ الکذاب سے ملاقات کیجئے۔مسلمۃ الکذاب نے
کہا کہ اپنے اصحاب کو میرے پاس لاؤ یعنی تن تنہا ملاقات کرو چنانچہ اونسے ایسا ہی کیا کہ سب کو
دور کر کے علیحدہ اوس ہی ایک خیمہ میں جو مسلمۃ الکذاب نے قایم کر کے بخور اور خوشبو سے معطر کر
رکھا تھا ملاقات کی۔اوس عورت نے یہ پوچھا کہ آپکے اوپر کیا وحی نازل ہوئی ہے اوس نے
یہ آیت پڑھی الم تر الی ربک کیف فعل بالحبلی اخرج منها نسمة تسعی
من بین صفاق وحشی ترجمہ اسکا یہ ہے کیا نہیں دیکھتا تو طرف پروردگار اپنے کے

کہ کیا کام کرتا ہے جس سے دانہ سے نکالتا ہے اوسمیں سے روح دوڑتی ہوئی پردوں اور جھلیوں سے - جب یہ سن چکی تب اوسنے پھر کہا کہ اور کچھ سُنا ہے اوسوقت اوسنے یہ آیت بھی پڑھی

الم تر ان اللہ خلق النسا افراجا وجعل الرجال لھن ازواجا فتولج فیھن ایلاجا ثم نخرج ما نشآء اخراجا فینتجن لنا انتاجا ترجمہ یہ ہے

کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا عورتوں کو ذی فرج - اور بنایا مردوں کو اونکے خصم - پس گھیڑتی ہیں وہ درمیان اونکے گھیڑنا - پھر نکالتے ہیں ہم جو چاہتے ہیں نکالنا اور جنتی ہیں وہ عورتیں واسطے ہمارے بچے - جب یہ آیتیں بھی سُن چکی اوسوقت اوس عورت نے کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں بیشک تو نبی ہے اللہ کا پھر مسلمۃ الکذاب نے کہا کہ اگر تمہاری صلاح ہو تو ایک جماع کی جگہ ٹھہراویں - اوسنے کہا بہت اچھا اِس مقام پر اوس بیحیا نے چند شعر کہے ہیں یہ بسبب عدم احتیاج کے ترک کئے گئے بہرکیف تین روز اوسکے پاس ٹھہر کر پھر اپنی قوم کی طرف چلی گئی یہ عورت بیحیا مساۃ سجاح اپنے ماموؤں میں جو قبیلہ تغلب کی تھی ہمیشہ مدعیہ نبوت رہی جس سال میں کہ حضرت معاویہ سے بیعت کی گئی اوس سال میں معاویہ نے اوسکی رسالت کا انکار کیا اسلئے وہ مسلمان کامل ہو گئی اور پھر بصرہ کیطرف چلی گئی وہاں جا کر تا وفات رہی اور درمیان ایام خلافت ابوبکر رض کے مسلمۃ الکذاب بھی قتل کیا گیا تھا اوسکے مقتول ہونیکا یہ حال ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفہ اول نے ایک لشکر اوسکی لڑائی کیواسطے مہیا کر کے ہمراہ خالد ابن الولید کے روانہ فرمایا چنانچہ وہ اوسنے لڑا اور جنگ شدید واقع ہوئی آخر مسلمان غالب آئے اور مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمۃ الکذاب مارا گیا اِس کذاب کو ایک شخص مسمی وحشی نے اوس حربہ سے مارا تھا جس حربہ سے حضرت حمزہ چچا نبی صلعم کے مقتول ہوئے تھے اور اوسکے قتل میں ایک اور شخص انصار کا بھی شامل تھا حال اِس شخص کا یہ ہے کہ جائے سکونت اوسکی یمامہ تھی اور وہ ایک دفعہ بطور قاصد کے بنی حنیفہ کا قاصد ہو کر نبی صلعم کے پاس آیا تھا جب یہاں آیا اوسوقت مسلمان ہو گیا تھا لیکن پھر مرتد ہو کر دعوی نبوت کا کرنے لگا یہ دعوے اول اول تو بطور استقلال کرتا رہا پھر پیغمبر خدا کو بھی شریک جتلایا مگر آپ نبی بنا رہا اور مسلمانوں کے لشکر سے بہت قاری لوگ مہاجر اور انصار کے شہید ہو گئے تھے جب حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بہت حافظ لوگ جنکو قرآن حفظ تھا مارے گئے اوسوقت اونہوں

نے حکم دیا کہ قرآن شریف کو جو زبانی لوگوں کے یاد ہے لکھو اور کھجوروں کے پتوں پر اور چمڑوں پر
جہاں جہاں لکھا ہوا ہے وہاں سے جمع کرو یہ نقل قرآن شریف کی حضرت حفصہ بنت عمرؓ زوجہ نبی ص کے گھر
میں رکھی گئی۔ بروقت حضرت عثمانؓ کے اونہوں نے یہ تجویز کی کہ اوس قرآن سے جو حفصہ کے گھر میں
موجود تھا نقلیں کروا کر امصار و اطراف میں روانہ فرماویں اور جو ماسوا انکے نسخے پائے اونکو باطل
کر دیا یہ امر بہ سبب اختلاف قرا، ت کے ظہور میں آیا تھا لوگوں کی قرات میں اختلاف بہت ہونا
شروع ہو گیا تھا درمیان ایام خلافت ابوبکر صدیق رضہ کے بنی یربوع کے لوگوں نے زکوٰۃ دینی چھوڑ
دی تھی۔ اِس قبیلہ کا سردار ابن نویرہ تھا حال اُسکا یہ ہے کہ وہ گھوڑے پر خوب چڑھنے جانتا تھا
اور شعر بھی اچھا کہتا تھا۔ پیغمبر خدا ص کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا تھا حضرتؐ نے یہ حکم دیا کہ تمہاری قوم
زکوٰۃ دیا کرے وہ جمع کر کے بھیجدیا کرو تمکو اونپر سردار بنایا جبکہ اوسنے زکوٰۃ دینی چھوڑ دی یعنی موقوف
کر دی تب حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے مالک ثور کے پاس خالد بن الولید کو زکوٰۃ کے لئے بھیجا مالک
نے جواب دیا کہ ہمکو نماز پڑھنے کا حکم ہے زکوٰۃ کا حکم نہیں دیا گیا۔ خالد نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ معاً مقبول
ہوتی ہیں ایک چیز اونمیں سے سوائے خیر دوسرے کے مقبول نہیں ہوتی کی اگر نماز پڑھوگے اور زکوٰۃ نہ دوگے
ہرگز قبول نہ ہوگی۔ زکوٰۃ دوگے نماز نہ پڑھوگے وہ بھی مقبول نہ ہوگی۔ مالک نے کہا کہ تمہارے صاحب کا یہی
حکم ہے (صاحب سے مراد ابوبکر رضہ تھے)۔ خالد نے کہا کیا وہ تیرا صاحب نہیں قسم خدا کی سر اُڑا دونگا
اِسی بات پر جھگڑا بڑھ گیا خالد نے کہا میں تمکو مار ڈالونگا۔ مالک نے کہا کہ تیرے صاحب نے کیا یہی حکم
کیا ہے۔ خالد نے کہا کہ یہی حکم ہے۔ بعد اس کلام کے۔ اسوقت عبداللہ بن عمر۔ اور ابو قتادہ بھی
اسجائے حاضر تھے وہ دونوں خالد کو سمجھانے لگے۔ آخرکار مالک نے کہا کہ اے خالد تو مجھکو ابوبکر صدیقؓ
کے پاس لے چل جو وہ حکم کریگا وہ میں بجا لاؤنگا۔ خالد نے کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا میں تجھکو قتل ہی کرونگا
ضرار بن الازور کو حکم کیا تلوار مار اسوقت مالک نے اپنی جورو کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ اِسنے مجھکو قتل کروایا
وہ عورت بہت خوبصورت تھی۔ خالد نے جواب دیا کہ نہیں خدا نے تجھکو قتل کروایا کیونکہ تو مسلمان ہو کر
اسلام سے پھر گیا۔ مالک نے کہا کہ نہیں میں ابتک اسلام پر قایم ہوں۔ خالد نے کہا کہ اے ضرار گردن مار
اوسنے ایک ضرب اوسکی گردن پر ایسی سخت ماری کہ سر الگ ہو گیا اور اوسکے سر کو ہنڈیا کر کے نیچے
جلایا (اِس شخص کے سر پر بال بہت تھے) اوسکے مرتے ہی خالد نے اوسکی جورو کو پکڑا اپنا دل ٹھنڈا کیا

اس باب میں یہاں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ اوس عورت کو خالد نے اوسکی قوم سے خرید لیا تھا اور پھر اوسکو جورو بنالیا۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ عورت تین حیض تک عدت میں رہی بعد ازاں اوس سے نکاح ہوا کہتے ہیں کہ خالد نے ابن عمر اور ابی قتادہ کو کہا تھا کہ تم بھی مجلس عقد نکاح میں حاضر ہو۔ اون دونوں نے انکار کیا۔ ابن عمر نے تو یہ کہا کہ میں ابی بکر صدیق رض کو لکھتا ہوں اور اوسکو تیرے نکاح کرنیکی خبر بھیجتا ہوں اوسوقت اوسکے سامنے انکار کیا مگر پھر نکاح کر لیا اس باب میں ابو نمیر سعدی نے شعر کہے ہیں۔ جبکہ یہ خبر ابوبکر صدیق رضا اور عمر رض کو پہنچی تب حضرت عمر رض نے ابوبکر صدیق رض سے کہا کہ خالد نے زنا کیا ہے اوسکو رجم کرنا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ میں رجم نہ کرونگا کیونکہ اوسنے اولا اوس سے کلام کی۔ جب اُسنے نہ مانا اوسنے قتل خطا کیا۔ حضرت عمر رض نے کہا کہ اوسنے ایک شخص مسلمان کو مار ڈالا ہے اوسکو قتل کرنا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے کہا کہ میں قتل بھی نہ کرونگا کیونکہ اوسنے جلدی کی خطا کی۔ پھر حضرت عمر رض بولے کہ اسکو عہدہ سے معزول کیجئے حضرت ابابکر صدیق رض نے کہا کہ جس تلوار کو خدا تعالی نے اون لوگوں پر کھینچا ہے میں اوسکو میان میں نہیں کر سکتا۔ جب مالک کے مرجانیکی خبر اوسکے بھائی متمم بن نویرہ کو پہنچی بہت رویا اور پیٹا۔ اور ایک قصیدہ اوسکے ماتم میں جسکو قصیدہ متمم العینیہ کہتے ہیں اور وہ مشہور ہے لکھا ہے رہینے بھی تذکرۃ الشعرا میں مندرج کیا ہے۔ منقولہ مترجم)۔

اب شروع ہوا بارھواں و تیرھواں سنہ ہجری

تیرھویں سال ہجری نبوی میں جنگ یرموک بسبب فتح ہونے شام کے واقع ہوئی تھی اوسوقت ہرقل درمیان حمص کے تھا جب اوسکو خبر پہونچی کہ روم کا لشکر یرموک میں شکست کھا کر بھاگا تب اوسنے حمص سے کوچ کیا اور رومی لوگ اوسکے اور مسلمانوں کے بیچ گھیر گئے۔ اور جبکہ خالد بن ولید اور ابو عبیدہ کو جنگ یرموک سے فراغت ہو گئی تب اونہوں نے بصرہ کا قصد کیا۔ والی بصرے نے بہت گروہ واسطے مقابلہ کے جمع کئے پھر آدمیوں نے صلح کر لی صلح اسبات پر ٹھہری کہ ہر راس پر ایک دینار اور ایک جریب گیہوں دیا کریں گے۔

بیان وفات ابوبکر صدیق رض کا

واضح ہو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سبب موت میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ یہودیوں نے چاولوں میں ملاکر زہر کھلایا تھا اور کوئی کہتا ہے کہ کسی رفیق نے کسی شے میں زہر ملاکر اونکو اور حارث ابن کلاہ دونو کو دیا تھا۔ حارث نے کہا کہ ہمنے زہر آلودہ کھانا کھایا ہے ایک برس میں وہ زہر اثر کریگا۔ چنانچہ بعد برس روز کے دونوں مرگئے۔ اور حضرت عائشہ سے یہ روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضہ نے جو سرد پانی سے غسل کیا بہ سبب اوس غسل کرنیکے تپ چڑھ آیا چنانچہ پندرہ روز تک بیمار رہے یہانتک کہ نماز پڑہنے بھی باہر نہ آئے تھے۔ حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ وہ نماز پڑھادیا کریں اور خلافت بھی اونکی سپرد کی تھی بعد ازاں شام کیوقت سہ شنبہ کی رات کو درمیان مغرب وعشا کے اوس اٹھوارے میں جو جمادی الآخرہ کے آخر میں ہوتا ہے درمیان سنہ ۱۳ ہجری کے فوت ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ کل خلافت اونہوں نے دو برس تین مہینے دس رات کی اور عمر اونکی ترسٹھ ۶۳ برس کی تھی خلیفہ اول کو اونکی بیوی اسمار بنت عمیس نے غسل دیا تھا اور جس تابوت میں رسول اللہؐ اوٹھائے گئے تھے اوسی تابوت میں حضرت ابابکر صدیق رضہ رکھے گئے۔ اور حضرت عمرؓ نے اونکے جنازہ کی نماز مسجد نبوی میں پڑہائی پھر اونکی قبر کھودی اور سر اونکا پیغمبر خداؐ کے دونوں مونڈہوں کیطرف کرکے اونکو دفن کیا حضرت ابابکر صدیق رضہ خوش قد ہلکے چہرہ کے تھے اور معروق الوجہ تھے یعنی رگیں آپکے چہرہ پر نمودار رہتی تہیں آنکھیں اندر کو بیٹھی ہوئی تھیں۔ مجبڑا باہر کو اوٹھا ہوا تھا اور انگلیوں کے جوڑوں پر بال نہ تھے اور مہندی اور نیل کا خضاب کیا کرتے تھے۔

بیان خلافت عمر ابن خطاب رضہ کا

حضرت عمر بن الخطابؓ بن نفیل بن عبدالعزی سے لوگوں نے اوس سال میں بیعت کی جس سال میں حضرت ابوبکر صدیق رضہ فوت ہوئے تھے بعد خلیفہ ہونیکے حضرت عمرؓ نے یہ خطبہ لوگوں کو سنایا کہ اے لوگو قسم ہے خدا کی قوی تر ضعیف سے وہ ہے جو اپنا حق پاوے اور ضعیف تر قوی سے وہ ہے کہ اوسکا حق لیا جاوے اور اول ہی اول یہ حکم صادر فرمایا کہ خالد بن الولید کو سرداری سے موقوف ومعزول کیا اور ابو عبیدہ کو حبش اور شام کا سردار مقرر کرکے روانہ فرمایا۔ حضرت عمر رضہ کا نام اول امیرالمومنین رکہا گیا تھا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول اللہؐ کہلاتے تھے اونکو کسی نے امیرالمومنین

نہیں کہا یہ خطاب حضرت عمرؓ سے جاری ہوا۔ بعد ازاں ابو عبیدہ دمشق پر جا کے باب الجابیہ کی طرف اوترا اور خالد مشرق کیطرف سے باب توما پر اوترا۔ اور عمرو بن العاص دوسری طرف جا کر اوترا اور شہر دمشق کا محاصرہ قریب ستر رات کے رہا۔ آخر الامر خالد نے اپنی طرف سے بزور شمشیر فتح کیا اور باشندگان دمشق نے دوسری طرف سے نکلکر ابو عبیدہ سے صلح کر لی اور دروازہ کھول دیا۔ حضرت عبیدہ اونکو امن دیکر اندر گئے اور خالد سے درمیان شہر کے ملاقات ہوئی۔ پھر ابو عبیدہ نے فتح دمشق کی خبر حضرت عمرؓ کو لکھہ بھیجی واضح ہو کہ ملک عراق بھی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوا۔

اب شروع ہوا چودھواں برس ہجری

درمیان ماہ محرم سنہ ۱۴ ہجری کے حضرت عمرؓ نے واسطے تعمیر بصرہ کے حکم دیا چنانچہ نشان واسطے بنانے شہر کے اسی سال میں کئے گئے بعضے کہتے ہیں کہ پندرہویں سال میں حکم بنا ربصرہ کا ہوا تھا اور اسی سال میں قحافہ باپ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے فوت ہوئے۔ اونکی عمر ستانوے ۹۷ برس کی تھی مگر اونکے بیٹے ابو بکر رضؓ کے مرنے کے بعد انکا انتقال ہوا۔

اب شروع ہوا پندرھواں سال ہجری کا

درمیان اسی سال یعنی سنہ ۱۵ ہجری کے شہر حمص بعد حصار کرنے مدت طویلہ کے فتح ہوا تھا یہ شہر بعد فتح دمشق کے مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ جب یہ فتح ہو چکا اسوقت رومیوں نے صلح چاہی چنانچہ ابو عبیدہ نے اونسے صلح اسطرحپر کر لی جسطرحپر اہل دمشق کی تھی۔ پھر ابو عبیدہ حماۃ کیطرف گیا۔ قاضی جمال الدین ابن واصل اپنی تاریخ میں جس سے ہمنے یہ نقل کی ہے یہ کہتا ہے کہ شہر حماۃ درمیان زمانہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک بڑا شہر تھا اور کہتا ہے کہ بیچ ذکر اس شہر کا ہمراہ اخبار داؤد اور سلیمان علیہ السلام کے درمیان اون کتب سلاطین کے پایا جو یہودیوں کے پاس موجود ہیں اور ایسا ہی وہ شہر یونانیوں کے زمانہ میں تھا مگر زمانہ فتوح میں اور قبل اوس زمانہ کے وہ شہر اور شیرز دونو چھوٹے تھے اور شہر حمص دار المملکت اون بلاد کے تھا چنانچہ امراء القیس نے بھی اپنے قصیدہ میں اسکا ذکر کیا ہے جبکہ ابو عبیدہ حماۃ پر پہونچا اوسوقت رومی لوگ جو اوسمیں تھے

طالب صلح ہوکر آئے اور جزیہ دینا قبول کیا اور خراج زمین پر بھی مقرر کرکے صلح کر لی اور وہ جو اونکا بڑا معبد و بتخانہ تھا اوسکی جامع مسجد بنائی گئی جسکو جامع السوق کہتے ہیں پھر اوسکی تجدید بھی درمیان خلافت مہدی کے جو خلفاء عباسیہ سے گذرا ہے ہوئی تھی اور اوسکی ایک تختی پر یہ لکھا ہوا تھا کہ اس بازار کی پھر تجدید ہوئی ہے خراج حمص سے پھر ابوعبیدہ شیزر میں گیا اور وہاں کے باشندوں سے صلح ہوگئی جیسی باشندگان حمات سے صلح ہوئی تھی اور اسطرح پر باشندگان معرۃ سے صلح ہوئی پہلے زمانہ میں اوسکو معرۃ حمص کہتے تھے۔ پھر معرۃ نعمان ابن بشیر الانصاری کہنے لگے کیونکہ یہ شہر معرۃ مع حمص کے درمیان ایام خلافت معاویہ کے اسی نعمان ابن بشیر کے پرگنات میں تھا۔ پھر ابوعبیدہ لاذقیہ میں گیا اور اوسکو بھی بزور شمشیر فتح کیا۔ بعدازاں جبلہ اور انطرطوس فتح کیا۔ بعدازاں ابوعبیدہ قنسرین کی طرف گیا جب اوس جا خالد ابن ولید اور ابوعبیدہ پہنچے اوس میں بہت رومی لوگ چھپے ہوئے بیٹھے تھے اونسے خوب لڑائی ہوئی مگر فتح مسلمانوں کی رہی۔ آخرکار وہاں کے باشندگان نے صلح منظور کی موافق اہل حمص کے۔ ابوعبیدہ اور خالد نے اونسے کہا کہ صلح منظور ہے مگر اس شہر کو ہم ویران کرینگے چنانچہ یہی ہوا کہ وہ ویران کردیا گیا بعدازاں حلب اور انطاکیہ اور منبج۔ اور دلوک اور سرمین اور تیزین اور عزاز فتح کئے اور ان اطراف سے شام پر غالب آگئے پھر خالد مرعش کو گیا اوسکو فتح کیا اور وہاں کے باشندوں کو جلاوطن کرکے تمام شہر ویران کردیا اور قلعہ الحدث کو فتح کیا جس سال یہ شہر فتح کئے تھے وہ پندرہواں سال بعضے کہتے ہیں سولہواں سال تھا ہرقل بایوس ہوکر ملک شام سے الرہا کی راہ کو ہوکر قسطنطنیہ کو چلا گیا مگر تھوڑی دور جاکر پھر شام کی طرف متوجہ ہوکر یہ کہا:

السلام علیک یا سوریا یہ سلام رخصت کا ہے اب کوئی رومی تیرے پاس کبھی نہ آویگا مگر خائف دل ولرزاں۔ ہاں اگر کوئی کمبخت بچہ پیدا ہوا ورکاش کہ وہ بھی پیدا نہ ہو کیونکہ تو نے رومیوں کے ساتھ ایسا فتنہ برپا کیا ہے۔ پھر قیساریہ اور صبصطیہ فتح کیا اسی شہر میں حضرت یحییٰ بن ذکریا کی قبر ہے اور نابلس اور لد اور یافا یہ سب شہر فتح کئے اور بیت المقدس کا مدت تک محاصرہ کئے رہا انجام کار بیت المقدس والوں نے ابوعبیدہ سے کہا کہ مثل اہل شام کے ہم سے صلح کرلو بشرطیکہ عمر ابن الخطاب ہم سے صلح کریں۔ ابوعبیدہ نے یہ حال حضرت عمرؓ کو لکھ کر بھیجا چنانچہ حضرت عمرؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ پر خلیفہ بنا کر آپ یہاں تشریف لائے واضح ہو کہ اسی سال ۱۵ھ ہجری میں حضرت عمر ابن الخطاب

نے منشی اور دیوان مقرر کئے اور انعام اور بخشش سلمانوں کیواسطے مقرر کئے پہلے اس سے کسی کو کچھ نہ ملتا تھا بجز مال غنیمت کے بعضے کہتے ہیں سنہ۲۰ ہجری میں مقرر ہوئے اس تفصیل سے حضرت عباسؓ چچا رسول اللہ کے لئے پچیس ہزار۔ پھر جو قریب رشتہ دار رسول اللہ کا تھا اوسکے لئے بہت عطیات مقرر کئے۔ اور اہل بدر کیواسطے پانچہزار اور جو شخص بعد اونکے تھا اصحاب حدیبیہ اور بیعت رضوان تک چار چار ہزار۔ پھر جو اونکے پیچھے تھا اونکے لئے تین ہزار۔ اور اہل قادسیہ اور یرموک والوں کو ایک ایک ہزار۔ اور اونکے جو پیچھے تھے اونکو پانسو۔ پھر تین سو۔ پھر ڈہائی سو۔ پھر ڈیڑہ سو اسیطرح پر تنخواہیں انعاموں کی مقرر ہوئیں مخفی نہ رہے کہ درمیان اسی سن یعنی سنہ۱۵ ہجری میں جنگ قادسیہ ہوئی تھی اس لڑائی میں سعد ابن ابی وقاص عجمیوں سے لڑا۔ اور اہل عجم کا سپہ سالار رستم پہلوان تھا اس لڑائی میں درمیان سلمانوں اور عجمیوں کے بہت کُشت خون ہوا اول روز کو یوم اغواث کہتے ہیں۔ دوسرے روز جو لڑائی ہوئی وہ یوم خماس تھا تیسری رات لیلتہ الہریر کہلاتی ہے کیونکہ اس رات کو کلام نہیں کی تھی بلکہ وہ چپ چاپ تھی جب صبح ہوئی اوسوقت لڑائی شروع کی اور دوپہر تک کُشت وخون ہوتا رہا۔ اور پھر ہوا تند یعنی آندہی چلی اوسوقت سب مشرکین غبار میں چھپ گئے اسی سبب سے کفار کو شکست ہوئی اور غبار رستم کے تخت تک پہنچا چنانچہ رستم تخت پر کھڑا ہو گیا اور اون خچروں کے پیچھے چھپ گیا جسپر کسریٰ نے مال لاد کر واسطے خرچ کے بھیجا تھا جبکہ رستم پر حملہ ہوا اوسوقت رستم بھاگا۔ اور ہلال ابن علقمہ نے دوڑ کر پیر اوسکا پکڑ کر قتل کر ڈالا پھر عجم کے لشکر میں آکر بہت آدمی قتل کئے پھر سعد نے وہاں سے کوچ کر کے دجلہ کیغرب کی طرف نہر شیر پر جا کے ایوان کسریٰ پر ڈیرہ کیا جب سلمانوں نے کسریٰ کے محل دیکھے بہ سبب عظمت کے بہت تعجب کیا اور کہا کہ یہی محل کسریٰ کے ہیں جنکی فتح کا وعدہ رسول خداؐ نے کیا تھا۔

اب شروع ہوا سولہواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال یعنی سنہ۱۶ ہجری کے سعد نہر شیر پر چند ایام ماہ صفر کے کاٹ کر ہمراہ سب مجاہدین کے دجلہ پار اوتر آیا اور فارسی لوگ مداین سے حلوان کیطرف جو اونکے ہاتھ آیا لیکر بھاگ گئے اور سلمانوں نے مداین میں داخل ہو کر جسکو پایا مار ڈالا۔ اون جا ایک محل سفید تھا اوس کا

محاصرہ کیا اوس محل میں سعدؓ فروکش ہوئے اور محل کسریٰ کو جامع مسجد بنایا وہاں نمازیں پڑھنی
شروع ہوگئیں۔ جتنا مال سونا چاندی برتن کپڑے بیشمار ہاتھ آئے اونکو ضبط کیا۔ ایک مسلمان کو ایک
خچر پانی میں بہتا ہوا ملگیا اوس خچر پر کسریٰ کا تاج اور ٹپکا اور زرہ اور سوا اسکے اور اسباب پوشاک
لدا ہوا تھا وہ سب اسباب مرصع بجواہر تھا۔ سوا اسکے اور اشیاء جو مسلمانوں کو اسجگہ سے ہاتھ آئیں وہ
بیشمار ہیں سب کا لکھنا موجب طوالت ہے۔ چنانچہ ایک فرش کسریٰ کا ہاتھ لگا تھا جو ساٹھ گز لمبا اور
ساٹھ گز چوڑا تھا مسلمان لائے وہ بچھونا روضہ کی ہئیت پر تھا جواہرات سے اوس میں تصویریں کلیوں
اور شگوفجات کی سونے کی ڈنڈیوں پر بنی ہوئی تہیں سعدؓ نے وہ اپنے اصحاب سے لیکر حضرت عمرؓ کے پاس روانہ
کردیا حضرت عمرؓ نے اوسکو قطع کرکے سب مسلمانوں پر تقسیم کردیا۔ چنانچہ اوسمیں کا ایک ٹکڑا جو حضرت
علیؓ ابن ابی طالب کے حصہ آیا تھا وہ بیس ہزار درہم کو بکا تھا۔ سعدؓ نے مداین میں قیام کرکے لشکر مسلمانوں
کا جلولا پر روانہ کیا اور بجائے فارسی لوگ سب مجتمع تھے چنانچہ بیشمار مقتول ہوئے اور مسلمانوں کی
فتح ہوئی۔ اس لڑائی کا نام جنگ جلولا تھا اون ایام میں یزدگرد پہلوان حلوان میں تھا وہ مسلمانوں
کی فتح کی خبر سنکر وہاں سے نکلکر چلا گیا۔ مسلمانوں نے حلوان کو بھی فتح کیا اور اوسپر بھی غالب آئے پھر
مسلمانوں نے تکریت اور موصل فتح کی۔ بعد ازاں ماسنداں زور وزبردستی لیلیا اور اسیطرح شہر
قرقیسیا فتح ہوا۔ درمیان اسی سنہ یعنی سنہ ۱۶ ہجری میں جبلہ بن الایہم حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ کے
پاس آیا تھا اور بڑی شان شوکت سے شہر میں داخل ہوا کیونکہ اوسکے آگے آگے کوتل گھوڑے سجائیں
لئے ہوئے چلے جاتے تھے اور سب پاجامہ دیبا پہن ہے تھے بعد ازاں حضرت عمرؓ اسی سال
میں حج کو تشریف لے گئے اور جبلہ نے بھی حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کیا ایسا اتفاق ہوا کہ جبلہ طواف کررہا
تھا کوئی شخص قوم فزارہ کا جبلہ کے کپڑے کو چھوکر نکلا جبلہ نے ایک گھونسا اوسکی ناک پر ایسا مارا کہ ناک
اوسکی بیٹھ گئی وہ فزاری حضرت عمرؓ کے پاس فریادی ہوکر آیا۔ حضرت عمرؓ نے جبلہ کی طلبی کی اور کہا کہ فد
دے اپنی جان کا والا نہ حکم کرتا ہوں کہ وہ بھی گھونسا ایسا ہی تیرے مارے۔ جبلہ نے کہا کہ یہ کیونکر ہو
ہے میں بادشاہ ہوں یہ ایک بازاری آدمی ہے۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد کیا کہ اسلام نے تم دونوں کو
برابر اور مستوی کیا ہے درمیان حد کے یہ نہیں ہوسکتا کہ بادشاہ پر حد جاری نہ ہو اور بازاری پر ہو
جبلہ نے کہا کہ میں تو یہ خیال کرتا تھا کہ مسلمان ہوکر میری عزت زیادہ ہوجاویگی زمانہ جاہلیت سے

حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ بات جانے دو ایسی نہ سوچو۔ جبلہ نے کہا میں نصارائی ہو جاتا ہوں۔
حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تو نصارائی ہو جاویگا تو میں تیرا سر اڑا دونگا۔ جبلہ نے کہا کہ اچھا تم میری انتظاری
کیجئے چنانچہ جب رات آئی جبلہ اپنے سوار اور گھوڑے اور گاڑی لدوا کر ملک شام کو چلدیا اور وہاں سے
قسطنطنیہ میں گیا اور ماسوا اسکے پانسو آدمی اوسکی قوم کے ہمراہ ہوگئے وہ سب لوگ بھی نصارائی ہوگئے
ہرقل کو بہت خوشی ہوئی اوسنے بہت اکرام اور اعزاز اوسکا کیا۔ مگر پھر جبلہ کو ندامت ہوئی اپنے فعل پر
اور یہ شعر کہے جنکا ترجمہ یہ ہے (نصارائی ہوگئے اشراف شرمندگی ایک گھونسے کی سے اور حالانکہ نہ
تھا اوسمیں کچھ ضرر اگر میں صبر کرتا حفاظت کی مینے اپنی اوس گھونسے سے بہ سبب شان اور نخوت کے اور
حالانکہ بدلا لینا اچھی آنکھ کو کالی آنکھ سے۔ کاشکے میری ماں نہ جنتی مجھکو۔ اور کاشکے رجوع کرتا میں طرف
قول عمرؓ کے۔ بعد ازاں ایک قاصد حضرت عمرؓ کا جو ہرقل کے پاس گیا اوسنے دیکھا کہ جبلہ بہت چین سے نعمت
میں ہے اوسکے ہاتھ جبلہ نے پانسو دینار حسان بن ثابت انصاری کیواسطے بھجوائے وہ دینار حضرت
عمرؓ نے اوسکے پاس بھجوائے حسان بن ثابتؓ نے اوسکی مدح میں شعر کہے ہیں جنکا ترجمہ کچھ ضرور نہیں۔

اب شروع ہوا سترھواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال کے شہر کوفہ کی تخطیط کی گئی یعنی بنیاد پڑی اور حضرت سعدؓ نے آنکر چھاونی
وہاں ڈالی۔ اور اسی سال میں حضرت عمرؓ نے عمرہ باندھا اور بیس روز مکہ میں قیام کیا اور مسجد حرام کو وسیع
کیا اور جن لوگوں نے اوس سے بیعت نہ کی تھی اونکے گھر فروخت کرکے قیمت اوسکی بیت المال میں
داخل کی۔ اور ام کلثوم بیٹی علیؓ اور فاطمہؓ کی سے نکاح کیا اور اسی سال میں مغیرہ ابن شعبہ پر جو واردات
گذری اوسکا حال یہ ہے کہ مغیرہ کو حضرت عمرؓ نے بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ اور جس مکان میں مغیرہ
رہتا تھا اوسمیں ایک کھڑکی تھی اوسکے مقابل ایک دوسرے مکان کی کھڑکی تھی مغیرہ اپنی کھڑکی میں
بیٹھا ہوا تھا مگر وہ بند تھی اور دوسری کھڑکی ابو بکرہ غلام نبیؐ کا اور ایک بھائی اوس غلام کا مادر زاد
مسمی زیاد اور نافع ابن کلدہ۔ اور شبل بن معبد یہ چار شخص بیٹھے ہوئے تھے بہ سبب چلنے ہوا کے وہ
کھڑکی کا ایک کواڑ کھل گیا ان چاروں نے مغیرہ کو دیکھا کہ وہ ام جمیل بیٹی ارقم سے جو قبیلہ عامر ابن
صعصعہ کی تھی جماع کر رہا اون چاروں مردوں نے یہ لکھ کر حضرت عمرؓ کو خبر دی اونہوں نے مغیرہ

کو معزول کیا اور ابا موسیٰ الاشعری کو بصرہ کا والی کیا اور گواہوں کو طلب کیا جب وہ گواہ دربار میں
حضرت عمرؓ کے حاضر ہوئے ابوبکرہ۔ نافع۔ شبل ان تینوں نے مغیرہ پر زنا کرنے کی گواہی دی مگر
زیاد بن ابیہ نے اچھی صاف گواہی نہ دی حضرت عمرؓ نے قبل گواہی دینے زیاد کے یہ فرما دیا تھا
کہ ایک آدمی سے مجھکو امید ہے کہ بسبب اوسکے ایک صحابی رسول اللہ کا جان سے بچ جاوے اسلئے
زیاد نے یہ گواہی دی کہ مینے اوسکو دونوں ٹانگوں میں عورت کے بیٹھے ہوئے دیکھا اور اوس عورت کے
دونوں پیر اوپر کو ایسے اوٹھے ہوئے تھے جیسے دو کان گدہے کے کھڑے رہتے ہیں اور اوسکا سانس
بھی چڑھ رہا تھا اور چوتڑ اولٹ رہے تھے ذکر کھڑا تھا اور سوا اسکے میں نہیں جانتا حضرت عمرؓ نے
فرمایا کہ تو نے اسطرح بھی دیکھا جیسے سلائی سرمہ دانی میں جاتی ہے اوسنے کہا نہیں پھر پوچھا کہ عورت
کو پہچانتا ہے اوسنے کہا نہیں لیکن ایسی ہی عورت تھی جیسی یہ حاضر ہے یہ اظہار حضرت عمرؓ نے سنکر
اون تین گواہوں کے حق میں یہ حکم دیا جنہوں نے زنا کی گواہی دی تھی کہ انپر حد قذف کی جاری کی
جائے۔ زیاد ابی بکرہ کا مادر زاد بھائی تھا اوسنے پھر زیاد سے پھر کبھی کلام نہ کی کیونکہ اوسپر حد قذف
اوسکے اظہار سے عاید ہوئی تھی اسی سال میں مسلمانوں نے اہواز کو فتح کیا اس ملک پر ہرمزان
متولی ہو رہا تھا یہ شخص امرا کبار فارس سے تھا پھر مسلمانوں نے رام ہرمز اور تستر فتح کیا۔ اور ہرمزان قلعہ
میں محصور ہو گیا مسلمانوں نے اوسکا بھی محاصرہ کیا یہانتک کہ اوسنے کہا کہ میں صلح چاہتا ہوں جسطرح سے
حضرت عمرؓ ارشاد کرینگے چنانچہ مسلمانوں نے اوسکو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجدیا ہمراہ اونہیں میں سے
انس بن مالک اور احنف بن قیس بھی گئے جب لوگ مدینہ منورہ میں پہنچے اپنے لباس دیبا مطلا کے
تن پر آراستہ کئے اور سر پر اپنے تاج جو مرصع یاقوت اور جواہر سے تھا حضرت عمرؓ کے اور مسلمانوں کے
دکھلانے کو رکھا اور پوچھا کہ حضرت عمرؓ کہاں ہیں اونکو ڈہونڈا وہ نہ ملے جب لوگوں سے پوچھا اونہوں
نے کہا کہ مسجد میں ہونگے وہ مسجد میں آئے دیکھا کہ حضرت عمرؓ سونے میں ذرا فرق سے بیٹھ گئے۔ ہرمزان
نے حضرت عمرؓ کو سوتے ہوئے دیکھکر کہا کہ کہاں ہے وہ عمرؓ لوگوں نے کہا کہ یہ ہیں اوسنے کہا کہ نگہبان
اور دربان اوسکے کہاں ہیں لوگوں نے کہا کہ انکے نہ کوئی دربان نہ کوئی محافظ۔ یہ سبب انبوہ آدمیوں
کے حضرت عمرؓ کی بھی آنکھ کھل گئی آپنے ہرمزان کو دیکھا ارشاد کیا کہ حمد ہے اوس خدا کو جسنے ذلیل کیا
بسبب اسلام کے اس جیسے کو پھر حکم کیا کہ اوسکا لباس اوتار لو چنانچہ اوسکا لباس سب اوتار لیا اور موٹے

کپڑے اوسکو پہننے کو ملے - حضرت عمرؓ نے اوس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ کیسا حال دیکھا تو نے انجام عذر کا اور انجام خدا کے کام کا - ہرمزان نے کہا کہ ہم لوگ نے مانہ جاہلیت میں جبکہ میدان کر وایا خدا نے ہمکو تم پر غالب کیا - اسی نہج بڑی دیر تک آپس میں کلام رہی - ہرمزان نے پانی واسطے پینے کے مانگا پانی پی کر پھر ہرمزان بولا کہ مجھکو یہ خوف ہے ایسا نہ ہو پانی پیتے ہی پیتے تو مجھکو قتل کرڈالے - حضرت عمرؓ نے ارشاد کیا کہ کچھ خوف نہ کر جب تک تو پانی نہ پی لیگا قتل نہ کرونگا - جب ہرمزان نے یہ کر لیا فوراً پانی کا برتن ہاتھ میں لیکر زمین پر ڈالدیا وہ پیالہ ٹوٹ گیا - حضرت عمرؓ نے اوسکے قتل کرنے کا ارادہ کیا صحابہ نے عرض کی کہ آپ فرما چکے ہیں کہ جبتک تو پانی نہ پی لیگا تجھکو کچھ خوف نہیں اور یہ معنے امن کے ہیں خلاف عہد نہ کیجئے کیونکہ اسنے ابھی پانی نہیں پیا ہے آخر کار یہ ہوا کہ ہرمزان مسلمان ہو گیا اور حضرت عمرؓ نے اوسکے واسطے دو ہزار دینار مقرر کئے درمیان سال اٹھارہ ہجری کے درمیان مدینہ اور حجاز کے بڑا قحط پڑا تھا مگر حسن سعی اور تدبیر حضرت عمرؓ کی بہت کام آئی کیونکہ حضرت عمرؓ نے تمام اطراف میں لکھ بھیجا کہ مدینہ میں چونکہ قحط بہت شدت سے ہے تم لوگ ہماری مدد جو کچھ ہو سکے کرو چنانچہ ابو عبیدہ ملک شام سے چار ہزار اونٹ اناج کے لائے حضرت عمرؓ نے وہ سب اناج مسلمانوں میں تقسیم کر دیا یہانتک کے مدینہ میں گونہ ارزانی ہو گئی - مگر جب قحط نے لوگوں کو بہت ہی ستایا اوسوقت حضرت اپنے ہمراہ حضرت عباسؓ کو لیکر شہر کے باہر نکلے اور نماز استسقا کی ادا کی حضرت عباسؓ نے دعا استسقا کی چاہی تھی وہ ایسی مستجاب ہوئی کہ مراجعت نہ کرنی پائی تھی کہ بادل آ پہنچے اور مینہ برسنے لگا اوسوقت لوگوں کا یہ حال تھا کہ حضرت عباسؓ کے دامن بسبب برکت اور میمنت کے چھوتے اور آنکھوں کو لگاتے تھے اور درمیان اسی سال یعنی ۱۸ھ ہجری کے ایک وبا جسکو طاعون عمواس کہتے ہیں ملک شام میں ظاہر ہوئی - اسی وبا میں ابو عبیدہ بن الجراح جنکا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح الفہری ہی فوت ہوئے یہ صحابی بھی ایک اون دس اصحابیوں میں سے ہے جو عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں اوسکی وفات کے بعد معاذ ابن جبل انصاری اونکا خلیفہ مقرر ہوا وہ بھی اوسی وبا میں راہی ملک بقا ہوئے - اونکے بعد عمرو بن العاص اوسکا خلیفہ ہوا اس وبا میں پندرہ ہزار آدمی فوت ہوئے یہ وبا ایک مہینہ کامل رہی اسی سبب سے دشمن مسلمانوں کے اونکے ملکو نپر طمع کرنے لگے تھے - پھر بصرہ میں یہ وبا جسطرح یہاں پھیل رہی تھی پھیل گئی - اسی سال میں حضرت عمرؓ شام کو تشریف لے گئے اور جتنے آدمی وہاں

مرگئے تھے اونکی میراث تقسیم کرکے ماہ ذیقعدہ میں مراجعت کی۔

اب شروع ہوا سنہ انیس ۱۹ اور بیس ۲۰ ہجری

درمیان اس سال کے مصر اور اسکندریہ عمرو بن العاص۔ اور زبیر بن العوام کی معرفت فتح ہوا۔ یہ دونو شخص درمیان شہر عین شمس کے جو کہ قریب مطریہ کے ہے اوترے تھے اور اس میں اون مخالفین کے گروہ اکٹھے تھے چنانچہ وہ فتح کیا۔ اور عمرو ابن العاص نے ابرہہ بن الصباح کو فرما کیطرف روانہ کیا اور اپنا خیمہ اوس مقام پر کیا جو بالفعل جامع عمرو درمیان مصر کے کہلاتا ہے۔ اور مصر میں نشان کرکے اپنے خیمہ کی جائے ایک بازار بنایا جو جامع عمرو بن العاص مشہور ہے۔ پھر اسکندریہ کیطرف متوجہ ہوا۔ اوسکو بھی بعد جنگ و جدل کے بزور فتح کیا۔ اور اسی سال یعنے سنہ ۲۰ ہجری میں بلال ابن رباح موذن رسول اللہ کا فوت ہوا۔ یہ شخص غلام تھا حضرت ابا بکر صدیق رض کا۔ اور اسکی والدہ کا نام حمامہ تھا۔ یہ شخص اون لوگوں میں سے ہے جو حبشے میں پیدا ہوئے۔ اُسنے بعد مسلمان ہونے ابوبکر صدیق رض کے اسلام اختیار کیا تھا۔ اور بعد انتقال سرور کائنات کے پھر اوسنے اذان نہیں کہی بلکہ ابوبکر صدیق رض سے اوسنے سوال کیا تھا کہ مجھکو جہاد کا حکم دیجیے۔ ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ تو میرے پاس قیام کر چنانچہ تا خلافت حضرت عمر رض مقیم رہا۔ بعد خلافت حضرت عمر کے اوسنے کہا کہ مجھکو جہاد کا حکم دیجیے چنانچہ دمشق میں آکر تا وفات اقامت اختیار کی اور باب صغیر کے پاس مدفون ہوئے۔

اب شروع ہوا اکیسواں ۲۱ سال ہجری نبوی کا

اس سال میں جنگ نہاوند ہمراہ عجمیوں کے واقع ہوا تھا۔ عجمی لوگوں کی ڈیڑہ لاکھ آدمی کی جمعیت تھی اور سپہ سالار اونکا فیرزان تھا۔ بعد وقوع جنگ ہائے شدید کے درمیان عجمیوں اور مسلمانوں کے یہ ہوا کہ مسلمانوں نے عجمیوں کو شکست دی اور قتل کیا اور سپہ سالار لشکر کا فیرزان بھاگ نکلا جبکہ وہ ثنیہ الہمذان میں جو کہ ایک گھاٹی ہے درمیان پہاڑ کے ہے پہنچا خچر بھری ہوئی شہد کی سامنے سے آتی دیکھکر طاقت گذرنے کی نہ پاکر لاچار گھوڑے پر سے اُترکے پیدل پہاڑ میں بھاگ کر گیا لیکن

قعقاع نے پیادہ پا اوسکا تعاقب کیا اور قتل کرکے چھوڑا۔ اور سروز مسلمانوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخالفوں کو شہد سے ہی مارتا ہے اور اسی سال میں دینور۔ اور صیمرہ اور ہمدان اور اصفہان فتح ہوئے۔ اور اسی سال میں خالد ابن ولید فوت ہوا مگر اوسکے موضع قبر میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں حمص میں مدفون ہوا بعضے کہتے ہیں مدینہ میں۔

اب شروع ہوا بائیسواں سال ہجری نبوی کا

اس سال میں آذربیجان اور رے۔ اور جرجان اور قزوین اور زنجان۔ اور طبرستان یہ ملک فتح ہوئے اور اسی سال میں عمرو بن العاص شہر برقہ پر گیا وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینے پر صلح کرلی۔ پھر طرابلس کی طرف جو غرب میں ہے وہاں گیا اوسکا محاصرہ کیا اور اوسکو بزور شمشیر فتح کیا۔ اور اسی سال میں احنف بن قیس نے ملک خراسان پر جنگ کی اور یزدگرد لڑا اور ہرات بزور شمشیر مسلمانوں کے قبضہ میں آئی پھر طرف مرو روذ کے گیا یزدگرد نے ترکستان کے بادشاہ کو اور بادشاہ صغد اور بادشاہ چین کو واسطے اپنی مدد کے لکھا اور شکست پاکر یزدگرد تنہا جان بچا کر بھاگ گیا اوسکے لشکر نے جتنا اوسکا خزانہ تھا سب لوٹ لیا اور یزدگرد معہ ترکوں کے چند آدمی ہمراہ لیکر فرغانہ میں تا زیست اپنی مقیم رہا اور لشکر اوسکا جہاں جہاں تھا وہیں رہا اور مسلمانوں سے سب نے صلح کرلی اور اسی سال میں ابی ابن کعب بن قیس جو اولاد ملک بن النجار سے ہے فوت ہوا۔ اسکی کنیت ابا منذر تھی یہ ایک منشی رسول خداؐ کا تھا جسکو رسول خداؐ نے یہ ارشاد کیا تھا کہ اے ابی میرے بعد میری امت کو تعلیم دینا وہ سنہ ۳۰ ہجری میں درمیان خلافت حضرت عثمانؓ کے فوت ہوا۔

اب شروع ہوا تئیسواں ۲۳ سال ہجری نبوی کا

بیان حضرت عمرؓ ابن الخطاب کے شہید ہونیکا

واضح ہو کہ درمیان اسی سال ۲۳ھ ابولولو نے جسکو فیروز بھی کہتے ہیں حضرت عمرؓ ابن الخطاب کے درمیان نماز فجر کے پہلو میں زیر ناف خنجر مارا۔ یہ واقعہ چھٹی تاریخ ماہ ذوالحجہ کو درمیان سال مذکور کے

کے ہوا چنانچہ ہفتہ کے روز ذوالحجہ کی سلخ کو وفات پائی اور روز یکشنبہ سنہ ۲۴ ہجری میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے کل دس برس چھ مہینے آٹھ دن خلافت کی قبر انکی پاس پیغمبر خداؐ اور ابو بکر صدیقؓ کے ہے۔ بروقت وفات کے حضرت عمرؓ خلافت کے باب میں یہ ارشاد کر گئے تھے کہ حضرت علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ جس سے راضی ہوں وہ شخص امیر المومنین مقرر ہو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے عبد الرحمن بن عوف سے درباب خلیفہ ہونیکے کہا اونے انکار کیا۔ حلیہ حضرت عمرؓ کا یہ ہے لنبا قد سفید رنگ تھے شروع سر پر بال نہ تھے عمر پچپن ۵۵ برس کی پائی بعضے کہتے ہیں ساٹھ ۶۰ برس کی اور بعض ترسٹھ ۶۳ بتلاتے ہیں۔ اور فضیلت اور زہد اور انصاف اور شفقت میں تمام مسلمانوں پر حظ وافی رکھتے تھے چنانچہ ایک روز کا حال ہے کہ عمرؓ عبد الرحمن بن عوف کے پاس تشریف لائے اور وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عبد الرحمن نے کہا کہ اے امیر المومنین آج رات کو اسوقت آنیکا کیا سبب ہے آپ نے ارشاد کیا کہ چند مسافر بازار میں اُترے ہوئے ہیں مجھکو یہ خوف ہے کہ کوریہ کے چور اونکا مال نہ چورا کر لیجائیں تو بھی میرے ساتھ چل تاکہ ہم سب کی نگہبانی کریں چنانچہ دونوں بازار میں آئے اور ایک طرف زمین پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے اونکے مال کی حفاظت فرماتے رہے اور حضرت عمرؓ ہی کا نام اول امیر المومنین رکھا گیا ہے اور اول سے اسی شخص نے تاریخ نکالی۔ اور سنہ ہجری کی تاریخ اسی نے مقرر کی اور رات کی نگہبانی بھی حضرت عمرؓ ہی نے نکالی۔ اور امہات اولاد کی بیع کی اونہوں نے ممانعت کی۔ اور نماز جنازہ لوگوں کو چار تکبیریں پڑھنی انہوں نے سکھلائیں قبل اونکے چار یا پانچ یا چھ تکبیر کہتے تھے اور امامت سے تراویح کے پڑھنے کا حکم بھی درمیان رمضان مبارک کے اونہوں نے دیگر تمام اطراف و بلاد میں جاری کروایا۔ اور اول ہی اول دُرہ بھی اونہوں نے اُٹھایا اور دُرہ سے لوگوں کو مارا اور دیوانات کی تدوین کی۔ اور بارہ پیوندوں کا پاجامہ پہن کر خطبہ پڑھا اور ایک دفعہ درمیان کسی حج کے جب ضجنان پر گذرے جو کہ درمیان حضرت موت کیطرف مکہ کے ایک موضع واقع ہے وہاں جاکر لا الہ الا اللہ کہکر یہ فرمایا کہ دیتا ہے اللہ جسکو جو چاہے اس جنگل میں درمیان ایک زمانہ کے اونٹ خطاب کے میں چرایا کرتا تہا جب میں کوئی قصور کرتا تہا وہ مجھکو ڈرایا کرتا تھا اور مارا کرتا تھا۔ اب میں وہ رتبہ پایا کہ ایسا کسی کو میسر نہیں ہوا میرے اور خدا کے درمیان اب کوئی نہیں رہا واسطہ۔ اور فضائل انکے اتنے ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔

اب شروع ہوا چوبیسواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال کے بعد وفات حضرت عمرؓ کے اہل شوریٰ جمع ہوئے وہ لوگ یہ تھے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمرؓ۔

یہ اسواسطے کہ حضرت عمرؓ نے بر وقت وفات کے یہ کہدیا تھا کہ میرے بیٹے عبداللہ کو بھی رائے میں شریک کرلینا اگرچہ خلافت میں اوسکا کچھ حصہ نہیں ہے۔ صرف رائے میں شریک ہے۔ الغرض درمیان اون لوگوں کے بہت گفتگو رہی یعنی تین دن گذر گئے۔ آخرش تنگ ہو کر یہ تجویز کی کہ اب چوتھا روز گذرنے نہ پاوے امیر المومنین مقرر کرلینا چاہیے اور اگر تم میں کچھ اختلاف ہو تو جسکو عبدالرحمن خلیفہ کردے اوسکے ہمراہ تم بھی منقاد و تابع ہو جاؤ۔ یہ حال سُنکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عباسؓ کے پاس گئے اور کہا کہ خلافت مجھ سے گئی کیونکہ سعد عبدالرحمن کی مخالفت ہرگز نہ کریگا اسلیے کہ وہ اوسکے چچا کا بیٹا ہے اور عبدالرحمن خسر ہے حضرت عثمانؓ کا۔ وہ دونوں ہی مختلف نہ ہونگے پھر تقدیر یہی لوگ آپس میں ایک دوسرے کو خلیفہ کرلینگے حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ آپکے مقدمہ میں نہیں بولتا لیکن جبکہ اب آپ مجھ سے صلاح لینے آئے ہیں قبل وفات رسول اللہ صلعم کے تم سے نہیں کہا تھا کہ بابت خلافت میں اسوقت حضرت سے پوچھ لو کہ خلافت کس سے متعلق رہیگی تو نے انکار کیا اور میرا کہنا نہ مانا بعد ازاں جبکہ حضرت عمرؓ نے تم کو بھی اہل شوریٰ میں مقرر کیا اوسوقت بھی میں نے کہا تھا کہ تم اونکے معاملہ کنندوں میں داخل نہ ہو مجھکو یقین ہے کہ اس گروہ کو چین نہ آویگا جبتک کہ یہ خلافت کام ہم سے نہ رفع کردیں جب کوئی اور شخص انپر مسلط ہوگا اوسوقت چپ بیٹھیں گے خدا کی قسم اسکے اوپر ایک شخص ظالم مسلط ہوگا۔ بعد ازاں یہ ہوا کہ عبدالرحمن نے آدمیوں کو جمع کیا۔ آپنے خلافت سے دست بردار ہو کر حضرت علیؓ کو بلایا اور کہا کہ اے علیؓ خدا کے عہد اور وعدہ کو لازم جانکر اوسکی کتاب یعنی قرآن اور سنت یعنی حدیث رسول اللہ پر عمل کرنا اور دونوں خلیفوں کی خصلت پر چلنا۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ مجھکو یہی امید ہے کہ اپنے علم اور طاقت کے موافق عمل کرونگا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو بلایا اور اوس سے بھی وہی حال جو حضرت علیؓ سے بیان کیا تھا سب کہا اور سر اپنا مسجد کی چھت کیطرف اوٹھا کر اور ہاتھ حضرت عثمانؓ کا پکڑکر یہ کہا کہ اے پیغمبر خدا تو دانا و بینا ہے میرا گواہ رہ بیعت اپنی گردن کا بوجھ عثمانؓ

کی گردن پر رکھدیا یہ کہکر بیعت کر لی اوسوقت حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ یہ وہی روز اول ہے جس روز کہ فتنے بظاہر ہو کہلانے کو ہم سے ایسی باتیں ظاہر کی تھیں قسم ہے خدا کی حضرت عثمانؓ کو تو نے اسواسطے والی کیا ہے کہ تاکہ خلافت تیری طرف عاید ہو اور اللہ تعالیٰ ہر روز جو چاہتا ہے سو کرتا ہے عبد الرحمن کہنے لگا کہ اے علیؓ تو اپنے نفس پر کچھ حجت اور راہ مت ٹھہرا۔ اُسوقت حضرت علیؓ یہ فرماتے ہوئے کہ قریب ہے وہ بھی مرجاویگا چلے گئے۔ یہ حال دیکھکر مقداد بن الاسود نے عبد الرحمن سے کہا کہ قسم خدا کی تو نے حضرت علیؓ کا اونکو حق نہ دیا حالانکہ یہ شخص اون لوگوں میں سے ہے کہ اوسکا حق پورا دینا چاہیئے اور اوسکا انصاف کرنا چاہیئے تھا اوسنے جواب دیا کہ اے مقداد مینے بھی بہت کوشش اس امر کی مسلمانوں میں کی لیکن وہ نہ مانیں تو کیا کروں مقداد بولا کہ مجھکو بہت تعجب آتا ہے قریش سے کہ اونہوں نے ایسے شخص کو منظور نہ کیا میں تو کبھی یہ نہ کہوں گا میرے نزدیک کوئی مرد اس سے بہتر عدل اور علم میں نہیں ہے عبد الرحمن نے کہا کہ اے مقداد خدا سے ڈر ایسا نہ ہو کہ تو کسی فتنہ میں گرفتار ہو جاوے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے جب اپنے اقارب اور رشتہ دار کو ملکوں پر مسلط کیا اوسوقت عبد الرحمن بن عوف سے لوگوں نے کہا کہ یہ سب تیری کرتوت ہیں اوس نے کہا کہ میں اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن میں اس سے کبھی کلام نہ کرونگا چنانچہ عبد الرحمن حضرت عمرؓ کی جدائی میں مرگیا۔ ایکدفعہ بیمار پرسی کے واسطے حضرت عثمانؓ گئے تھے وہ دیوار کی طرف چلا گیا اور اوس سے کلام نہ کی تاکہ قسم نہ ٹوٹ جائے۔

بیان خلافت حضرت عثمانؓ کا

واضح ہو کہ تیسری تاریخ محرم ۲۴ھ ہجری میں حضرت عثمانؓ ابن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف سے بیعت لوگوں نے کی اونکی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ جبکہ بیعت اوسنے لوگوں نے کی اوسوقت حضرت عثمانؓ منبر پر چڑہے اور خطبہ پڑھا پہلے حمد اللہ کی کی اور پھر کلمہ شہادت ادا کیا بعدہ بند ہو گئے اور پھر یہ کہا کہ اول ہر شئے کا سخت ہوتا ہے اور اگر میں جیتا رہونگا تو بہت خطبہ سنوگے بعد ازاں منبر سے نیچے اوترے اور جو لوگ حضرت عمرؓ کے وقت میں حاکم تھے اونہی کو برس روز تک مقرر کر رکھا تہا یہ اسواسطے کہ وہ وصیت کر گئے تھے کہ میرے عاملین کو برس روز تک معزول نکرنا۔ پھر مغیرہ ابن شعبہ کو جو حاکم کوفہ کا تھا معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص

کو اوسکی جائے مقرر کیا۔ پھر اوسکو بھی معزول کیا اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو جو مادر زاد بھائی حضرت عثمان رض کا تھا کوفہ کا حاکم کیا۔

اب شروع ہوا پچیسواں ۲۵ سال ہجری نبوی کا

اس سال میں ابوذر غفاری نے جسکا نام جندب بن جنادہ ہے وفات پائی یہ صحابی شام میں تھا معاویہ کو ہمیشہ بہ سبب جمع کرنے مال کے برا جانتا تھا اور یہ آیت پڑھا کرتا تھا ( ) ترجمہ وہ لوگ کہ جمع کرتے ہیں سونا چاندی اور نہیں خرچ کرتے اوسکو اللہ کی راہ میں معاویہ نے اس امر کا شکوہ حضرت عثمان رض کے پاس لکھ کر بھیجا حضرت عثمان نے اوسکو مدینہ بلوایا چنانچہ وہ مدینہ میں بھی آکر سب لوگوں کے سامنے یہی ذکر کرنے لگا اور بہت برا کہتا تھا سونا چاندی جمع کرنے کو حضرت عثمان رض نے اوسکو ربذہ میں بھیجدیا کہتے ہیں کہ وہ ربذہ ہی میں مر ا درمیان ۳۱ سنہ ہجری کے

اب شروع ہوا چھبیسواں ۲۶ سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال کے حضرت عثمان رض ابن عفان نے عمرو بن العاص کو مصر سے معزول کرکے بجائے اوسکے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح العامری کو مقرر کیا یہ شخص رضاعی بھائی حضرت عثمان رض کا تھا اسی شخص کا خون رسول اللہ نے بروز فتح مکہ معظمہ ہدا فرمایا تھا لیکن حضرت عثمان رض نے اوسکی جان بخشی کروائی تھی اور حضرت عثمان رض بن عفان کے وقت میں افریقیہ فتح ہوئی۔ افریقیہ کا متولی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مذکور تھا اوسکے محاصل میں سے پانچواں حصہ حضرت عثمان رض کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ پھر مروان ابن الحکم نے پانچ لاکھ دینار کو وہ پانچواں حصہ خرید کیا۔ یا امر بھی حضرت عثمان رض سے ایسا ہوا تھا کہ بسبب اسکے لوگوں کو عداوت ہوگئی تھی۔ بعد فتح افریقیہ کے حضرت عثمان رض نے عبداللہ بن نافع بن الحصین کو یہ حکم دیا کہ تو اندلس کیطرف جا چنانچہ اوسنے اوس طرف جاکر　اوس جا سے حضرت عثمان رض کیطرف سے نایب ہوکر مقیم ہوا۔ مگر عبداللہ بن سعد مصر کو مراجعت کر آیا۔

اب شروع ہوا ستائیسواں ۲۷ اور اٹھائیسواں ۲۸ سال ہجری کا

اسی سال میں حضرت عثمان رضہ سے معاویہ نے اجازت لڑنے کی سمندر میں حاصل کی تھی جبکہ حضرت عثمان رضہ نے اجازت دیدی اوسوقت معاویہ نے ایک لشکر جزیرہ قبرس کیطرف روانہ کیا۔ اور عبداللہ ابن سعد بھی مصر سے کوچ کرکے وہاں جا پہونچا دونوں نے مجتمع ہوکر وہاں کے باشندوں سے لڑائی کی مگر سات ہزار دینار سالانہ پر بطور جزیہ کے صلح ہوگئی یہ صلح بعد قتل اور گرفتار کرنے بہت باشندگان قبرس کے ہوئی تھی۔

اب شروع ہوا انتیسواں ۲۹ سال ہجری نبوی کا

درمیان اس سال کے حضرت عثمان رضہ نے موسی الاشعری کو شہر بصرہ کی حکومت سے معزول کرکے اپنے بیٹے عبداللہ بن عامر بن کریز کو اوسکی جائے حاکم کردیا پھر ولید بن عقبہ کو کوفہ سے بسبب اسکے کہ اوسنے شراب پیکر حالت نشہ میں فجر کی نماز مسلمانوں کو پڑہائی تھی اور دو رکعت کی چار رکعت پڑھ گیا تھا معزول کیا کہتے ہیں کہ جب وہ چار رکعت پڑھکر سلام پھیرکر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ کیا میں نے زیادہ رکعت پڑہیں ابن مسعود نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ تیرے ہمراہ زیادہ ہی پڑہتے ہیں آجکے دن تک وہ شراب پی کر نماز پڑہایا کرتا تھا۔

اب شروع ہوا تیسواں سال ہجری نبوی کا

اسی سال میں حضرت عثمان رضہ کو یہ خبر پہونچی کہ قرآن کے باب میں لوگوں میں بہت اختلاف ہے اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے اہل شام کے قرآن سے کیونکہ ہمارا قرآن ابوموسی اشعری کے قرآن کی نقل ہے اور اہل شام یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے کیونکہ ہمکو مقداد بن الاسود کی معرفت پہونچا اسی طرح اور ملکوں میں بھی اختلاف تھا حضرت عثمان رضہ نے سب صحابہ سے مشورت لیکر یہ بات ٹھہرائی کہ لوگوں کو اوس قرآن شریف کیطرف برانگیختہ کیجیے جو کہ درمیان خلافت ابی بکر صدیق رضہ کے لکھا گیا تھا اور وہ قرآن رکھا ہوا درمیان خانہ حفصہ زوجہ نبی صلعم کے تھا اور جمیع قرآن جو سوائے اوسکے ہیں سب جلا دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا اور اس قرآن کی نقلیں کروا کر اونٹ بھر کے شہروں میں بھجوا دیئے۔ اور وہ لوگ جو حضرت عثمان رضہ کے حکم سے بموجب قرآن کے نسخوں کے لکھنے پر مقرر ہوئے تھے یہ ہیں زید بن ثابت عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث

بن ہشام المخزومی مگر حضرت عثمان رضہ نے اونکو یہ اجازت دیدی تھی کہ جس کلمہ میں تم کو اختلاف ہو اوسکو قریش کی بولی میں لکھدو کیونکہ قرآن شریف قریش کی زبان اور اونکے محاورہ کے موافق اوترا ہے اسی سال میں مُہر نبی کی حضرت عثمان رضہ کے ہاتھ سے جاتی رہی تھی وہ مُہر چاندی کی تھی اوس میں تین سطروں میں محمد رسول اللہ لکہا ہوا تھا پیغمبر خدا وہ مُہر اون ناموں اور خطوط پر کیا کرتے تھے جو بادشاہان اطراف کے نام بھیجے جایا کرتے تھے۔ بعدازاں حضرت ابوبکر صدیق بھی اوسے مُہر کرتے رہے۔ پھر حضرت عمر رضہ وہ ہی مُہر کرتے۔ بعدازاں حضرت عثمان رضہ بھی وہی مُہر کرتے رہے تھے یہاں تک کہ درمیان ایک کنوئیں کے جسکو بیرارِیس کہتے ہیں گر پڑی۔

اب شروع ہوا اکتیسواں سال ہجری نبوی کا

بیان ہے ہلاک ہونے یزدگرد پہلوان بن شہریار بن پرویز کا جو پچھلا بادشاہ ملک فارس کا تھا۔ اسی سال میں یزدگرد ہلاک ہوا۔ مگر اوسکے ہلاک ہونیکی صورت میں اختلاف ہے بعضے یہ کہتے ہیں کہ وہ مرو میں جا کر اوترا تھا وہاں کے باشندوں نے اوسپر غلبہ پاکر مارڈالا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اہل ترک اوس سے باغی ہوگئے تھے اونہوں نے اوسکے مصاحبوں کو مارڈالا اور یزدگرد اکیلا بچ نکلا تھا وہ بچکر ایک چکی راہی کے گھر میں جا گھسا اوس چکی راہی نے اوسے مارڈالا اور فارسی لوگ بھی اوسکے تعاقب میں تھے اوسکے پیر پیر ڈھونڈھتے ہوئے اوسی چکی راہی کے گھر تک کھوج لئے ہوئے جا پہنچے جب اوسنے اقرار کیا کہ میں نے اوسکو مارڈالا ہے اونہوں نے اوسکو بھی مارڈالا۔ اور اسی سال میں اہل خراسان نے بغاوت اختیار کی ایک گروہ عظیم واسطے پرخاش کے جمع کیا تھا مسلمان لوگ پھر وہاں گئے دوسری دفعہ خراسان فتح کیا۔ یہ معاملہ بھی حضرت عثمان رضہ ہی کیوقت میں ہوا۔ اور اسی سال میں ابوسفیان بن حرب ابو معاویہ نے وفات پائی

اب شروع ہوا بتیسواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اسی سال کے عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ جو اولاد مدرکہ بن الیاس بن مضر سے ہے فوت ہوا۔ وہ مدرکہ کی اینت ہونے سے رسول اللہ کے ساتھ مجتمع ہے نسب میں۔ اور بعض روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کو ایک صحابی عشرہ مبشرہ میں سے ہے جنکے واسطے رسول خدا نے

جنت کی گواہی دی تھی ۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ حضرت نے اون دس میں سے ابوعبیدہ ابن الجراح کو خارج کرکے عبداللہ مذکور کو اوسکے جا عوض اوسکے مقرر کیا ہے یہ شخص جلیل القدر عظیم الشان صحابی ہے ۔ ایک قرأت میں سے بھی ہے ۔

اب شروع ہوا تینتیسواں سال ہجری نبوی کا

دربیان اس سال کے ایک گروہ اہل کوفہ نے درباب حضرت عثمان رض کے یہ کلام کرنی شروع کی کہ عثمان نے بہت لوگوں کو اپنے کنبے اور اقرباؤں سے ملکوں کے عامل مقرر کر دیئے ہیں اور حالانکہ وہ لوگ صلاحیت حکومت کی نہیں رکھتے چنانچہ سعید ابن العاص والی کوفہ نے حضرت عثمان کو یہ حال لکھ بھیجا حضرت عثمان رض نے یہ حکم صادر فرمایا کہ جن جن لوگوں نے یہ بات نکالی ہے اونکو معاویہ کے پاس ملک شام میں بھیجدو اوس نے فوراً حکم کی تعمیل کی ۔ اون لوگوں میں الحارث بن مالک جو اشتر النخعی معروف ہے اور ثابت ابن قیس النخعی اور جبل ابن زیاد ۔ اور زید بن صوحان العبد ۔ اور بھائی اوسکا صعصعہ اور جندب ابن زہیر اور عروہ بن الجود ۔ اور عمرو بن الحمق یہ لوگ تھے جب یہ لوگ حضرت معاویہ کے پاس گئے اونسے بہت مباحثہ رہا آخرش معاویہ نے اونکو ڈرایا اور کہا کہ تم ڈرتے نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ فساد برپا ہو اونہوں نے کود کر معاویہ کی ڈاڑہی پکڑلی معاویہ نے اس حرکت ناشائستہ کی خبر حضرت عثمان رض کو لکھ بھیجی حضرت عثمان رض نے درجواب اوسکے یہ لکھا کہ ان لوگوں کو سعید بن عاص کے پاس بھیجدو چنانچہ معاویہ نے سعید کے پاس بھیجدیئے اونہوں نے اوسی طرح سے حضرت عثمان رض کی بابت کلام کرنی شروع کی اور اہل کوفہ بھی اونکے ہمراہ ہو گئے

اب شروع ہوا چونتیسواں سال ہجری نبوی کا

اسی سال میں سعید نے حضرت عثمان رض کے پاس آکر اونسے سب حال جو کچھ کہ اہل کوفہ نے اوسکے ساتھ کیا تھا بیان کیا کہ وہ لوگ یہ چاہتے تھے کہ ابوموسی اشعری ہمارا سردار ہو اسلئے حضرت عثمان رض نے ابوموسے اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کردیا ۔ ابوموسی نے کوفیوں کو خطبہ پڑھکر سنایا اور حکم کیا کہ حضرت عثمان رض کی اطاعت کرو ۔ سب نے منظور کیا مگر تمام صحابہ میں اختلاف رائے کا ہو گیا چنانچہ بعضوں نے بعضوں کو یہ لکھا تھا کہ ہمارا ارادہ جہاد کا ہے تم ہمارے پاس آؤ ۔ اور شکوہ اکثر نے حضرت عثمان رض کا آپس میں

کیا اور کوئی صحابی اونکا ملتفت نہ ہوا وہ لوگ جو حضرت عثمانؓ کے شاکی تھے یہ ہیں زید بن ثابت اور
اسید السعدی اور کعب بن مالک و حسان بن ثابت۔ اور سبب لوگوں کے دشمن ہو جانیکا یہ تھا کہ
حضرت عثمانؓ نے حکم بن العاص کو جسکو پیغمبر خداؐ نے جلا وطن کروا دیا تھا اور دونوں خلیفوں کے وقت
تک وہ نکالا ہوا رہا اوسکو بلا لیا تھا اور ایک سبب یہ تھا کہ اونہوں نے مروان بن الحکم کو پانچواں حصہ محصول
افریقیہ کا جو پانچ لاکھ دینار سالیانہ کی آمدنی تھی دیدیئے تھے اسی باب میں عبد الرحمن کندی نے چند شعر
کہے ہیں جنکا مضمون یہ ہے کہ قسم ہے خدا کی کوئی امر خدا تعالیٰ نے لغو اور بیفایدہ نہیں بنایا مگر تو نے
ہمارے واسطے ایک فتنہ پیدا کیا ہے تاکہ ہماری اور تیری اوسمیں آزمائش کیجائے۔ کیونکہ دو خلیفہ اول جو
گذرے وہ ایک منار طریق ہدایت کا بنا گئے تھے اور کبھی اونہوں نے کوئی ایک درہم بھی فریب سے
نہیں لیا۔ اور کوئی درہم اپنی خواہش نفس میں صرف نہیں کیا تو نے ایک لعین کو اپنا قرب عطا کرکے
خلاف سنت گذشتہ کی راہ اختیار کی اور مروان کو پانچواں حصہ جو حق العباد تھا لوگوں پر ظلم کرکے
دیا اور اپنا کنبہ پالا (قول مترجم۔ ان اشعار کو تذکرہ شعراء عرب میں مینے لکھا ہے) اور ایک یہ بھی
تھا کہ باغ فدک جو میراث بیوی فاطمہؓ کی تھا وہ مروان نے چھین لیا تھا یہ ایک باغ رسول اللہ کا
تھا اوسکو جناب فاطمہ نے رسول اللہؐ سے میراث میں پایا تھا۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے روایت کی رسول اللہ
صلعم سے کہ فرماتے ہیں پیغمبر خدا کہ ہم گروہ ہیں انبیا کے جو ہم چھوڑیں اوسکا کوئی وارث نہیں بلکہ وہ
بیت المال کا حق ہے یعنے صدقہ ہے۔ وہ باغ فدک مروان کے قبضہ میں اور اوسکے بعد اوسکی
اولاد کی تصرف میں جبتک عمر بن عبد العزیز حاکم ہوا رہا کیونکہ اوسنے اوسکے اہل و عیال سے چھینکر پھر بیت المال
میں ملا لیا تھا۔ درمیان اسی سال کے مقداد بن الاسود بھی فوت ہوا یہ شخص بیٹا عمرو بن ثعلب کا
ہے مگر نسبت کیا جاتا ہے طرف اسود بن عبد یغوث کے کیونکہ اسود مذکور نے ایام جاہلیت میں اوسکو
اپنا بیٹا کر لیا تھا اسواسطے مقداد بن الاسود مشہور ہو گیا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ ادعوھم لا
بائھم یعنے پکارو آدمیوں کو اونکے باپ کے نام سے۔ اسوقت سے مقداد بن عمر کہنے لگے تھے۔ اور
جنگ بدر میں سوار ایک اور کوئی گھوڑے پر سوار نہ تھا بموجب ایک روایت کے اور ہمراہ رسول اللہ صلعم
اوسنے بہت مشاہدہ کیا ہے عمر اسکی ستر برس کی تھی۔

اب شروع ہوا پینتیسواں سال ہجری نبویؐ کا

درمیان اس سال کے ایک گروہ ملک مصر سے آیا تھا کہتے ہیں کہ ایک ہزار آدمی کی جمعیت تھی
بعضے کہتے ہیں کہ سات سو تھے بعضے پانسو بیان کرتے ہیں اور اسیطرح سے ایک گروہ کوفہ سے۔ اور
اسیطرح ایک گروہ بصرہ سے آیا۔ مصر کے لوگ جو آئے تھے اونکی خواہش یہ تہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
مسند خلافت پر بٹھلانا چاہیئے اور کوفی یہ چاہتے تھے کہ حضرت زبیر رض کو خلیفہ بنادیں اور بصرہ والے
یہ آرزو رکھتے تھے کہ طلحہ کو امیر المومنین قرار دیں۔ اپنی اپنی خواہش لیکر داخل مدینہ ہوئے جبکہ پہلا
جمعہ اون لوگوں کے داخل ہونیکے روز سے آیا۔ تو حضرت عثمان رض باہر گھر سے تشریف لائے اور ہمراہ ان لوگوں
کے نماز پڑہی بعد فراغت نماز منبر پر تشریف لیجاکر خطبہ سُنایا اور اون گروہوں سے مخاطب ہوکر جو باہر سے
آئے ہوئے تھے یہ ارشاد کیا کہ اے لوگو سنو کہ اللہ ہی جانتا ہے اور باشندگان مدینہ بہی واقف ہیں
کہ تم لوگوں کو پیغمبر خدا نے لعنت کی ہے چنانچہ محمد بن سلمہ الانصاری کھڑا ہوا اور اوسنے کہا کہ میں گواہی
اس بات کی واقعی یہ لوگ ملعون ہیں یہ سُنتے ہی اون لوگوں نے حملہ کیا اور سب کو جوش آیا چنانچہ
اونہوں نے آدمیوں کے پتھر مارنے شروع کیے حضرت عثمان رض کو لوگوں نے مسجد سے اونکے گھر پہنچایا کیونکہ
ایک پتھر حضرت عثمان رض کے بھی ایسا سخت آلگا کہ منبر پر بیہوش ہوکر گر پڑے اونکو لوگوں نے اونکے
گھر میں پہنچایا۔ اور ایک جماعت باشندگان مدینہ نے حضرت عثمان رض سے مقابلہ کیا اون لوگوں
میں سعد بن ابی وقاص اور حسن بن علی رض بن ابی طالب اور زید بن ثابت اور ابو ہریرہ بھی تھے
اس اثنا میں حضرت عثمان رض نے ایک قاصد کی زبانی اونکے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ تم چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ
مراجعت کر گئے۔ جب یہ گروہ لوگوں کا ٹل گیا اوسوقت حضرت عثمان رض مسجد میں تشریف لائے اور
تینتیس ۳۳ روز تک ہمراہ لوگوں کے نماز پڑہی بعد ازاں اونکو مسجد میں بہی آنیکی ممانعت بسبب خوف مفسدین
کے ہوگئی وہ جو سردار مصر کے گروہ کا غافقی تھا اوسنے امامت کروائی اور لوگوں کے ہمراہ نماز پڑہی اور
باشندگان مدینہ سب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور حضرت عثمان رض اپنے گھر میں چالیس دن تک بعضے
کہتے ہیں پچاس دن تک محصور رہے بعد ازاں علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمان رض کے پاس آئے اور یہ صلاح
کی کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مروان کو عہدہ منشی سے موقوف کیجیے اور عبد اللہ بن ابی سرح کو مصر سے معزول
فرمائیے حضرت عثمان رض نے مان لیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں کو سمجھا کر ٹھہا دیا اور وہ بات رفت
گذشت ہوگئی۔ بعد ازاں مروان پاس حضرت عثمان رض کے آیا اور سے کہا کہ یہ صلاح نیک نہیں ہے

آخر کار لاچار ہو کر ابن ابی سرح مصر سے موقوف کیا۔ اور محمد بن ابی بکر صدیقؓ کو حاکم مصر کا مقرر کر کے
روانہ فرمایا اور محمد کے ہمراہ ایک گروہ مہاجرین اور انصار کا گیا۔ یہ لوگ ہنوز راہ ہی میں تھے کہ ایک
غلام ناقہ سوار اونٹنی دوڑاتا چلا آتا دیکھا وہ اونسے راہ میں ملا اونہوں نے پوچھا کہ کہاں جاتا ہے
اوسنے کہا کہ مصر کے حاکم کے پاس جاتا ہوں اونہوں نے کہا کہ مصر کا حاکم تو یہ ہے یعنی محمد بن ابی بکر
صدیق۔ اوسنے جواب دیا کہ نہیں بلکہ دوسرے عامل کے پاس جاتا ہوں جو محمد ابن ابی سرح ہے یہ سُنکر
اونہوں نے اوسکو پکڑ لیا اور تلاشی لی اوسکے پاس ایک نامہ نکلا اوسپر حضرت عثمانؓ ابن عفان کی
مُہر تھی اور اوس نامہ میں یہ لکھا ہوا تھا کہ جسوقت یہ محمد بن ابی بکر معہ اپنے ہمراہیان کے تیرے پاس
آوے اور تجھکو کہے کہ تو معزول ہے تو قبول نہ کرنا اور کوئی حیلہ کر کے اوسکو قتل کر ڈالنا اور اوس نامہ
پر کچھ عمل نہ کرنا جو یہ اپنے ہمراہ لایا ہے اپنی حکومت کرتا رہ یہ نامہ دیکھکر محمد بن ابی بکر معہ اپنے ہمراہیوں
کے جو مہاجرین اور انصار میں سے تھے مدینہ کیطرف مراجعت کر آئے اور سب صحابہ کو جمع کر کے وہ نامہ
دکھلایا۔ اور حضرت عثمانؓ سے بھی اسکا حال پوچھا اونہوں نے کہا واقعی مُہر تو میری ہے اور میرے
کاتب کا خط بھی ہے لیکن میں نے یہ لکھنے کو امر نہیں کیا چنانچہ اس امر پر حلف اوٹھائے اوسوقت اون
لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کرو آپنے مروان کو بھی سپرد نکیا اس سبب سے اور زیادہ
دشمنی اور کینہ لوگوں کے دلوں میں چھا گیا اور کوشش اونکے قتل کرنے میں کرنے لگے حضرت
علیؓ نے اپنے بیٹے امام حسنؓ کو اور زبیر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اور طلحہ نے اپنے بیٹے محمد کو واسطے
نگہبانی کے کھڑا کر دیا اور کہا کہ سب کو انکے پاس سے ہٹا دو کسی کو اندر گھر میں گھسنے نہ دو یہ تینوں شخص
آدمیوں کو روکتے تھے یہانتک کہ حضرت امام حسنؓ بھی زخمی ہو گئے اور خون میں رنگے گئے آخر کار یہ ہوا
کہ وہ لوگ دیوار پر چڑھکر حضرت عثمانؓ کے ہمسایہ کے گھر میں سے اونکے گھر میں جا کودے اونمیں
محمد بن ابی بکر صدیق بھی تھے وہاں جا کر اونکو شہید کیا بروقت شہادت کے جناب عثمانؓ روزہ سے
تھے اور قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے یہ واقعہ جانگزا اٹھارہویں تاریخ ذیحجہ سنہ ۳۵ ہجری واقع
ہوا اونہوں نے کل بارہ برس بارہ دن کم خلافت کی اور اونکی عمر میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ چھتر
برس کی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ بیاسی برس کے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ نوّے برس کے بعضے اور
کچھ کہتے ہیں اور تین روز تک جنازہ پڑا رہا کیونکہ اون لوگوں نے گاڑنے نہ دیا۔ بعد ازاں

حضرت علی رض نے حکم دیا کہ اسکو دفن کرو حلیہ حضرت عثمان رض کا یہ ہے چھ کی ہاس کا قد تھا خوبصورت
چیچک کے داغ چہرہ پر لمبی ڈاڑہی گندم گوں اول دماغ پر بال نہ تھے اور ڈاڑہی کو کترو ایا کرتے تھے دو
بیٹیوں پیغمبر خدا صلعم سے نکاح کیا تھا اسیواسطے اونکو ذوالنورین کہتے ہیں اور کاتب اونکے پاس مروان
ابن الحکم بن العاص اونکے چچا کا بیٹا تھا اور قاضی اونکا زید بن ثابت تھا فضایل اونکے یہ ہیں کہ
جیش العسرۃ کو بہت اونٹ مال کے انہوں نے دیئے تھے۔ اور جب مجاہدین غزوہ تبوک میں بہت بہوکے
تھے اوسوقت حضرت عثمان رض نے اناج موافق گذارہ لشکر کے خرید کرکے خچر لدوا کر بھیجے تھے جب وہ سامان
پاس پیغمبر خدا صلعم کے پہنچا تب حضرت صلعم نے اپنے ہاتھ آسمان کیطرف بلند کرکے یہ دعا فرمائی تھی کہ اے پارخدایا
میں راضی ہوا ہوں عثمان رض سے تو بھی راضی ہو اوس سے اور شعبہ روایت کرتا ہے کہ عثمان رض پیغمبر خدا صلعم کے پاس
اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈالکر گئے تھے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیوں نہ حیا کروں میں اوس شخص سے کہ حیا کرتی
ہیں اوس سے ملایکہ بہ سبب مقتول ہونے حضرت رض کے فتنہ فساد کے دروازے کھل گئے۔

بیان اخبار خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہ کا

واضح ہو کہ نام ابو طالب کا عبد مناف ہے یہ صاحب عبد المطلب کے بیٹے ہیں جو رسول اللہ کی جد بزرگوار تھی
اور والدہ حضرت علی رض کی فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم ہے پس مرتضی علی والد کیطرف سے بھی ہاشمی ہیں اور اپنے
والدہ کیطرف سے بھی جس روز حضرت عثمان رض مقتول ہوئے اوسی روز حضرت علی کرم اللہ وجہ سے لوگوں نے
بیعت کی مگر کیفیت بیعت میں اختلاف ہے بعضے یہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ کے سب جمع ہوکر جنمیں
طلحہ اور زبیر تھے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے پاس آتے اور پوچھنے لگے کہ کس کو خلیفہ مقرر کریں جناب علی رض
نے ارشاد کیا کہ مجھ سے پوچھنے کی حاجت نہیں جسکو تم انتخاب کرلوگے میں بھی اوس سے راضی ہوں سب نے یہ عرض
کی کہ ہم سوا آپکے کسی کو اختیار نہیں کرتے چنانچہ یہ کلام مکرر سہ کرر کئی دفعہ ہوتی اور بیان کیا کہ آپ ہمارے نزدیک
حضور کے بھی زیادہ ہیں اور سب میں مقدم زیادہ یہ سبب سبقت ایمان کے اور آپ جیسا کوئی قریبی رسول اللہ
کا بھی نہیں غرضکہ طلحہ بن عبد اللہ نے اولا جناب امیر سے بیعت کی مگر حضرت طلحہ رض کا چونکہ ہاتھ ٹھنڈا
ہوگیا تھا اور میدان جنگ صلعم کی اور اول اونہوں نے حضرت علی رض کی بیعت کی اسواسطے حبیب بن ذویب نے کہا
انا للہ وانا الیہ راجعون کیونکہ اول جس شخص نے بیعت کی وہ ہاتھ سے ٹھنڈا ہے یا مر بیعت تمام ہوتا معلوم

نہیں ہوا پھر بیعت کی بعد ازاں زبیر نے بیعت کی اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر تم میری بیعت کرنا چاہتے ہو تو مجھ سے بیعت کرو اور اگر راضی نہیں ہو تو میں تم سے بیعت کروں دونوں نے کہا کہ نہیں ہم ہی تم سے بیعت کرتے ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ بعد از بیعت کے دونوں نے یہ ظاہر کیا کہ ہم نے تو اپنی جان کے خوف سے بیعت کر لی تھی پھر دونوں بھاگ کر چار مہینے بعد بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مکہ کو چلے گئے مگر سعد ابن ابی وقاص کو لوگ واں سے لائے حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ میری بیعت کرو۔ اونے جواب دیا کہ جب سب آدمی بیعت کر لینگے اوسوقت کرونگا اور قسم ہے خدا کی کچھ مجھ سے آپ کسی نوع کا خیال بد نہ لایئے حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ بہت بہتر۔ اور اسی طرح عبد اللہ بن عمرؓ نے بیعت نہ کی اور انصار نے بھی بیعت نہ کی مگر چند شخصوں نے انہیں سے بیعت کی وہ یہ ہیں حسان بن ثابت اور بن کعب بن مالک او مسلمہ بن مخلد۔ اور ابو سعید الخدری۔ اور نعمان بن بشیر اور محمد بن مسلمہ اور فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ۔ اور زید بن ثابت ان لوگوں کو حضرت عثمانؓ نے زکوۃ وغیرہ کے لینے پر متولی کر رکہا تھا اور سعید بن زید اور عبد اللہ ابن سلام اور صہیب بن سنان اور اسامہ بن زید اور قدامہ بن مظعون اور مغیرہ بن شعبہ نے بہی بیعت سے انکار کیا ان لوگوں کا نام معتزلہ رکہا گیا کیونکہ اعتزال بمعنے یکطرف شدن ہی جب یہ لوگ بیعت سے پھر گئے اور بیعت نہ کی اُسوقت یہ لقب پایا نعمان ابن بشیر ملک شام کو وہ کرتہ خون آلودہ حضرت عثمانؓ کا اپنے ہمراہ لیتا گیا تہا جب وہ کرتا خون آلودہ معاویہ کے پاس پہنچا اونے وہ کرتا منبر پر ڈالکر باشندگان ملک شام کو حضرت علیؓ کے مقابلہ اور مقاتلہ کیواسطے برانگیختہ کیا۔ چنانچہ اہل شام جسوقت وہ کرتا خون کا لتہڑا ہوا دیکہتے بہت غصہ ہوتے۔ سوا اسکے اور روایتیں بھی حضرت علیؓ کی بیعت کے باب میں منقول ہوئی ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ بعد حضرت عثمانؓ کے مقتول ہونے کے پانچ روز تک مدینہ بدون خلیفہ کے پڑا رہا۔ اور غافقی امیر مصر والوں کا مع اپنے ہمراہیوں کے اس تلاش میں رہا کہ کس شخص کو خلیفہ بنا دیں جب کوئی اونکو نہ ملا کیونکہ حضرت طلحہ اپنے احاطہ میں تھے۔ اور سعد اور زبیر یہ دونو شخص مدینہ سے نکل گئے تھے اور بنی امیہ میں سے کوئی نہ تھا وہ بھاگ گئے تھے اسلئے سب مصری حضرت علیؓ کے پاس آئے آپنے اونکو دہتکار بتلائی اسیطرح کوفی لوگ حضرت زبیر کے پاس آئے۔ اور بصرہ والے حضرت طلحہ کے پاس آ اونہوں نے بھی اونسے کلام نہ کی۔ اور سب کے سب مجتمع اس باب میں مختلف تھے کہ کس کو خلیفہ بنا دیں آخرش حضرت علیؓ کی

خدمت میں آئے اور کہا کہ ہم بیعت آپ سے کرتے ہیں آپ بھی تو غور کیجئے کہ کیا حال ہو رہا ہے اسلام کا اور کس حادثہ میں ہم مبتلا ہو رہے ہیں حضرت علیؓ نے نہ مانا اس میں منت اور سماجت اور الحاح شروع کیا اسوقت حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ یہ بات اگر تمکو منظور ہو تو میرا اختیار ہوگا جو چاہونگا سو کرونگا اگر تمنے میرے حکم کی اطاعت نہ کی تو پھر میں بھی تم جیسا ہو جاؤنگا اس بات کے کہنے پر پھر الگ الگ ہو گئے اور اس امر کی مشورت کرکے سب نے کہا کہ اگر طلحہؓ اور زبیرؓ بھی اس مشورہ میں داخل ہوں تو بیعت مستقیم ہو جاوے یہ بات ٹھہرا کر حکیم ابن جبلہ کو مصریوں نے حضرت زبیرؓ کے پاس بھیجا اور اوسکے ہمراہ چند آدمی بھی کر دیئے چنانچہ حضرت زبیر کو تلوار سے ڈرا کر بجبر لائے اونہوں نے بجبر بیعت کی اور حضرت طلحہ کے پاس اشتر کو معہ چند نفر کے بھیجا وہ اونکو بھی لائے اور جب تک بیعت نہ کی پنڈ نہ چھوڑا۔ جب صبح ہوئی وہ دن جمعہ کا تھا سب آدمی مسجد میں جمع ہوئے اور حضرت علیؓ منبر پر چڑھے اور کہا کہ لوگو مجھکو اس امر خلافت سے باز رکھو سب نے کہا کہ یہ ہمکو منظور نہیں۔ چنانچہ اولاً حضرت طلحہ نے بیعت کی اور کہا کہ میں بیعت کرتا ہوں جبراً اور ہاتھ حضرت طلحہؓ کا ٹھنڈا تھا لوگوں نے کہا کہ یہ امر تمام نہیں ہوگا فال بد ہوئی جیسا کہ اول حاشیہ میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور اہل مدینہ میں سے تمام مہاجرین اور انصار میں سے سوائے اون شخصوں کے جنہوں نے بیعت نہیں کی جنکا نام اوپر گذرا سب نے بیعت کی یہ روز جمعہ کا پچیسویں تاریخ ذالحجہ کی تھی اور ۳۵ھ ہجری میں یہ بیعت ہوئی۔ پھر حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ دونوں مدینہ سے چلے گئے اور حضرت عائشہ سے جا ملے وہ بیوی بارادہ حج تشریف لے گئے تھے اوس زمانہ میں کہ جب حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں محصور تھے۔ اور حضرت عائشہؓ بھی حضرت عثمانؓ سے کچھ نفرت رکھتے تھے ہمراہ اور منکرین کے لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ انجام کار یہ ہوگا جو ہوا۔ اور بروقت مقتول ہونے حضرت عثمانؓ کے حضرت ابن عباسؓ مکہ میں تشریف رکھتے تھے پھر مدینہ میں بعد بیعت حضرت علیؓ کے تشریف لائے اور حضرت علیؓ کے مکان پر جسوقت تشریف لے گئے تو اونہوں نے مغیرہ بن شعبہ کو حضرت علی کے پاس سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ مغیرہ کیا کہتا تھا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ پہلے تو اسنے یہ مشورت دی تھی کہ معاویہ وغیرہ عمال عثمانیہ کو ابھی آپ معزول نہ فرمایئے اور اپنی جائے پر اونکو مقرر رہنے دیجئے جبتک بیعت نہ کرلیں اور امر خلافت مستحکم نہ ہو جائے میں نے اس بات سے انکار کیا تھا آج پھر آیا اور اوسنے کہا جو آپکی رائے عالی میں آوے وہ کیجئے وہی

میری رائے ہے۔ ابن عباسؓ بولے کہ اولاً تو آپکو اسنے نصیحت کی بات کہی تھی مگر دوسری دفعہ اسنے اولٹی سوجھائی اور میری نصیحت کی کیونکہ مجھکو اسبات کا خوف ہے کہ شام کے باشندے نہ پھر جائیں اور باوجود کہ طلحہ اور زبیر کی طرف سے میری چھاتی نہیں ٹھکتی کہ وہ آپ سے نہ لڑیں اگر مجھ سے صلاح لیجئے تو میں یہ صلاح دیتا ہوں کہ معاویہ کو ابھی آپ تو فوراً معزول عہدہ حکومت شام سے نہ کیجئے کیونکہ اگر اوسنے آپ کی بیعت کرلی تو پھر ہر ایک کو جسکو آپ چاہیئے اوکھاڑ ڈالنا معزول کردینا کچھ کام نہیں رکھتا حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ قسم ہے خدا کی اوسکو تلوار کے مزے سے سوا کچھ نہ دونگا۔ اوسوقت مینے کہا کہ یا امیرالمومنین آپ مرد شجاع ہیں صاحب الرائے نہیں ہیں حضرت علیؓ نے جھنجلا کر کہا کہ تیری رائے جب میں نہ مانوں تو تجھکو میری اطاعت کرنی چاہیئے تجھے ان باتوں سے کیا کام۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اوسوقت مینے کہا کہ جو آپکو اچھا معلوم ہو وہ کیجئے ہم تو تابعدار ہیں۔ اور مغیرہ مدینہ سے نکل کر مکہ میں جا پہنچا۔

اب شروع ہوا چھتیسواں ۳۶ سال ہجری نبویکا

درمیان اس سال کے حضرت علیؓ نے اپنی طرف سے عامل اور حاکم مقرر کرکے اطراف اور بلاد کو روانہ فرمائے اور عمال عثمانیہ کو معزول فرمایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عمارت بن شہاب کو جو کہ ایک شخص مہاجرین میں سے ہے کوفہ کا عامل مقرر فرمایا اور عثمان بن حنیف انصاری کو بصرہ کی حکومت مرحمت ہوئی۔ اور عبداللہ بن عباس کو ملک یمن کا صوبہ کیا یہ شخص مشہور سخاوت میں ہے اور قیس بن سعد انصاری کو مصر پر متعین فرمایا اور سہیل بن حنیف انصاری کو شام کا عامل کرکے روانہ فرمایا جبکہ یہ شخص مقام تبوک کے پاس پہنچا اوسکو چند عرب سوار اوسکو راہ میں ملے اوس سے پوچھا کہ تو کون شخص ہے اوسنے کہا کہ امیر ہوں ملک شام کا۔ اونہوں نے کہا کہ اگر آپ کو سوائے حضرت عثمانؓ کے کسی اور شخص نے بھیجا ہے تو اولٹے پیر پھر جائیے اوسنے کہا کہ کیا تم نے سنا نہیں حال حضرت عثمانؓ کا اونہوں نے کہا کہ ہاں سن چکے ہیں چنانچہ وہ اولٹا چلا آیا۔ اور قیس بن سعد جو مصر پر متعین ہوئے تھے وہ جاتے ہی والی ہو گئے مگر ایک فرقہ عثمانیہ نے اوسکی اطاعت منظور نہ کی اور کہا کہ جبتک قاتل عثمانؓ نہ مقتول ہو تب تک ہم کبھی اطاعت علیؓ منظور نہ کرینگے۔ اور عثمان ابن حنیف جب بصرہ میں گیا۔ ایک فرقہ نے اطاعت منظور کی ایک نے مخالفت اختیار کی۔ اور عمارہ جب کوفہ کو گیا اوسکو طلحہ ابن خویلد الاسدی جسنے دعوی نبوت کا درمیان

خلافت حضرت ابوبکرؓ کے کیا تھا راہ میں اوسنے کہا کہ اہل کوفہ اپنے امیر کا بدلہ اور خون کا عوض لینا
چاہتے ہیں وہ بھی حضرت علیؓ کی خدمت میں مراجعت کر آیا اور کوفہ پر ابوموسیٰ اشعری اول سے عامل
تھا۔ اور عبداللہ یمن کو تشریف لے گئے وہاں عامل یعلی بن منبہ تھا عبداللہ جاتے ہی عامل ہو گئے
یعلی نے یہ چالاکی کی کہ سب محصول کا روپیہ اور جو موجود تھا سب لیکر مکہ کو بھاگ گیا اور حضرت عائشہؓ
اور طلحہ۔ اور زبیر سے جا ملا وہ سب مال اونکے سپرد کیا۔

بیان حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر کے جانب کا طرف بصرہ کے

جب حضرت عائشہ رضؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ نے شربت شہادت پیا یہ امر اونپر گراں گذرا
اور در پے تلاش قاتل حضرت عثمانؓ کے واسطے قصاص کے ہوئیں اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبداللہ
بن عامر اور ایک گروہ بنی امیہ کا سب اعدا اور مددگار حضرت عائشہؓ کے ہوئے۔ اور ایک لشکر عظیم جمع ہو گیا
بعد مشورہ کے یہ تجویز ہوئی کہ بصرہ پر جا کر اپنا غلبہ کر لینا چاہیے اور معاویہ ملک شام میں علیؓ سے سمجھ لیگا۔ اتفاق
سے عبداللہ ابن عمرؓ بھی مدینہ سے مکہ میں آپہونچا تھا اوس سے بھی اونہوں نے کہا کہ آپ بھی ہمارے
ہمراہ چلئے اوسنے انکار کیا لیکن وہ سب انبوہ صحابہ کا ہمراہ حضرت عائشہ رضؓ کے بصرہ کو روانہ ہوا۔ اور یعلی
ابن منبہ نے حضرت عائشہ رضؓ کو ایک اونٹ جسکو عسکر کہتے تھے نذر دیا وہ اونٹ ایکسو دینار کی خرید
تھا بعضے کہتے ہیں اسی دینار کو خرید اتھا چنانچہ حضرت عائشہ اوس اونٹ پر سوار ہوئیں اور راہ میں
درمیان ایک جگہ کے جسکو حواب کہتے ہیں مقام کیا وہاں کے کتے ان لوگوں کو بھونکنے لگے حضرت
عائشہ رضؓ نے پوچھا کہ یہ کونسا چشمہ ہے لوگوں نے بیان کیا کہ اسکو ماء حواب کہتے ہیں حضرت عائشہ
نے با آواز بلند غل مچانا شروع کیا اور کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون میں نے سنا ہے رسول خداؐ سے آپ
فرماتے تھے اوسوقت تمام بیبیاں حضرت کی وہاں موجود تھیں کہ مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کوئی
بیوی تم میں ایسی ہو کہ اوسکو حواب کے کتے بھونکیں گے یہ کہکر اپنے اونٹ کے بازو میں ایک لکڑی
کی چوٹ ماری اور اوسکو بٹھلایا اور حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ مجھکو جانے دو قسم ہے خدا کی میں نبی
ماء حواب والی ہوں اوس دن لوگوں نے حضرت عائشہ کا اونٹ ایکدن ایک رات بٹھلا رکھا۔
اور عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ یا ام المومنین یہ بات جھوٹ ہے اس چشمہ کا نام ماء حواب نہیں ہے

ہر چند وہ یہ کہتے تھے مگر حضرت عائشہ کو یقین نہ ہوتا تھا غرضکہ وہاں سے جلدی سے کوچ کرکے بصرہ پر لڑائی کرکے اپنے قبضہ میں کرلیا اور عثمان بن حنیف کو وہاں سے نکال دیا اس جنگ میں عثمان ابن حنیف کے مددگاروں میں سے چالیس آدمی مقتول ہوئے اور عثمان ابن حنیف کو پکڑکر ڈاڑہی اور بھویں نوچکر قید کیا مگر پھر چھوڑ دیا۔

بیان سفر کرنے جناب علی مرتضیٰ رضی کا طرف بصرہ کے

جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ خبر پہونچی کہ حضرت عائشہ رضہ معہ طلحہ اور زبیر کے بصرہ کیطرف کوچ کر گئی ہیں اوسوقت حضرت علی رضی بھی چار ہزار باشندگان مدینہ اپنے ہمراہ لیکر بصرہ کی ہم پر تشریف لے گئے ان چار ہزار میں چار سو آدمی تو وہ تھے جنہوں نے حضرت علیؓ سے بیعت نیچے ایک درخت کے کی تہی اور آٹھ سو انصار میں سے تھے اور علم بردار اس لشکر کا محمد ابو حنیفہ آپکے بیٹے تھے اور میمنہ لشکر پر حضرت امام حسنؓ اور میسرہ لشکر پر حضرت امام حسینؓ اور سواروں پر عمار بن یاسر اور پیادوں پر محمد ابن ابوبکر صدیقؓ اور پیش خیمہ کا سردار عبد اللہ ابن عباس تھے یہ سفر درمیان ربیع الآخر سنہ ۳۶ ہجری کے ہوا تھا۔ جبکہ حضرت علیؓ مقام ذی قار پہونچے اوسوقت عثمانؓ ابن حنیف اونکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین آپنے مجھکو ڈاڑہی سمیت بھیجا تھا اور میں امرد ہوکر واڑہی نچواکر آیا ہوں حضرت علی رضی نے ارشاد کیا کہ تجھکو اسکے عوض صواب اور بھلائی ملے گی اور ارشاد کیا کہ مجھ سے پہلے دو شخص ان لوگوں پر والی ہوچکے ہیں اونہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کیا پھر جب تیسرا شخص انپر والی ہوا اوسکے حق میں گفتگو کرتے رہے پھر مجھ سے بیعت کی اور طلحہ اور زبیر نے بھی اول بیعت کی مگر پھر برگشتہ ہوگئے میں تعجب کرتا ہوں کہ یہ لوگ ابی بکر رضہ اور عمرؓ اور عثمانؓ سے تو متفق رہے اور علیؓ سے مخالف ہیں اسکا کیا سبب ہے قسم ہے خدا کی یہ دونوں جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے جو اول گذرے ہیں کچھ کم رتبہ کا نہیں ہوں۔

بیان جنگ جمل کا

واضح ہو کہ درمیان اس جنگ کے اہل مدینہ اہل کوفہ کا حضرت علی رضہ کے ہمراہ ہوا۔ اور ایک گروہ حضرت

عائشہ۔ اور طلحہ اور زبیرہ کے ہمراہ تھا اور ایک نے دوسرے پر چڑھائی کی اور نصف جمادی الاخر سن
ہذا میں درمیان ایک مقام کے جسکو خریبہ کہتے ہیں مقابلہ ہوا لیکن حضرت علیؓ نے زبیر کو کہلا بھیجا کہ مجھکو تم سے
کچھ کہنا ہے قبل از جنگ و مقابلہ کے کہ تم میرے سامنے آؤ جسوقت زبیر حضرت علیؓ کے مقابلہ میں
آئے اوسوقت آپنے ارشاد کیا کہ اے زبیر تجھکو وہ بھی یاد ہے کہ ایک روز تو ہمراہ رسول اللہ صلعم کے
درمیان بنی غنم کے گیا تھا پیغمبر خدا نے مجھکو دیکھ کر تبسم کیا تو نے یہ کہا تھا کہ حضرت ان میں کونسی بات
موجب ضحک و ہنسی کے ہے پیغمبر خدا نے ارشاد کیا کہ اے طلحہ اس میں کوئی بات ہنسی کی نہیں
ہے تو اسکو دوست رکھنا اسوقت تو نے کہا کہ میں اوس سے محبت رکھتا ہوں رسول اللہ نے فرمایا
کہ نہیں تو اس سے مقابلہ کریگا اور اوسپر ظلم کریگا۔ اور تو نے یہ کہا کہ حضرت یہ نہیں ہوسکتا۔ زبیر
یہ بات سنکر کہنے لگا کہ قسم ہے مجھکو اب میں آپ سے ہرگز لڑائی نہ کرونگا کیونکہ قول رسول مقبول کا اب مجھکو
یاد آگیا۔ حضرت زبیر کے بیٹے نے اونسے کہا کہ اے باپ تو نے جو قسم حضرت علیؓ سے لڑنے کی کہائی
ہے اوسکا کفارہ ادا کر دے چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام مسمی مکحول کو آزاد کر کے جنگ کی اور دو
جانب سے لڑائی ہونے لگی اوسوقت حضرت عائشہ اوس اونٹ پر جسکا نام عسکر ہے درمیان ہودہ
کے سوار تھیں اور بسبب اجتماع انبوہ آدمیوں کے وہ اونٹ مثل ایک ٹیلہ کے دکھلائی دیتا تھا آخرکار
حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر کو شکست ہوئی۔ اور مروان ابن الحکم نے حضرت طلحہ کے ایک ایسا تیر
مارا کہ وہ شہید ہو گئے۔ یہ دونوں حضرت عائشہ کے ہمراہیوں میں سے تھے یوں کہتے ہیں کہ مروان
بن الحکم نے حضرت عثمانؓ کے قتل کا بدلہ حضرت طلحہ سے لیا تھا کیونکہ اسنے حضرت عثمان کے قاتلین
کی مدد کی تھی اور زبیرؓ مدینہ کیطرف بھاگ گئے اور وہ اونٹ کہ جسپر حضرت عائشہ سوار تھیں اوسکی
باگ پر بہت قتل کی گئی اور کہتے ہیں کہ جانبین سے بہت آدمی شہید ہوئے جبکہ جنگ جمل سامنے
اوس اونٹ کے ہو چکا اوسوقت علی مرتضیٰؓ نے ارشاد فرمایا کہ ذبح کر ڈالو اوس اونٹ کو چنانچہ
ایک شخص نے ایک ہاتھ اوسکے ایسا مارا کہ وہ گر پڑا اور حضرت عائشہؓ اپنے ہودہ میں رات تک
بیٹھی رہیں۔ آخر کو محمد بن ابوبکرؓ نے جو حضرت عائشہؓ کے بھائی ہیں اونکو بصرہ میں درمیان مکان
عبد اللہ بن خلف کے اوتارا۔ اور حضرت علیؓ نے تمام مقتولین اصحاب جمل کی لاشوں کو دیکھا اور
اونکے جنازہ پڑھکر اونکو دفن کیا۔ جسوقت حضرت علیؓ نے دیکھا کہ طلحہ مقتول ہو گئے اوسوقت آپنے

بحسرت فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قسم ہے خدا کی مجھکو برا معلوم ہوتا ہے کہ میں قریش کو پچھڑا ہوا پاؤں اور حضرت طلحہ رض کے جنازہ کی نماز حضرت علی رض نے پڑہی۔ اور یہ نقل نہیں کی گئی کہ حضرت علی رض نے مقتولین جنگ صفین کی جو شام کے لوگ تھے نماز پڑہی یا نہ پڑہی مگر جنگ جمل والوں کی نمازیں بیشک پڑہیں۔ اور حضرت زبیر رض جنگ جمل سے بارادہ مدینہ کے تشریف لئے جاتے تھے جبکہ بنی تمیم کے چشمہ پر پہنچے اوسجائے احنف بن قیس بیٹھا ہوا تھا۔ احنف کو لوگوں نے خبر دی کہ یہ حضرت زبیر آتے ہیں۔ احنف نے کہا کہ دونوں لشکروں کو بھڑا کر آپ چلا آیا ہے اوسجائے عمرو بن جرموز المجاشعی نے جب اوسکی کلام سنی وہ وہاں سے اوٹھکر زبیر کے پیچھے ہو لیا یہانتک کہ وادی السباع میں اوسکو سوتا ہوا پاکر مار کر اوسکا سر حضرت علی رض کی خدمت میں لیگیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد کیا کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ فرماتے تھے کہ قاتل زبیر جہنمی ہے۔ یہ شخص جنگ سے یکسو ہو کر باین ارادہ اسجائے بیٹھا تھا کہ دریافت کرے کہ فتح کس کو ہوئی۔ اسوقت عمرو بن جرموز نے یہ شعر پڑہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے

لایا میں سر زبیر کا حضرت علی رض کے پاس بامید انعام۔ اونہوں نے بشارت دی مجھکو آگ کی قبل ظاہر ہونیکے پس بری ہے بشارت اور تحفہ میرے نزدیک قتل زبیر اور گوز مارنا بچہ پدوڑی کا برابر ہے۔

بعد ازاں حضرت علی رض نے حضرت عائشہ رض سے کہا کہ تم مدینہ میں جاکر اپنے گھر میں بیٹھو چنانچہ وہ ہوئی رجب کا چاند دیکھکر درمیان اسی سن کے تشریف لے گئیں اور بہت لوگوں نے اونکی متابعت کی اور حضرت علی رض نے مایحتاج اور جو کچھ اونکو چاہیئے تھا سب مہیا کر دیا اور اپنے بیٹوں کو ارشاد کیا کہ ایک منزل تک تم جاکر اونکو پہنچا دو چنانچہ حضرت عائشہ مکہ شریف کو تشریف لے گئیں اور اس سال کا حج اوا کر کے مدینہ کو مراجعت فرمائی کہتے ہیں کہ تعداد مقتولین کی جو بروز جنگ جمل فریقین سے مارے گئے تھے دس ہزار تھی اور حضرت علی رض نے بصرہ پر عبداللہ ابن عباس کو حاکم مقرر کیا اور آپ کوفہ کو تشریف لے گئے وہاں کا انتظام کر کے تمام اعراق اور مصر اور یمن اور حرمین اور خراسان سوا شام کے سب کا انتظام کر لیا اور ملک شام میں معاویہ تھا وہاں کے باشندے اوسکے تابعدار تھے اسلئے حضرت علی رض نے جریر بن عبداللہ البجلی کو باین ارادہ بھیجا کہ معاویہ سے بیعت کا اقرار کرواے اور اوسے یہ کہے کہ جس بیعت میں سب مہاجر اور انصار داخل ہو چکے ہیں وہ بھی داخل ہو۔ چنانچہ حسب ارشاد حضرت علی رض کے جریر معاویہ کے پاس گیا معاویہ نے بیعت کرنے میں درنگ کی یہانتک کہ

عمرو بن العاص فلسطین سے معاویہ کے پاس آگیا۔ اِن ایام میں عمرو بن العاص مِیں رہتا تھا۔ اوس نے آکر دیکھا کہ اہل شام متفق اسبات پر ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا عوض لینا چاہیئے۔ عمر مذکور نے اون لوگوں سے کہا کہ تم حق پر ہو اور معاویہ سے یہ مشورت کی کہ حضرت علیؓ سے ہم اور تو دونوں متفق ہوکر جنگ کریں لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ جب تیری فتح ہو تو مجھکو مصر کا حاکم کردینا اوس نے منظور کیا اوسوقت میں متولی مصر قیس ابن سعد بن عبادہ حضرت علیؓ کیطرف سے تھا جیساکہ ہم اوپر ذکر کرچکے ہیں کہ ایک فرقہ عثمانیہ نے اوسکی اطاعت منظور نہ کی تھی وہ لوگ ایک گانوں میں جسکو خرنبا کہتے ہیں اور قریب شہر مصر کے واقع ہے جارہے تھے اور قیس مذکور تیز عقل تمام عربوں میں تھا اوسنے دیکھا کہ مصلحت یہ ہے کہ اُنسے کچھ تعرض نہ کرو اور لڑائی کرنی مناسب نہیں تاکہ یہ لوگ معاویہ سے نہ ملجائیں اور معاویہ نے قیس مذکور کو چند خط اس طور سے لکھے کہ میں تجھکو بہت بڑا اعتبار اور اقتدار دونگا تو مجھ سے ملجا اور متفق ہوجا اوسنے ہرگز نہ مانا تب معاویہ نے ایک جھوٹا خط اوسکی جانب سے بناکر لوگوں کے سامنے پڑھا اور یہ لوگوں کو جتلادیا کہ قیس مذکور مجھ سے ملا ہوا ہے چنانچہ اِسیواسطے اوس نے اون لوگوں سے جو اوسکے فرمانبرداری سے خارج ہوکر خرنبا میں جارہے ہیں کچھ تعرض نہیں کیا اور کسی سے لڑائی نہیں کی یہ خبر حضرت علیؓ کے پاس پہنچی اونہوں نے قیس مذکور کو مصر سے معزول فرماکر بجائے اوسکی محمد ابن ابی بکرؓ کو حاکم مصر کا مقرر کردیا وہ مصر پہنچے اور قیس مدینہ میں آیا اور حضرت علی رضہ سے ملاقات کی اِس سبب سے جنگ صفین پر ہی قیس مذکور نے سب حال اپنا جو معاویہ کے ہمراہ گذرا تھا بیان کیا جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص صحیح کہتا ہے۔ اور قیس مذکور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ کے ہمراہ اِسیطرح رہا تھا یہانتک کہ خلافت معاویہ کو سپرد ہوئی اور محمد بن ابی بکرؓ جب مصر میں گئے اور اوسکے متولی ہوئے اوسوقت قیس نے اونکو یہ وصیت کردی تھی کہ اہل خرنبا سے تم متعرض نہ ہونا۔ اونہوں نے نہ مانا اور ایک قاصد کی زبانی باشندگان خرنبا کے پاس یہ پیغام لکھکر بھیجا کہ یا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت اختیار کرو اور نہیں مصر کی زمین سے نکل جاؤ اونہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم بیعت نہیں کرتے اور ہمکو ابھی مہلت دو دیکھیں کہ انجام کار کیا ہوتا ہے اوسنے انکا کہا اور نہ مانا۔

بیان جنگ صفین کا

جبکہ عمرو مذکور یالامعاویہ کے پاس گیا اور حضرت علی رضؓ سے لڑنے کا ارادہ ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اوسوقت جریر بن عبداللہ البجلی حضرت علی رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب حال اونسے کہا حضرت علی رضؓ نے کوفہ سے معاویہ پر خروج کیا۔ اور معاویہ اور عمرو شام کی فوج لیکر حضرت علی کیطرف چلے لیکن معاویہ دیر سے چونکہ چلتا تھا اسلیئے دونوں جانب کے لشکروں کا مقابلہ صفین میں ہوا لیکن ابھی کچھ لڑائی نہ ہوئی تھی کہ سنہ ۳۶ ہجری پورا ہو چکا اور ہنوز ہ وزادل رہا۔

اب شروع ہوا سینتیسواں سال ہجری نبوی صلعم کا

واضح ہو کہ درمیان اس سنہ کے دونوں طرف لشکر کی صفیں کھڑی ہوئی تھیں اور تمام ماہ محرم بھی گذر چکا تھا کہ لڑائی نہ ہوئی اور خط وکتابت جانبین سے آتی تھی مگر کچھ انتظام نہ ہوا اور مراسلات سے کچھ کام نہ نکلا المختصر ماہ صفر کے شروع ہونے ہی جنگ ہونا شروع ہوا اور بہت لڑائیاں ہوئیں کہتے ہیں کہ نوے ۹۰ لڑائیاں صفین میں واقع ہوئیں اور ایکسو دس روز جانبین کا قیام اوسجا ئے رہا اور شام کیطرف کے پینتالیس ہزار آدمی مارے گئے اور اہل عراق کے پچیس ہزار شہید ہوئے اور مقتولین میں چھبیس آدمی تو جنگ بدر کے تھے اور حضرت علی رضؓ نے اپنے اصحاب سے تاکید کہا تھا کہ جب تک طرف ثانی کو لڑتا ہوا نہ دیکھو ہرگز نہ لڑنا اور بھاگتے کو قتل نہ کرو۔ اور اونکے مال میں سے کچھ نہ لو اور کسی کا ستر نہ کھولو معاویہ کہتا ہے کہ میرا ارادہ بھاگنے کا جنگ صفین میں ہو گیا تھا لیکن مجھکو ابن الاطنابہ کا ایک شعر یاد آگیا اسلیئے میں ثابت دل درست ہو گیا اوس شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ انکار کرتی ہے ہمت میری اور حیا میری اور متوجہ ہونا میرا اوپر شجاع طاقتور کے۔ اور دینا مال اوپر بڑے کام کے اور خریدنا حمد کا قیمت دیکر اور قول میرا یہ کہ جبکہ برانگیختہ ہوا اور جوش زنی کرے نفس میرا دہ کا رکر کیونکہ یا تیری تعریف ہوگی یا راحت پاویگا اوس رنج سے۔ اور عمار بن یاسر حضرت علی رضؓ کی طرف ہو کر خوب لڑے انکی عمر کچھ اوپر نوے برس کی تھی اسیواسطے حربہ اونکے ہاتھ میں کانپتا تھا اور فرماتے تھے کہ یہ وہ علم ہے جس سے ہمراہ رسول اللہ کے تین دفعہ لڑا ہوں۔ اب یہ چوتھی لڑائی ہے اور ایک دودھ کا پیالہ مانگا اور پیا اور کہا کہ سچ کہا ہے اللہ اور اوسکے رسول نے کہ آج ملے روز محبین محمد اور اوسکے گروہ کو جیسے دیکھے اور کہا ہے رسول اللہ نے اخیر رزق میرا دنیا میں دودھ آمیختہ ہے اب مجھکو معلوم ہوا کہ

میں شہید ہونگا۔ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر جلد جلد بآواز بلند یہ فرماتے تھے کہ ہم جنگ کرتے ہیں تم سے تاویل قرآن پر جسطرح کہ ہم لڑتے تھے تم سے بروقت نازل ہونے قرآن کے یعنی جیسا کہ تم انکار کرتے تھے نزول قرآن کا حالت کفر میں اوسوقت ہم تم سے لڑے تھے اب ہم تم سے اسواسطے لڑتے ہیں کہ باوجود ہونے کے تم نہیں مانتے امر خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اختلاف کرتے ہو۔ عمار مذکور تا وقت شہادت لڑائی کے۔ اور ایک حدیث متفق علیہ میں یہ آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ارشاد کیا کہ عمار ایک فرقہ باغی سے لڑیگا کہتے ہیں کہ قاتل عمار کا ابو عادیہ ہے اسنے ایک نیزہ اونکے مارا وہ زمین پر گر پڑے اور ایک اور شخص آکر اونکا سر کاٹ کر لے گیا اور دونوں جھگڑتے ہوئے عمرو اور معاویہ کے پاس آئے ہر ایک شخص ان دونوں میں سے بامید انعام کہتا تھا کہ میں نے اوسکو قتل کیا ہے معاویہ نے جواب میں کہا کہ تم دونوں جہنمی ہو جب وہ دونوں چلے اوسوقت معاویہ نے عمرو سے کہا کہ جیسا آجکے روز میں معاملہ پیش آیا ہے ایسا کبھی مینے نہیں دیکھا کیونکہ لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ ہماری غرض کو نہیں جلنتے اپنی جان اموات لاطائلہ میں خرچ کرتے ہیں عمرو نے کہا سچ ہے یہی بات ہے قسم خدا کی تو جانتا ہے میں اگر آجکے روز سے بیس برس پہلے مرجاتا تو خوب ہوتا جبکہ حضرت عمار مقتول ہو چکے اوسوقت حضرت علیؓ نے باراں ہزار جوان منتخب کرکے معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اوسوقت یہ حالت ہوئی کہ تمام لشکر شام کی صفیں شکستہ ہوگئیں اور حضرت علیؓ فرماتے جاتے تھے کہ قتل کرونگا میں ان سب کو اور مجھکو معاویہ بڑی آنکھ والا پیلی دکھلائی نہیں دیتا پھر آپنے بآواز بلند پکار کر کہا کہ اے معاویہ خلق اللہ کا کیوں خون کروا رہا ہے آؤ ہم تم دونوں لڑیں اگر میں تجھکو مار ڈالونگا میری خلافت رہی اگر تو نے مجھکو مار ڈالا تو بادشاہ ہو جاویگا۔ عمرو نے شکر معاویہ سے کہا کہ تیرے چچا کے بیٹے نے انصاف کی بات کہی ہے۔ معاویہ نے کہا کہ کیا خاک انصاف کیا وہ جانتا ہے کہ جو شخص اوس سے لڑا ہے وہ کبھی فتحمند نہیں ہوا بلکہ اوسے قتل ہی کر ڈالا ہے عمرو نے کہا کہ پھر لڑائی چھوڑ دے بھی نہیں بنتی معاویہ نے کہا کہ میں تو خلافت اپنے بعد چاہتا ہوں۔ پھر لیلۃ الہریر کو مشابہ لیلۃ القادسیہ کی ایک لڑائی ہوئی یہ رات جمعہ کی تھی صبح تک لڑائی رہی روایت کی گئی ہے کہ حضرت علیؓ نے اس رات میں چار سو تکبیریں کہیں اور عادت سے اونکے یہ بات تھی کہ جب کوئی مقتول ہوتا تھا تو ایک تکبیر کہا کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید چار سو آدمی مقتول ہوئے یہ لڑائی روز جمعہ کے دوپہر دن تک

ہوا کی مگر اشتر خوب لڑا ایساکہ لڑتے لڑتے مخالفین کے لشکر تک پہونچگیا اور حضرت علیؓ کے آدمیوں نے مدد اوسکو دی - جب عمرو نے دیکھا کہ معاملہ دگرگون ہوا اور حضرت علیؓ کے مبارز غالب ہوئے جاتے ہیں اوسوقت قرآن شریف نیزوں پر رکہہ با آواز بلند کہا کہ یہ کلام اللہ ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے جب اہل عراق نے دیکھا کہ قرآن شریف نیزوں پر لٹکے ہوئے ہیں اوسوقت حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ آپ قرآن شریف کو نہیں مانتے - حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ تم اپنے صدق اور حق پر اپنے دشمنوں سے لڑے جاؤ کیونکہ عمرو اور معاویہ اور ابن ابی معیط اور ابن ابی سرح اور ضحاک بن قیس یہ لوگ دیندار نہیں ہیں اور نہ صاحب قرآن ہیں میں اونکو خوب جانتا ہوں تم اتنا نہیں جانتے افسوس ہے کہ تم لوگ نہیں سمجھتے اونہوں نے فریب دینے کو قرآن شریف نیزوں پر بلند کئے ہیں اون لوگوں نے جواب دیا کہ آپ ہمکو قرآن شریف سے منحرف کرتے ہیں ہم تو نہیں مانتے حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ میں ان لوگوں سے اسواسطے لڑتا ہوں تا کہ یہ دیندار ہوجاویں اور خدا کے حکم کو مانیں کیونکہ اونہوں نے موافق حکم خدا کے عمل نہیں کیا بلکہ نافرمانبرداری کرتے ہیں - اوسوقت مسعود بن فدک تمیمی اور زید بن حصین الطائی جو اوس گروہ میں موجود تھے جنکا لقب خارجی مقرر ہوا اونہوں نے کہا کہ یا علیؓ قرآن کو ماننا چاہیئے جب قرآن بیچ میں آگیا اسوقت انکار نہ کیجیئے ورنہ ہم مخالفین کے حوالہ آپ کو مع آپکے ہمراہیوں کے کردینگے اور جو حال حضرت عثمان ابن عفان کا کیا ہے ویسا ہی آپ کا کریں گے - حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اگر تمکو میری اطاعت منظور رہے تو جنگ کرو اور اگر نہیں مانتے تو جو تمہاری رائے میں آیا ہے وہ کرو - اونہوں نے کہا کہ آپ ایک آدمی اپنا بھیجکر اشتر کو بلوا لیجیے چنانچہ ایک شخص کو حضرت علیؓ نے اشتر کے پاس بھیجا اوسنے جاکر کہا کہ جناب علی مرتضیٰ تمکو بلاتے ہیں - اشتر نے کہا کہ یہ ساعت اس مقام سے ٹلنے کی نہیں ہے چنانچہ قاصد مراجعت کرکے حضرت علیؓ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یہ حال ہے - اسی اثنا میں آوازیں اور شور اشتر کیطرف سے برپا ہوئے اوس فرقہ باغیہ نے کہا کہ آپ نے اوسکو جنگ کا حکم دے رکہا ہے اور آپ بلا نہیں لیتے - حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم دیکھتے نہیں ہو تمہارے سامنے قاصد بھیج چکا ہوں اور جو اوسکو مینے کہلا کر بھیجا ہے تم بھی سنتے ہی تھے - فرقہ باغیہ کے لوگوں نے کہا کہ پھر آدمی اوسکے بلانے کو بھیجئے تاکہ وہ آپکے پاس چلا آوے نہیں تو ہم آپ

معزول کر دیں گے۔ قاصد اشتر کے پاس گیا اور جا کر سب حال سے مطلع کیا۔ اشتر نے یہ سنکر کہا کہ میں جانتا تھا کہ قرآن شریف اوٹھانا اختلاف ڈالدیگا اور یہ مشورہ کسی حرامزادہ کا ہے۔ چنانچہ اشتر حضرت علیؓ کے پاس گیا اور کہا کہ اونہوں نے فریب دیا اور سب فریب میں آگئے۔ اس فرقہ کو جو جنگ کرنے سے بازرہے تھے چند قاری تھے اونہوں نے معاویہ سے پوچھا کہ کس واسطے تمنے قرآن شریف اوٹھائے ہیں اوسنے کہا کہ ایک حکم اپنی طرف سے تم قایم کرو اور ایک حکم ہم اپنا کھڑا کرتے ہیں اور اون سے کہیں کہ جو کتاب اللہ میں ہے تم دونو منصف اوسپر عمل کرکے متفق ہو جاؤ جو وہ دونوں منصف متفق ہوکر حکم کریں وہ ہم بھی مانیں اور تم بھی مانو۔ اوسوقت اشعث ابن قیس جو بڑا خارجی ہے حاضر تھا اوسنے کہا کہ ہم تو موسیٰ اشعری سے راضی ہیں۔ حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ پہلے تو تم نے میرا عصیان کیا اب تو عصیان نہ کرو کیونکہ میری صلاح ابا موسیٰ اشعری کے منصف مقرر کرنیکی نہیں ہے۔ اونہوں نے کہا کہ ہم اوس سے راضی ہیں اور کسی سے راضی نہیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ شخص ثقہ نہیں ہے کیونکہ وہ مجھ سے جدا ہوکر اور آدمیوں کو الگ کرکے بھاگ گیا یہانتک کہ امن دیا میں نے اوسکو بعد کتنے مہینوں کے لیکن ابن عباس بہتر ہے اوس سے اونہوں نے جواب دیا کہ ابن عباس اونکے چچا کا بیٹا ہے ہم ایسا شخص چاہتے ہیں کہ آپ سے اور معاویہ سے اوسکو نسبت برابر ہو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اشتر کو مقرر کرو اوسکو بھی اونہوں نے نہ مانا لاچار ہوکر حضرت علیؓ نے اونکا کہنا مانا اور ابا موسیٰ منصف اودہر کا۔ اور عمرو بن العاص بن وائل معاویہ کی طرف سے مقرر ہوا یہ دونوں حکم حضرت علیؓ کے سامنے حاضر ہوئے اور اقرار نامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہوگیا عبارت اوس اقرار نامہ کی یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اقرار نامہ ہے کہ جسپر فیصلہ کیا امیر المومنین علیؓ نے اتنی ہی عبارت لکھنے پائے تھے کہ عمرو نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہیں ہمارے نہیں ہیں احنف نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کا محو نہ کرو۔ اشعث بن قیس نے کہا کہ محو کیا جائے چنانچہ حضرت علیؓ نے مان لیا اور کہا کہ بہائی امیر المومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہکر حضرت علیؓ نے کہا کہ اللہ اکبر آجکے روز مشابہ ہوا میں درمیان سنت رسول کے کیونکہ قسم ہے خدا کی میں بھی جنگ حدیبیہ کے روز رسول کیطرف سے اقرار نامہ لکھنے بیٹھا تھا جبتے محمد رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا کہ آپ رسول اللہ نہیں ہیں آپ

اپنا نام لکھیے اور اپنے باپ کا نام لکھ کر دیجیے اوسوقت پیغمبر خدا نے مجھکو ارشاد کیا تھا کہ محو کر دو میں نے عرض کی کہ یا حضرت مجھکو اتنی طاقت نہیں کہ میں محو کروں آپنے ارشاد کیا کہ مجھکو دکھلا دو میں نے دکھلایا آپنے اوسکو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور مجھسے فرمایا کہ تجھکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بھی یہی مانیگا۔ عمرو نے کہا کہ سبحان اللہ آپ ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہیں اور حالانکہ ہم مسلمان ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے نافرمانبردار کے بچے اب تک تو فاسقوں کا سردار اور مسلمانوں کا دشمن نہیں ہوا۔ عمرو نے کہا کہ قسم ہے خدا کی ایسے میں آپکی مجلس میں کبھی نہ آونگا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ تیری صورت پر کدورت سے اپنی مجلس میں پاک رکھوں تجھ جیسوں کو نہ بیٹھنے دوں۔ بعدازاں کاتب نے وہ اقرار اسطرح پر لکھا کہ یہ وہ اقرارنامہ ہے جو علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان قاضی علیؓ کے نے جو اہل کوفہ پر مقرر ہے معہ اپنے ہمراہیوں اور قاضی معاویہ کے نے جو اہل شام پر مقرر ہے معہ اپنے ہمراہیوں کے یہ لکھا ہے کہ دیکھتے ہیں حکم اللہ اور کتاب اللہ کو زندہ کرینگے وہ جو زندہ کیا خدا نے اور نہ مانیں گے وہ جو منع کیا خدا نے۔ یہ دونوں منصف یعنے ابو موسیٰ الاشعری۔ عبد اللہ ابن قیس۔ اور عمرو بن العاص جو کچھ خدا کی کتاب میں پاوینگے اوسپر عمل کرینگے اور اگر کتاب اللہ میں نہ ملا اوسوقت سنت عادلہ کیطرف رجوع کرینگے۔ اور دونوں منصفوں نے حضرت علیؓ اور معاویہ سے اور دونوں لشکروں نے وثیقہ اس مضمون کے لکھوائے کہ ہمکو اور ہمارے اہل وعیال کو کوئی نہ مار ڈالے اور امت رسول اللہ ہماری مددگار رہو جو ہم ثابت کر کے مقرر کریں اوسکی تعمیل جلد ہو دونوں منصفوں نے اسکا فیصلہ رمضان شریف سال آیندہ پر رکھا اور یہ بھی اونکو اختیار رہا کہ اگر اور مہلت چاہیں تو وہ بھی چاہیں سے ملے یہ اقرارنامہ چارشنبہ کے روز تیرہویں تاریخ صفر ۳۷ھ ہجری کو قلمبند ہوا اور یہ وعدہ ٹھہرا کہ حضرت علیؓ اور معاویہ مقام دومۃ الجندل میں دونوں درمیان رمضان شریف اس مقام میں جمع ہوں اور دن دو حکموں کے واسطے مقرر ہوا تھا آکر ملاقات کریں یہ دونوں مجتمع نہ ہوں اسجائے تو سال آیندہ میں درمیان اذرح کے مجتمع ہوں اسلئے حضرت علیؓ طرف عراق کے تشریف لے گئے اور کوفہ میں آئے اور خارجی لوگ آپکے ہمراہ کوفہ میں نہ آئے وہیں سے علیحدہ ہو گئے تھے پھر اسی سال میں حضرت علیؓ نے موافق وعدہ چار سو آدمی کا سردار ابا موسیٰ اشعری کو مقرر کر کے روانہ کیا

اون میں عبد اللہ ابن عباس بھی تھے اور حکم دیا کہ انکے ہمراہ نماز پڑہنا اور حضرت علیؓ خود تشریف نہ لائے۔ اور معاویہ نے عمرو بن العاص کو ہمراہ چارسو آدمی کے روانہ کیا۔ پیچھے سے آپ بھی آکر مقام اذرح پر ملگیا اونکے ہمراہ عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ بن الزبیر۔ اور مغیرہ بن شعبہ تھے۔ وہ دونوں حکم جو مقرر ہوئے تھے آکر آپسمیں ملے۔ عمرو نے ابا موسیٰ سے کہا کہ میرے نزدیک معاویہ کا خلیفہ ہونا بہتر ہے اونسے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا۔ تمام مہاجرین اولین کو چھوڑکر اوسکو میں خلافت کا والی بناؤں یہ نہ ہوگا۔ ابوموسیٰ نے عمرو سے کہا کہ عبد اللہ بن عمر و بن الخطاب کے نام خلافت مقرر کیجائے تو یہ میرے نزدیک بہتر ہے اوسکا عمرو نے انکار کیا۔ پہر عمرو نے پوچہا کہ اب آپکی کیا صلاح ہے ابا موسیٰ نے کہا کہ اب یہ تجویز ہے کہ حضرت علیؓ اور معاویہ دونوں کو خلافت سے موقوف کرو اور لوگوں کی مصلحت اور مشورت پر یہ امر ٹھہرا دو جسکو مسلمان پسند کریں وہ خلیفہ مقرر ہو۔ عمرو نے کہا کہ یہ رائے میرے بھی پسند ہے۔ سبحان اللہ کیا اچھی تدبیر آپنے نکالی ہے یہ بات ٹھہراکر دونوں لوگوں کے سامنے آئے اوسجائے بہت آدمی مجتمع ہو رہے تھے ابوموسیٰ نے کہا کہ ہم دونوں منصفوں کی رائے اِس بات پر متفق ہوگئی ہے کہ جس امر میں بہتری اِس امت کی ہو وہ کرنا چاہیئے۔ عمرو نے کہا سچ ہے ذرا آگے بڑھکر بیان کیجئے جب وہ آگے آئے اوسجائے اونکو عبد اللہ ابن عباس ملے اونہوں نے ارشاد کیا کہ اے ابا موسیٰ مجھکو ظن غالب یہ ہے کہ تو فریب میں آگیا اور اگر تمہاری دونوں کی رائے ایک بات پر متفق ہوگئی ہے تو عمرو کو آگے کر اور کہہ کہ پہلے وہ لوگوں کو سنائے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب تو وہ رائے بیان کردیگا پیچھے سے یہ تیری مخالفت بالضرور کریگا وہ رائے متفق علیہ نہ مانیگا۔ ابوموسیٰ نے نہ مانا اور کہا تاکہ ہم متفق ہوگئے ہیں اور رائے ہماری دونوں کی ایک ٹھہر گئی ہے شکر ہے خدا اور سُنا ہے اوسکی یہ کہکر ابا موسیٰ کہنے لگا اے لوگو ہماری رائے میں کوئی بہتر امر اس امت کے واسطے سوائے اوس امر کے جسپر رائے ہم دونوں کی متفق ہوگئی ہے اور کوئی خیال میں نہیں آتا وہ بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور معاویہ دونوں کو خلافت سے برطرف کرو تم لوگ سب اِس بات کو قبول اور منظور کرو اور جس شخص کو تم چاہو خلیفہ مقرر کرلو اور میں نے تو علیؓ اور معاویہ دونوں کو بیعت سے خلع کیا اب تم سب مانو اور جسکو چاہو پسند کرلو اور مناسب

جانو کہ وہ لایق اِس امر کے ہے اوسکو خلیفہ تجویز کر لو یہ کہکر ابو موسیٰ علیحدہ ہوئے عمرو بن عاص دو بیم اوسکے قایم مقام کھڑا ہوکر اللہ کی حمد اور ثنا کر کے یہ بیان کرنے لگا کہ اے لوگو تمنے سُنا جو اس شخص نے کہا اس نے اپنے صاحب یعنی امیر المومنین علیؓ کو خلافت سے برطرف کیا اور میں بہی اوسکے صاحب جیسا کہ اوسنے برطرف کیا برطرف کرتا ہوں۔ اور مقرر کرتا ہوں اپنے صاحب کو یعنے معاویہ کو کیونکہ یہ مقرر کیا ہوا حضرت عثمان رضؓ کا ہے اور اونکے خون کا طالب ہے اور سب آدمیوں سے زیادہ حق رکہتا ہے اونکے قایم مقام ہونے کا ابو موسیٰ نے اوسوقت خفا ہوکر بد دُعا دی اور بیان کرنے لگا کہ اے عمرو تو نے مجھہ سے فریب کیا تو گنہگار ہوا۔ یہ کہکر وہ تو سوار ہوکر مکہ کو چلے گئے بہ سبب حیا صحابہ کے مدینہ کو نہ گئے۔ اور عمرو اور اہل شام طرف معاویہ کے چلے گئے اور معاویہ کے خلیفہ ہونے کو سب نے تسلیم کر لیا۔ اوسی روز سے حضرت علیؓ کے ہر امر میں ضعف ہوگیا اور معاویہ کو قوت اور توانائی حاصل ہوتی گئی۔ جبکہ خارجیوں نے حضرت علیؓ کی بیعت خلافت کا انکار کیا اوسوقت آپنے اون سے دعویٰ حق کا کیا اونہوں نے نہ مانا اور جو قاصد حضرت علیؓ کا اونکے پاس جاتا اوسکا سر کاٹ ڈالتے یہ خارجی چار ہزار آدمی تھے حضرت علیؓ نے اونکو وعظ اور پند کرنی شروع کی اور جنگ و جدال سے مانع ہوئے لیکن یہ پند سودمند نہ ہوئی اور ایک جماعت اون میں سے متفرق ہوکر عبد اللہ ابن واہب ہمراہ اوسی گمراہی اور تمردی پر رہا کی یہانتک کہ لڑکر سب مارے گئے اور حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے سوا سات آدمیوں کے کوئی شخص شہید نہیں ہوا۔ اول یزید بن نویرہ ہے یہ وہ شخص ہے جو پیغمبر خداؐ کے ہمراہ جنگ احد میں حاضر تھا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے [illegible] کیطرف مراجعت فرمائی تب آپنے لوگوں کو معاویہ پر چڑہائی کے واسطے برانگیختہ کیا لیکن اونکی ہمت پست ہوگئی تھی سب نے کہا کہ بالفعل ہم لڑتے ہوئے آئے ہیں جب آرام کر لینگے بعد تسکین و طمینان خاطر کے لڑینگے اِسلئے حضرت علیؓ کو تشریف لیجانے کوفہ کی طرف بہت ضرورت ہوئی

اب شروع ہوا سنہ ۳۸ ہجری نبوی کا

اِس سال میں معاویہ نے عمرو بن العاص کے ہمراہ لشکر آمادہ کر کے مصر کی مہم پر روانہ کیا تھا جب اوسنے مصر پر چڑہائی کی اسوقت محمد بن ابی بکر نے حضرت علیؓ سے مدد طلب کی آپنے اشتر نخعی کو اوسکی کمک کے واسطے روانہ فرمایا۔ جبکہ اشتر دریا قلزم کے پاس پہنچا اوسجائے ایک شخص نے شہد میں زہر ملاکر

اشتر کو کہلا دیا وہ مرگیا معاویہ خوش ہوا اور بطور ظرافت کہنے لگا کہ خدا کا لشکر شہد میں بھی ہے۔ اور عمرو مصر پر جا پہنچا اصحاب محمد ابن ابی بکر اوس سے لڑے لیکن عمرو نے اونکو شکست دی اوسوقت وہ لوگ تتر بتر ہو گئے اور محمد مذکور بھاگ کر خربتا پر پہنچا تھا اوسکو بھی پکڑ لیا اور معاویہ ابن خدیج کے پاس حاضر کیا اوسنے اوسکو قتل کر کے اونکے لاشہ کو مُردار وں میں جسجاے کہدے مر ہوئے پڑے تھے ڈال دیا اور آگ سے اوسکا لاشہ جلا کر خاک سیاہ کیا اور عمرو مصر میں داخل ہوا تمام اہل مصر نے معاویہ کی بیعت کی جب یہ خبر عائشہؓ کو پہنچی کہ میرا بھائی محمد اسطرح پر مقتول ہوا بہت جزع فزع کیا اور ہر نماز کے بعد دعا معاویہ اور عمرو بن العاص کو دینی شروع کی تمام اہل بیت اِس بددُعا میں اونکے شریک۔ اور جب حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اوسکے مقتول ہونیکا حال سُنا بہت رنجیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک اوسکا حساب لیں گے یہ واقعہ ۳۸ھ میں گذرا۔ پھر معاویہ نے اپنے لشکر عاملین علیؓ پر واسطے لوٹنے کے بھیجے چنانچہ نعمان بن بشیر انصاری کو عین التمر میں بھیجا اوسنے وہاں جا کر جو اصحاب علی کا پایا سب کو لوٹا اور شکست دی۔ اور سفیان بن عوف کو ہیت اور انبار۔ اور مداین کیطرف روانہ کیا اوسنے وہاں جا کر خوب ہاتھ صاف کئے اور لوٹا اور جو مال پایا سب جمع کر کے معاویہ کی طرف مراجعت کی۔ اور عبد بن سعدہ الفزاری کو حجاز کیطرف روانہ کیا حضرت علیؓ نے بھی اوسپر سوار بھیجے دونوں کا مقابلہ تیما میں ہوا اور اصحاب معاویہ کو شکست ہوئی وہ بھاگ کر شام میں چلے گئے اور متواتر لوٹ گھسوٹ بلاد علیؓ پر رہی اور حضرت علیؓ اِس امر میں لوگوں کو خطبہ بلیغہ پڑھکر سُناتے تھے اور بہت کوشش اور سعی کرتے تھے کہ یہ لوگ معاویہ کے لڑنے کے واسطے تیار رہوں لیکن کسی کے دلپر بھی اثر نہ ہوتا تھا کیونکہ لشکر اونکا پست ہمت ہو گیا تھا۔

اب شروع ہوا سنہ ۳۹ ہجری نبوی کا

یہ سال شروع بھی ہو گیا اور حال یہی رہا اسی سال میں عبداللہ ابن عباس نے جو عامل بصرہ کا تھا زیاد کو ملک فارس پر بھیجا کیونکہ بسبب مقابلہ در جنگ علیؓ اور معاویہ کے اضطراب لاحق حال فارس کے ہو گیا تھا حضرت زیاد وہاں پہنچے اور خوب بندوبست کیا یہانتک کہ اہل فارس نے یہ کہا کہ سیاست نوشیرواں سے تا ایندم ہمنے ایسا بندوبست نہیں دیکھا جیسا کہ یہ عربی کرتا ہے۔

اب شروع ہوا چالیسواں سال ہجری نبوی کا

درمیان اِس سال کے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ عراق میں تھے اور معاویہ ملک شام میں تھا اور ملک مصر معاویہ کے قبضہ میں تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بد دعا پڑہتے تھے درمیان ہر نماز کے واسطے معاویہ اور عمرو بن العاص اور ضحاک اور ولید بن عقبہ اور یک چشم سلمی پر۔ اور معاویہ بھی حضرت علی رض پر ہر نماز میں بد دعا کرتا تھا اسی سال میں معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو لشکر دیکر حجاز پر بھیجا تھا چنانچہ وہ مدینہ میں آیا اور وہاں سے ابو ایوب انصاری جو حضرت علی رض کیطرف سے عامل تھے وہ بھاگ کر حضرت علی رض سے جا ملے اور بسر نے مدینہ میں گھسکر خوب خونریزی کی اور زبردستی لوگوں سے بیعت معاویہ کی کروائی۔ پھر یمن کو گیا اور ہزارہا آدمی وہاں قتل کئے مگر عبد اللہ بن عباس جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے یمن کے عامل تھے وہ جان بچا کر بھاگ گئے لیکن اس ظالم نے حضرت عبد اللہ کے دو بیٹے صغر سن پکڑ کر ذبح کر ڈالے۔ اِسکا بہت رنج ہوا اون بچوں کی ماں یعنی عائشہ بنت عبد اللہ بن عبد المدان روتی تھی اور چند شعر جو وہ پڑہتی تھی ترجمہ بسبب اِسکے کہ سوا رونے کے اور کچھ فائدہ نہیں بخشتا چھوڑ دیا گیا۔

بیان شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ

راویان اخبار یوں نقل کرتے ہیں کہ تین شخص خارجی یعنی عبد الرحمن بن ملجم المرادی۔ اور عمرو بن بکر تمیمی اور برک بن عبد اللہ تمیمی جسکو حجاج بھی کہتے ہیں ایک مقام پر جمع ہوئے اور بہائیوں نہروان والوں کا جو نہروان میں مقتول ہوئے تھے تذکرہ کرنے لگے پھر یہ کہا کہ اگر ہم اوس فرقہ گمراہ کو قتل کر ڈالتے تو تمام بلاد اور اطراف میں چین ہو جاتا۔ ابن ملجم نے کہا کہ علی رض کو میں کافی ہوں۔ اور برک نے کہا کہ معاویہ میں قتل کر ڈالونگا عمرو نے کہا کہ عمرو بن العاص کو میں سمجھ لونگا اور یہ عہد ہوگیا کہ سنو بھائی ہم تینوں میں سے جو جسکی طرف جائے وہاں سے بھاگے نہیں اور اپنے ہمراہ ہر ایک نے زہرآلودہ تلواریں لیں اور وعدہ یہ ہوا کہ سترہویں تاریخ ماہ رمضان سنہ ۴۰ھ کو ہر ایک شخص اپنی اپنی جائے میں کار مقبوضہ ادا کرے اور عبد الرحمن بن ملجم کے ساتھ دو آدمی اور بھی متفق ہو گئے تھے ایک کا نام وردان ہے یہ شخص قبیلہ تیم الرباب سے ہے۔ دوسرا شبیب بن انجع وہ تینوں حضرت علی رض کے قتل کرنیکے ارادہ پر گئے حضرت علی مرتضیٰ واسطے نماز صبح کے تشریف لاتے تھے شبیب نے بڑھکر ایک ضرب تلوار کی ماری اوسکی تلوار طاق پر لگی وہ بھاگ کر لوگوں میں جا چھپا۔ ابن ملجم نے آپکی پیشانی پر ایک ضرب ماری اور وردان بھاگ گیا مگر ابن ملجم پکڑا گیا اوسکی مشکیں باندہ کر سامنے

حضرت علی رضی کے حاضر کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امام حسن اور امام حسین رضی کو بلوایا اور فرمایا کہ وصیت
کرتا ہوں میں تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری اور دنیا کو نہ چاہنا اور جو شئے تم سے چھینی جاوے اوسپر
رونا نہیں پھر سوا کلمہ لا الہ الا اللہ کے اور کچھ نہ بولنے پائے تھے جان قبض ہوگئی تھی انا للہ وانا الیہ راجعون
اب حال برک کا سنئے اوسنے اوسی رات کو ایک ہاتھ تلوار کا معاویہ پر مارا وہ ہاتھ چونتڑ پر پڑا مگر وہ بگڑ گیا جب
سامنے معاویہ کے حاضر ہوا کہنے لگا کہ میں آپکو خوشخبری سناتا ہوں مجھے قتل نہ کیجیے اوسنے پوچھا وہ کیا خوشخبری
ہے اوسنے کہا کہ میرے ایک رفیق نے آج ہی کے روز حضرت علی رضی کو قتل کیا ہے معاویہ نے کہا کہ کیا
یہ نہیں ہوسکتا کہ علی رضی اوسکو قتل کر ڈالے اوسنے کہا کہ نہیں ہوسکتا کیونکہ علی رضی کے ہمراہ نگاہبان اور محافظ
نہیں ہیں معاویہ نے اوسکو قتل کیا۔ اور عمرو بن بکر اس حضرت عمرو بن العاص کے واسطے گھات لگا کر بیٹھا
وہ اوس روز نکلا ہی نہیں اوسنے خارجہ بن ابی حبیبہ کو جو اوسی کی شکل کا تھا حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیجیو
خارجہ لوگوں کو نماز پڑھانے کو آیا عمرو بن بکر نے اوسپر حملہ بایں گمان کیا کہ یہ شخص عمرو بن العاص ہے۔ اور اوسکو
قتل کر ڈالا لیکن اوسکو بھی لوگوں نے پکڑ لیا اور عمرو کے پاس حاضر کیا اوسنے پوچھا یہ کون ہے یہ۔ لوگوں
نے کہا کہ عمرو۔ پوچھا کہ قتل کون ہوا لوگوں نے کہا کہ خارجہ۔ عمرو قاتل بولا کہ میں نے تو ارادہ عمرو کے مارنے کا کیا
تھا مگر بارادہ خدا خارجہ مارا گیا اس میں میرا کیا قصور ہے۔ جسوقت حضرت علی رضی نے وفات پائی اوسوقت
عبد الرحمن بن ملجم کو قید سے نکالکر حضرت عبد اللہ بن جعفر نے ہاتھ اوسکے کاٹے پھر پیر کاٹے اور آنکھوں
میں اوسکے گرم کرکے سلائی پھروائی اور زبان اوسکی کاٹی پھر اوسکا لاشہ جلا دیا۔ ایک خارجی مسمی
عمران بن حطان لعنت اللہ نے اوس ابن ملجم علیہ اللعنۃ مذکور کا مرثیہ بھی کہا ہے (قول مترجم میں تذکرہ
شعراء عربیہ میں لکھا ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں ترسٹھ برس کی تھی
اور بعضے پینسٹھ ۶۵ برس کی بیان کرتے ہیں اور بعضے اونسٹھ ۵۹ برس کی۔ اور تین مہینے کم پانچ برس خلافت
کی اور جمعہ کی صبح سترہویں تاریخ رمضان سنہ ۴۰ھ میں یہ واقعہ جانگزا گذرا تھا اور وضع قبر میں بھی اختلاف ہے،
بعضے کہتے ہیں قریب مسجد کوفہ کے قبلہ رو مدفون ہوئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ دار الامارت میں دفن کیے
گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ امام حسن اور اونکے صاحبزادہ نے طرف مدینہ کے اونکو لیجا کر بقیع میں پاس اونکی
زوجہ فاطمہ رضی کے مدفون کیا اور صحیح تر اور وہ جو ابن اثیر وغیرہ اوسکو معتمد سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ قبر اونکی
نجف میں ہے اور یہی مشہور ہے اور آجکے روز تک زیارت بھی وہاں ہوتی ہے۔

بیان اوصاف علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ

آپ کا رنگ بہت گندم گوں تھا اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور پیٹ بڑا تھا پیشانی سر پر بال کم تھے بڑی ڈاڑھی تھی اور چھاتی پر آپ کے بال بہت تھے اور کچھ مایل بقصر قد تھا یعنی میانہ قد خوبصورت تھے۔ بڑھاپے سے کچھ تغیر نہ آیا تھا۔ کثیر التبسم تھے یعنی ہنستے پیشانی۔ اور دربان اونکا قنبر آر غلام تھا اور کوتوال آپ کا نغل بن قیس الریاحی تھا۔ اور قاضی آپکا شریح اوسکو قضا کوفہ کی حضرت عمرؓ نے دی تھی۔ چنانچہ کوفہ کا وہ قاضی حجاج کے زمانہ تک رہا اور اول بیوی حضرت علیؓ کی فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلعم ہے اونکے جیتے جی اور بیوی نہیں کی اسی بیوی سے تین بیٹے آپکے امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور محسنؓ پیدا ہوئے تھے مگر محسن چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ اور زینب اور ام کلثوم جو بیوی عمر بن الخطاب کی تھی پھر بعد مرنے فاطمہؓ کے حضرت علیؓ نے ام البنین بنت حزام کلابیہ سے نکاح کیا اوس سے عباس اور جعفر اور عبد اللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔ یہ چاروں اپنے بھائی حسینؓ کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے۔ سوائے عباس کے [illegible] نے انہیں سے اپنے پیچھے نہیں چھوڑا۔ اور لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلی تمیمی سے بھی نکاح کیا اوس سے عبد اللہ اور ابوبکر پیدا ہوئے۔ یہ دونوں بھی اپنے بھائی حضرت حسینؓ کے ہمراہ مقتول ہوئے۔ اسما بنت العمیس سے نکاح کیا اوس سے دو بچے یعنی محمد الاصغر اور یحییٰ پیدا ہوئے انکی نسل باقی نہیں رہی اور صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ سے بھی عمر اور رقیہ پیدا ہوئے عمر کی عمر پچاسی برس کی ہوئی اور اسنے نصف میراث اپنے باپ حضرت علیؓ کی پائی تھی یہ عورت اول قیدین میں سے جو بر وقت حملہ کرنے خالد بن ولید کی عین التمر پر گرفتار آئی تھی۔ یہ عمر و ابن علیؓ ینبع میں [illegible] اور اوسکی اولاد بھی ہے۔ اور ایک عورت امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبد شمس بن عبد مناف [illegible] نکاح کیا تھا اس عورت کی والدہ زینب بنت رسول اللہ ہے اس سے محمد الاوسط پیدا ہوئے اوسکی اولاد نہیں ہوئی۔ اور خولہ بنت جعفر الحنفیہ سے محمد الاکبر جو معروف ابن حنفیہ ہیں پیدا ہوئے اون کی اولاد بھی ہے اور حضرت علیؓ کی بیٹیاں ازواج متفرقہ سے بہت ہیں از انجملہ ام حسن اور رملہ الکبریٰ ام سعد بنت عروہ کی شکم سے ہیں۔ اور ام ہانی۔ اور میمونہ۔ اور زینب صغریٰ۔ اور رملہ صغریٰ۔ اور ام کلثوم صغریٰ۔ اور فاطمہ۔ اور امامہ۔ اور خدیجہ۔ اور ام الکرام۔ اور ام سلمہ اور ام جعفر۔ اور جمانہ

اور نفیسہ۔ یہ آپکی صاحبزادیاں ہیں پس تمام چودہ ان بیٹیوں حضرت علیؓ کی سے اور پانچ صاحبزادوں سے نسل جاری ہوئی وہ یہ ہیں۔ حسنؓ اور حسینؓ اور محمد ابن الحنیفہ۔ اور عباس اور عمر۔

بیان فضایل حضرت علی رض کا

واضح ہو کہ فضایل علیؓ سے ایک یہ ہے کہ پیغمبر خداؐ کے ہمراہ ہر امر کا مشاہدہ کیا اور آپ کے بھائیوں میں سے ہیں اور سب سے اول مسلمان ہوئے اور پیغمبر خداؐ نے درمیان غزوہ خیبر کے ارشاد کیا کہ کل کے روز یہ نیزہ وہ شخص اُٹھاویگا جو دوست رکھتا ہے اللہ اور اوسکے رسول کو اور چاہتا ہے اللہ اوسکو اور رسول اللہ کا اوسکو اور ارشاد کیا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا میں مولیٰ ہوں پس علیؓ بھی اوسکا مولا ہے اور حضرت علیؓ کو ارشاد کیا کہ اے علیؓ کیا تو اس بات سے نہیں راضی کہ تیرا رتبہ ہمراہ میرے ایسا ہی جیسا کہ ہارون کا رتبہ حضرت موسیٰ کے نزدیک تھا یعنی جیسا ہارون اوسکا بھائی تھا تو میرا بھائی ہے اور پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا کہ علیؓ علم قضا جانتا ہے علم قضا کا وہ ہے جسمیں تمام فقہ اور علم وکمال موجود ہوں۔ بخلاف اوس قول کے جو حضرت زیدؓ کے حق میں فرمایا کہ یہ فرایض خوب جانتا ہے۔ اور ابی کو کہا کہ قاری اچھا ہے۔ اور نہیں دعویٰ کیا نبوت کا حضرت علیؓ نے کبھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیر المومنین کی ایک زرہ جاتی رہی آپ نے ایک نصرانی کے پاس وہ دیکھی آپ اوسکو قاضی شریح کے پاس لیگئے اور کہا کہ اگر میرا مدعا علیہ مسلمان ہوتا تو میں اسکے برابر کھڑا ہوتا یہ کہکر ایکجانب کو بیٹھ گئے اور کہا کہ یہ زرہ میری ہے نصرانی نے کہا نہیں ہے میری زرہ ہے۔ قاضی شریح نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپکے گواہ بھی ہیں حضرت علیؓ ہنسنے لگے اور فرمایا کہ نہیں گواہ کوئی نہیں قاضی نے چھوڑ دیا نصرانی نے اوٹھکر اور کہا کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ یہ جمیع احکام نبیوں کے ہیں اور مسلمان ہوگیا اور اقرار کیا کہ زرہ علیؓ کی بروقت کوچ صفین کے گر پڑی تھی۔ حضرت علیؓ اوسکے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے اور زرہ بھی اوسکو بخشدی اور ایک گھوڑا مرحمت کیا۔ یہ نصرانی حضرت علیؓ کے ہمراہ ہو کر خارجیوں سے لڑا تھا اور شہید ہوا تھا اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت علیؓ اپنی چادر میں کھجوریں لے رہے تھے آپنے ایک درہم کو وہ خریدی تھیں لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ یا امیر المومنین ہم اوٹھا لیں لائیے ہمیں دیجئے آپنے فرمایا کہ نہیں کنبے دار کو آپ ہی اٹھانی چاہئیں۔ اور ایک خصلت آپکی یہ تھی کہ جو بیت المال میں جمع ہوتا جمعہ کے روز تقسیم کر دیتے کچھ اوسمیں جمع نہ رکھتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ بیت المال میں تشریف

لے گئے اور سونا اور چاندی دیکھکر یہ ارشاد کیا کہ اے سونے خالی کر گھر میرا اور اے چاندی نکل بیت المال میں سے فریب اور غرور دینا کسی اور شخص کو سوائے میرے مجھے کچھ حاجت تم سے نہیں ہے ایک روز بہائی حقیقی حضرت علیؑ کا یعنے عقیل ابن ابی طالب طالب عطا ہو کر آپ کی خدمت میں آیا آپکے پاس کچھ نہ پایا اسواسطے اونکو چھوڑکر حب دنیا کے واسطے معاویہ سے جاملا اور جنگ صفین کے روز بھی معاویہ کے ہمراہ تھا چنانچہ معاویہ نے بطور ہنسی کے کہا کہ اے ابا یزید آجکے روز تو ہمارے ساتھ ہے مناسب تھا تجھکو علیؑ کے ہمراہ ہونا کیونکہ وہ تیرا بہائی ہے عقیل نے کہا کہ جنگ بدر میں بھی میں تمہارے ہمراہ تھا عقیل مذکور جنگ بدر میں ہمراہ مشرکین کے وہ اور اوسکا چچا عباس تھے

بیان خلافت امام حسن علیہ السلام کا

واضح ہو کہ بروقت وفات علیؓ ابن ابی طالبؑ کے تمام مسلمانوں نے اونکے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے بیعت کی اور عبداللہ ابن عباس حضرت علیؑ کے زندگی ہی میں بصرہ سے کچھ مال لیکر مکہ کو چلا گیا اور درمیان عبداللہ مذکور اور علیؑ کے خط و کتابت بہت ہو چکی تھی۔ جبکہ امام حسن خلیفہ متولی خلافت کے ہوئے اوسوقت ابن عباس نے اونکو لکھا کہ تم مضبوط اور قوی واسطے جہاد دشمن کے ہو رہو اور اول حضرت امام حسنؑ سے قیس بن سعد بن عبادہ انصاری نے بیعت کی اور کہا کہ دراز کر ہاتھ اپنا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور جنگ مخالفین پر حضرت امام حسن علیہ السلام نے کہا کہ اوپر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے کیونکہ وہ دونو ثابت ہیں پھر اور لوگوں نے بیعت کی اور حضرت امام حسنؑ ہر ایک مسلمان سے جو بیعت کرتا تہا یہ شرط کرتے جاتے تھے کہ مطیع اور فرمانبردار رہنا جسکو میں چھوڑدوں تم بھی درگذر کرنا اور جس سے میں لڑوں تم لڑنا اس امر کے بیان کرنے سے سب کو شک ہو گیا اور کہنے لگے کہ یہ شخص تمہارا سردار لڑنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اب شروع ہوا اکتالیسواں سال ہجری نبوی کا

بیان ہے اس بات کا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے خلافت معاویہ کے سپرد کی کہتے ہیں کہ قبل از وفات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے دسے چالیس ہزار آدمیوں نے اونکے لشکر سے

بیعت کی تھی مرنے پر اور سامان معاویہ پر چڑھائی کا کیا تھا۔ حضرت امام حسن نے اس لشکر کو آمادہ کر کے جنہوں نے بیعت حضرت علیؓ سے کی تھی کوفہ کو بارادہ جنگ معاویہ کے کوچ کر کے مداین تک پہنچے۔ اور حضرت امام حسن نے مقدمۃ الجیش یعنے پیش خیمہ اپنا قیس بن سعد کو دیا اور بارہ ہزار آدمی اونکے ہمراہ کئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ پیش خیمہ پر عبد اللہ ابن عباس مقرر ہوئے تھے۔ بہر تقدیر جب مداین کے پاس پہنچے حضرت امام حسن کے لشکر میں فساد برپا ہوا کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن کی بیوی کیطرف سے کچھ جھگڑا ہوا آپ ایک سفید محل میں درمیان مداین کے داخل ہوئے اور لشکر میں بغض اور حسد برپا ہوا جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگوں کا یہ حال ہے اوسوقت حضرت امام حسن نے معاویہ کو ایک نامہ بایں مضمون لکھا کہ اگر چند شرطیں تم مان لو تو مجھکو تمہاری اطاعت منظور ہے معاویہ نے مان لیں وہ شروط یہ ہیں ایک شرط امام حسن علیہ السلام نے یہ کی تھی کہ جو روپیہ بیت المال کوفہ میں ہے مجھکو دو اور دارابجرد کا خراج جو فارس سے آیا ہے وہ دیا کرو۔ اور حضرت علیؓ کو برا نہ کہا کرو اونے سب شرطیں مان لیں الا سب علیؓ سے انکار کیا اور کہا علیؓ کو گالی بیشک دونگا جب امام حسنؓ نے دیکھا کہ یہ شرط نہیں مانتا لاچار یہ کہا کہ جس مجلس میں مجھکو پاؤ میرے سامنے حضرت علیؓ کو گالی نہ دو اونے منظور کیا اور کہا اچھا تمہارے سامنے نہ کہیں گے لیکن پھر اس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتے ہیں کہ چار لاکھ درہم اونکے پاس بھجوائے اور خراج دارابجرد کا کبھی نہ بھجوایا۔ پھر معاویہ کوفہ میں داخل ہوا لوگوں نے بیعت اسکی اختیار کی۔ اور حضرت امام حسنؑ نے قیس بن سعد کو لکھا کہ تم معاویہ کی اطاعت مان لینا پھر درمیان قیس اور عبد اللہ بن عباس اور معاویہ کے درمیان خط و کتابت جاری ہوئی اور آخر الامر یہ ہوا کہ اون دونوں نے بھی مع اپنے ہمراہیوں کے بیعت معاویہ منظور کی اور یہ شرط ہو گئی کہ ہم سے کبھی کسی خون یا مال کا مطالبہ نہ کرنا معاویہ نے منظور کیا اس شرط کو بھی پورا کیا۔ اور حضرت امام حسنؓ درمیان مدینہ کے اپنے اہل بیت میں آ گئے کہتے ہیں کہ امام حسنؓ نے امر خلافت درمیان ربیع الاول سنہ اکتالیس ھ کے معاویہ کے سپرد کیا تھا اور بعض ربیع الآخر اور بعض جمادی الاول کہتے ہیں بموجب قول اول کے حضرت امام حسنؓ نے ساڑھے پانچ مہینے خلافت کی اور بموجب قول ثانی کے کچھ اوپر چھ مہینے اور بموجب قول تیسرے کے کچھ اوپر سات مہینے روایت کی ہے سفینہ نے کہ فرمایا ہے نبی صلعم نے کہ خلافت میرے بعد تیس ۳۰ برس تک رہیگی پھر آئیگا ایک بادشاہ عضوض الخ۔ اور بعد تیس ۳۰ برس کے

ایک وہ روز ہوگا جسدن دست بردار ہوجاویگا خلافت سے حسن۔ اور حضرت امام حسن رض مدینہ میں رہنے لگے۔ یہانتک کہ اسی شہر میں درمیان ماہ ربیع الاول سنہ ۴۹ھ ہجری میں فوت ہوئے اور پیدائش آپ کی مدینہ کی ہے درمیان سنہ ۳ ہجری کے پیدا ہوئے تھے یہ بڑے تھے امام حسین ع سے ایک برس۔ اور حضرت امام حسن ع نے بہت نکاح کئے ہیں اور طلاق بھی بہت دیئے ہیں اور پندرہ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں آپ سے پیدا ہوئی ہیں اور اپنی جد رسول مقبول کی سر سے ناف تک مشابہ تھے اور حضرت امام حسین ع ناف سے قدم تک مشابہت رکھتے تھے اور باعث وفات جناب امام حسن علیہ السلام کا وہ زہر تھا جو پلایا تھا اونکی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے کہتے ہیں کہ یہ حرکت بیجا اوسنے بہ سبب اغوا معاویہ کے کی تھی بعضے کہتے ہیں یہ یزید ابن معاویہ کے بہکانے سے زہر دیا تھا کیونکہ اوسنے اوس سے وعدہ نکاح کرنیکا کرلیا تھا چنانچہ اونکو زہر دیکر اوس سے کہا کہ مجھ سے نکاح کرلے یزید نے انکار کیا اور نکاح نہ کیا اور بروقت وفات کے حضرت امام حسن ع یہ وصیت کر گئے تھے کہ میرے دادا رسول اللہ کے پاس مجھکو مدفون کرنا جب آپ فوت ہوگئے اوسوقت لوگوں نے چاہا کہ وہ وصیت بجالاویں لیکن چونکہ مروان ابن الحکم معاویہ کی طرف سے مدینہ کا والی تھا اوسنے منع کیا اور قریب تھا کہ بہ سبب منع ہونیکے درمیان بنی امیہ اور بنی ہاشم کے فتنہ برپا ہوتا۔ اسلئے عائشہ رض نے ارشاد کیا کہ گھر میرا ہے میں اجازت نہیں دیتی اوسجائے دفن کرنیکی اسلئے بقیع میں آپکو مدفون کیا۔ جب معاویہ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت امام حسن کا انتقال ہوا سجدہ شکر کا بجالایا اور خوش ہوا۔ فضایل حسن بہت ہیں ازانجملہ جو حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے یہ ہے کہ نبی نے ارشاد کیا کہ حسن ع اور حسین ع یہ دو سردار ہیں جوانان اہل جنت کے اور باپ اونکا اون دونوں سے بہتر ہے۔ اور خاص امام حسن ع کے حق میں یہ روایت ہے کہ پیغمبر خدا ص نے ارشاد کیا کہ حسن میرا بیٹا سردار ہے اور صلح کرائیگا خدا تعالیٰ بہ سبب اسکے درمیان دو گروہ مسلمانوں کے۔ اور روایت ہے کہ پیغمبر خدا کہیں کو تشریف لے جاتے تھے اور امام حسن اور امام حسین ع کھیل رہے تھے آپنے گردن اپنی اون دونوں کے لئے دراز کرکے اون دونوں کو اوٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا اچھی سواری ہے جو اونٹ ہے اون دونوں کا اور اچھے سوار ہیں۔

بیان خلفائے بنی اُمیہ کا

خلفائے بنی امیہ چودہ ہیں اول ونمیں کا معاویہ بن ابی سفیان اور پچھلا خلیفہ مروان الجعدی
ان خلفائے نے کچھ اوپر نوے برس کی سلطنت کی ہر چند تخمیناً ہزار مہینے ہوتے ہیں۔ قاضی
جمال الدین بن واصل ابن اثیر سے نقل کرتا ہے کہ اوسنے اپنی تاریخ میں یوں لکھا ہے کہ جبکہ امام حسن علیہ
مدینہ کو کوفہ سے مراجعت کرکے تشریف لائے ایک شخص آپکو راہ میں ملا اور اوسنے یہ کلمہ جناب امام
حسنؑ کو مخاطب کرکے کہا کہ اسے کالانہ کرنیوالے مسلمانوں کے۔ آپنے یہ سنکر ارشاد کیا کہ مجھکو ملامت
نہ کرو کیونکہ رسول اللہ نے اپنی خواب میں دیکھا ہے کہ بنی امیہ میں سے ایک ایک شخص منبر خلافت
پر چڑھیگا یہ آنحضرتؐ کو برا معلوم ہوا سو فقط اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :۔

انا اعطیناک الکوثر ٥ وانا انزلناہ فی لیلۃ القدر ٥ وما
ادراک ما لیلۃ القدر ٥ لیلۃ القدر ٥ خیر من الف شہر ٥

ترجمہ یہ ہے :۔ ہمنے عطا کیا تمکو اے محمدؐ حوض کوثر۔ اور اوتارا ہمنے اوس قرآن کو درمیان
لیلۃ القدر کے اور ۔جانتا ہے تو کہ کیا ہے لیلۃ القدر لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے

بیان اخبار خلافت معاویہ ابن ابی سفیان ابن صخر بن حرب

خلفائے بنی امیہ چودہ ۱۴ ہیں اول انمیں کا معاویہ بن ابی سفیان ابن امیہ بن عبدشمس بن
عبد مناف کا والدہ اسکی ہندہ بیٹی عتبہ کی ہے اور بھائی اسکا عبدالرحمن ہے بیعت معاویہ کی اوس روز
ہوئی جس روز حاکمین کے حکم جمع ہوئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ بیت المقدس میں بعد شہید ہونے حضرت
علیؑ کے بیعت کی گئی لیکن بیعت تام اوس روز لوگوں نے کی جس روز امام حسنؑ خلافت سے دست بردار
ہوئے اور خلافت معاویہ کے سپرد کی جب سے معاویہ ہمیشہ خلیفہ رہا۔

اب شروع ہوا بیالیسواں اور تینتالیسواں سال ہجری نبویؐ کا

اسی سال میں عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بنی سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی
قرشی سہمی نے وفات پائی یہ عمرو مذکور ایک شخص اون تین شخصوں میں سے ہے جو ہجو کیا کرتے تھے
رسول اللہ کی اور وہ عمرو بن العاص اور ابو سفیان بن حرب اور عبداللہ بن الزبعری تھے اور تینوں ہی

شخص اسکے مجیب بھی رسول اللہ صلعم کی طرف سے تھے وہ یہ ہیں :- حسان بن ثابت اور عبد اللہ بن رواحہ - اور کعب بن مالک اور ملک مصر کا خراج عمرو معاویہ کیطرف سے کہا تا بعد وضع تنخواہ لشکر اوسکے موافق اوس شرط کے جو معاویہ سے ہوگئی تھی بروقت متفق ہونیکے جنگ علیؓ پر

اب شروع ہوا چوالیسواں سال ہجری نبویکا بیان چارا کرنے معاویہ کا زیاد سے

اسی سال میں معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے کُنبے میں ملالیا تھا حال یہ ہے کہ سمیہ ایک لونڈی تھی - حارث بن کلاہ ثقفی کی - اوسنے ایک غلام رومی مسمی عبید سے اوسکا نکاح کردیا تھا اوس غلام سے سمیہ نے ایک بچہ جنا وہ زیاد تھا یہ شخص حقیقت میں از روئے شرع اوس حارث کا غلام ہوا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ابو سفیان ہی ایام جاہلیت میں طرف طائف کے گیا تھا یہ جاکر ایک کلال کے گھر جو شراب بیچتا تھا اوترا اوس شراب فروش کو ابو مریم کہتے تھے وہ مسلمان ہوگیا تھا بعد اسکے - ابو سفیان کو جب نشہ ہوا اوس سے عورت کی خواہش کی - ابو مریم نے کہا کہ اگر چاہیے تو سمیہ موجود ہے ابو سفیان نے کہا کہ اچھا اوسکو لاؤ - اگرچہ اوسکی چوچیاں بڑی ہیں اور پیٹ بڑا ہے - بہر تقدیر ابو سفیان نے اوس سے صحبت کی اوسکو حمل ہوگیا کہتے ہیں کہ اوس حمل سے زیاد پیدا ہوا اور جس سال میں کہ پیغمبر خدا نے ہجرت کی اوس سال میں وہ زیاد کوجنی تھی - مگر زیاد جب جوان ہوا تو فصیح اور بلیغ ہوا چنانچہ ایک روز زیاد نے کو مجلس عمرو بن الخطابؓ میں درمیان اونکی خلافت کے حاضر ہوا تھا اوسوقت عمرو بن العاص نے بطور تعریف یہ کہا کہ اگر یہ لڑکا کسی قریش کی اولاد سے ہوتا تو تمام عرب کو ایک لاٹھی ہانکتا وہاں ابو سفیان بھی حاضر تھا - اوسنے حضرت علیؓ ابن ابیطالب سے کہا کہ جس شخص کا یہ تخم ہے اوسکو میں جانتا ہوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد کیا کہ پھر کون مانع ہے اوسکو کُنبے میں ملانے سے - ابو سفیان بولا کہ اصلع سے ڈرتا ہوں - مراد اوسکی اس لفظ سے عمرؓ سے تھی اصلع اوسکو کہتے ہیں جسکی پیشانی کے سر پر بال نہ ہوں یعنے اسواسطے ڈرتا ہوں کہ دُرہ سے میرا چہرہ نہ اڑا دے پھر جبکہ وہ قضیہ گذرا جس میں گواہوں کی گواہی مغیرہ پر بابت زنا کے طلب ہوئی تھی اور حضرت عمرؓ نے اونکے کوڑے مارے اور ان میں ابو بکر

بھائی زیاد کا مادرزاد بھی تھا اور زیاد نے گواہی صحیح نہ دی جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اوس
روز سے مغیرہ نے زیاد سے بہت محبت اور دوستی کرنی شروع کی تھی۔ پھر جب حضرت علیؓ
کرم اللہ وجہٗ خلیفہ ہوئے تب آپ نے زیاد کو فارس پر متولی کیا اونکی ایام خلافت میں چین سے حکومت
کرتا رہا مگر جبکہ حضرت امام حسن نے خلافت معاویہ کے سپرد کردی تب زیاد نے معاویہ کی بیعت
اختیار نہ کی اور بغاوت اختیار کرکے رک گیا اور معاویہ کو اس مہم کے پیش آنے سے یہ خوف
لاحق ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ زیاد کسی شخص کو بنی ہاشم میں سے ملاکر اپنے ہمراہ کرلے اور پھر لڑائی کرنی پڑے
اور مغیرہ ابن شعبہ معاویہ کی طرف سے کوفہ کے والی تھے۔ جب یہ حال مغیرہ نے دیکھا وہ معاویہ
کے پاس درمیان سنہ ۴۲ ہجری گیا۔ معاویہ نے اوسکے سامنے زیاد کا شکوہ کیا اور کہا کہ وہ
فارس میں باغی ہو بیٹھا ہے اطاعت نہیں مانتا۔ مغیرہ نے کہا آپ مجھکو اجازت دیجئے میں جاکر
اوسکو سمجھاؤں معاویہ نے حکم دیا اور ایک نامہ زیاد کو لکھو کہ ہمسے تمکو امن دی کچھ خوف نہ کرنا چنانچہ مغیرہ
وہاں گیا کیونکہ اون دونوں میں دوستی کمال تھی اوسنے اوسکو اپنے ہمراہ معاویہ کے پاس لاکر بیعت کرادی
اور مغیرہ زیاد کا بہت اکرام و تعظیم کرتا تھا اوس روز سے جو اوسنے زنا کی گواہی نہ دی تھی۔ پھر جبکہ یہ
سال آیا تو معاویہ نے زیاد کو اپنے کنبہ میں ملالیا اور لوگوں کو گواہی کے واسطے بلوایا اور ایک مجمع ہوا
اور ابو مریم شراب فروش جسنے سمیہ کو ابی سفیان کے پاس حاضر کیا تھا درمیان طائف کے وہ بھی گواہی
کے واسطے طلب ہوا اوسنے گواہی دی زیاد کا نسب ابی سفیان سے ہے اور کہا کہ مینے بچشم خود دیکھا کہ
سمیہ کی فرج سے ابو سفیان کی منی ٹپکتی تھی۔ زیاد نے کہا کہ تجھکو گواہی کے واسطے بلایا ہے یا گالیاں
دینے آیا ہے۔ بعد اس گواہی کے معاویہ نے زیاد کو اپنی نسب میں ملالیا۔ یہ اول واقعہ ہے جس میں
خلاف شرع کیا گیا ہے کیونکہ قول صحیح رسول اللہؐ کا اسطرح پر ہے کہ بیٹا واسطے عورت کے اور زانی کے واسطے
پتھر ہے۔ یہ امر لوگوں پر گراں گذرا اور سب کو برا معلوم ہوا خصوصاً بنی امیہ کو کیونکہ زیاد ایک غلام
عبید رومی کی اولاد سے صراحتاً تھا۔ اب وہ امیہ بن عبد الشمس کے نسب سے ہوگیا۔ چنانچہ عبد الرحمن
ابن حکم بھائی مروان نے چند شعر بھی اس معاملہ میں کہے ہیں رجوع کیجے تذکرہ شعرائے عرب میں لکھے
ہیں۔ قول مترجم) پھر معاویہ نے زیاد کو بصرہ پر متصرف کر دیا اور خراسان اور سیستان یہ اوسکے
مضافات میں کر دیئے۔ پھر ہند اور بحرین اور عمان یہ سب اوسکے متعلق ہوگئے۔ اسی سال میں

ام حبیبہ بنت ابی سفیان زوجہ مطہرہ رسول مقبول کی فوت ہوئیں -

اب شروع ہوا سنہ ۵۱ ہجری نبوی کا

اسی سال میں زیاد بصرہ کو گیا اور وہاں سلطنت کا خوب انتظام کیا اور سلطنت معاویہ کیواسطے موکد کی اور تلوار سونتی اور گمان کرنیوالوں سے مواخذہ کیا اور شبہہ پر لوگوں کو سزائیں دیں پھر سب آدمی اوس سے ڈر گئے اور کہتے ہیں کہ مثل زیاد کے بعد حضرت علیؓ کے کسی نے اونکا سا خطبہ نہیں پڑھا اور جبکہ مغیرہ سنہ ۵۰ ہجری میں فوت ہوا یہ عامل معاویہ کیطرف سے کوفہ پر تھا - اوسوقت معاویہ نے زیاد کو کوفہ کا حاکم کر دیا چنانچہ زیاد وہاں گیا اور بصرہ پر اپنا خلیفہ سمرہ ابن جندب کو کو بنا کر چھوڑ گیا یہ شخص بھی زیاد ہی کی خاصیت رکھتا تھا یعنی خونریزی اور قتل کرتا تھا - اور زیاد کا یہ دستور تھا کہ چھہ مہینے کوفہ میں رہنا اور چھہ مہینے بصرہ میں - یہ وہ شخص ہے جنے اول اپنے آگے حربی اور علم لیجانے کی ترکیب نکالی اور پانسو آدمی اپنے محافظ مقرر کئے وہ ہمیشہ اوسکے مکان پر پڑے رہتے تھے کبھی الگ نہ ہوتے تھے اور معاویہ اور تمام اوسکے عمال دعا کیا کرتے تھے عثمان ابن عفانؓ کے واسطے خطبہ میں بروز جمعہ اور گالیاں دیا کرتے حضرت علیؓ کو برا کہتے تھے اور مغیرہ متولی کوفہ جب سب علیؓ کی معاویہ کی اطاعت سے کیا کرتا اوسوقت ایک شخص حجر مع اپنے ہمراہیوں کے یہ کہدیا کرتا تھا کہ یہ لعنت تجہی پر ہوگی مغیرہ نے مدت تک اوسکی برداشت کی مغیرہ اوسے تجاوز کر جاتا تھا - جب زیاد وہاں کا والی ہوا اوسنے حضرت عثمانؓ کے واسطے دعا کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر سب اور تبرا کیا اور اون لوگوں کا یہ شیوہ تھا کہ حضرت علیؓ کا نام علیؓ نہ کہتے تھے بلکہ ابو تراب کہا کرتے تھے اور حقیقت میں یہ کنیت حضرت علیؓ کو بہت پسند تھی کیونکہ یہ کنیت حضرت علیؓ کی پیغمبر خدا نے مقرر کی تھی - اسوقت حجر بالفق اپنی عادت قدیمہ کے اوٹھکر حضرت علیؓ پر ثنا کرنے لگا - زیاد حجر سے اس گفتگو کو ناپسند کیا اوسکو پکڑکر قید کیا اور بیڑیاں لوہے کی اور زنجیر لوہے کی پہنائی اور تیرہ آدمی اور اوسکے ہمراہ گرفتار ہوئے ان سب کو زیاد نے معاویہ کے پاس پکڑکر بھیجدیا چھہ آدمیوں نے اونمیں سے اونکے کنبے والوں نے جان بخشی کروالی اور آٹھ گرفتار رہے - اون مقیدین کو معاویہ نے واسطے گردن کشی اور قتل کے ایک گانوں مرج عذرا میں بھیجدیا (یہ ایک گانوں دیہات دمشق سے ہے) کہتے ہیں

کہ یہ شخص حجر بڑا دیندار اور نمازی تھا ہرچند کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے حجر کی جان بخشی کی واسطے
ایک قاصد معاویہ کے پاس بھیجا تھا مگر وہ بعد مقتول ہونے حجر کے پہنچا۔ قاضی جمال الدین بن واصل
کہتا ہے۔ اور ابن الجوزی بھی باسناد صحیح متصل حسن بصریؒ سے روایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ چار
خصلتیں معاویہ میں ایسی تھیں کہ اگر اون میں ایک بھی ہوتی تب بھی خلق اللہ کو ہلاک کرتی وہ یہ
کہ خلافت اوسنے تلوار سے لی با۔ون مشورت اور صلاح کے اور حالانکہ اور صحابہ اور صاحب فضیلت
موجود تھے۔ اور خلیفہ کیا اوسنے اپنے بیٹے یزید کو۔ اور وہ دایم الخمر اور نشہ باز تھا۔ اور حریر پہنتا
تھا۔ ڈھول طنبور وغیرہ بجواتا تھا۔ اور زیاد کو اپنے نسب میں ملالیا تھا۔ حالانکہ یہ بات صریح خلاف
شرع اوسنے کی تھی کیونکہ رسول اللہؐ نے ارشاد کیا۔ الولد للفراش وللزانی الحجر۔
یعنی بیٹا زانیہ کا ہے اور زانی کو پتھر ہے۔ اور قتل کیا معاویہ نے حجر ابن عدی اور اوسکے ہمراہیوں
کو افسوس ہے حجر کا اور اوسکے اصحاب جو مقتول ہوئے روایت ہے شافعی سے وہ نسبت کرتے ہیں
اس روایت کی طرف ربیع کہ ربیع چار شخصوں کی گواہی صحابہ میں سے نامقبول جانتا ہے وہ یہ ہیں
معاویہ اور عمرو بن العاص۔ اور مغیرہ۔ اور زیاد۔ اسی سال میں یعنی ۴۵ھ ہجری میں عبدالرحمن
بن خالد بن ولید فوت ہوئے اور اہل شام سب اوسکی طرف میلان رکھتے تھے معاویہ نے ایک
نصرانی مسمی آثال کے ہاتھ زہر کھلواکر اوسکو مروا ڈالا۔

اب شروع ہوا ۴۶ھ اور ۴۷ھ ہجری نبوی ص

اس سال قیس بن عاصم بن خالد بن منقر فوت ہوا اسلئے منسوب کیا جاتا ہی طرف منقری سے کہ
یہ شخص نبی ص کے پاس قاصد بنی تمیم کا ہوکر آیا تھا اور مسلمان ہوگیا تھا کہتے ہیں کہ یہ قیس مذکور
بہت سے اخلاق پسندیدہ سے متصف تھا۔

اب شروع ہوا ۴۸ھ ہجری نبوی کا
بیان جنگ قسطنطنیہ کا

درمیان اسی سال کے یعنی ۴۸ھ ہجری میں معاویہ نے لشکر کثیر قسطنطنیہ پر ہمراہ سفیان بن عوف کے

روانہ کیا اونہوں نے وہاں جاکر بلاد روم میں کھلبلی ڈالدی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اس لشکر میں ابن عباس۔ اور عمرو بن زبیر اور ابو ایوب انصاری بھی تھے۔ ابو ایوب انصاری تو دربیماری ند حصار ہی کے فوت ہوئے اور قسطنطنیہ کی چار دیواری کے پاس مدفون ہوئے یہ صحابی پیغمبر خدا کے جنگ بدر اور جنگ احد اور ہمراہ علی مرتضیٰ کے جنگ صفین میں اور ماسوا اسکے اور لڑائیوں میں شامل ہو چکے تھے

اب شروع ہوا سنہ ۴۹ و ۵۰ ہجری

اس سال میں بلدہ قیروان کی بناڈالی گئی اور سنہ ۵۵ ہجری میں طیار ہو چکا تھا حال اوسکا یہ ہے کہ معاویہ نے عقبہ بن نافع کو افریقیہ پر والی کیا تھا یہ صحابی صالحین میں سے ہے جب یہ افریقیہ پر گئے اونہوں نے باشندگان افریقیہ کو قتل کیا کیونکہ اون لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب وہاں سے لشکر چلا جاتا پھر مرتد ہو جایا کرتے تھے۔ اور وہاں کے حاکموں کی رہنے کی جائے زویلہ۔ اور برقہ تھی۔ عقبہ کی رائے میں یہ آیا کہ اسجائے ایک شہر واسطے رہنے لشکر کے بنایا چاہیئے۔ اسلئے اونہوں نے موضع قیروان اختیار کیا اوس گانوؤں میں کھجوروں وغیرہ کے درخت بہت انبوہ وار تھے اونہوں نے سب کٹوا کر ایک شہر بنایا وہ شہر قیروان ہے اور اسی سنہ میں وحیۃ الکلبی نے یعنے دحیہ بن فروہ بن فضالۃ جو منسوب ہے طرف کلب بن وبرہ کی وفات پائی یہ صحابی جنگ بدر میں حاضر نہ تھا۔ فرمایا ہے نبی ؐ نے کہ جبرئیل صورت میں مشابہ دحیۃ الکلبی کے آتا ہے۔

اب شروع ہوا سنہ ۵۱ ہجری نبوی

اس سال میں سعید بن زید جو ایک صحابی عشرہ مبشرہ میں سے ہے فوت ہوا۔

اب شروع ہوا سنہ ۵۲ اور سنہ ۵۳ ہجری نبوی

اس سال میں زیاد بن ابیہ درمیان ماہ رمضان کے بہ سبب خارش کے جو اوس کی ادھنگلی میں ہوگئی تھی فوت ہوا اور پیدائش انکی سال تین ہجری میں ہوئی تھی۔

اب شروع ہوا سنہ ۵۴ اور سنہ ۵۵ اور سنہ ۵۶ ہجری نبویکا

اس سال میں معاویہ نے سعید ابن عثمان ابن عفان کو خراسان پر حاکم کیا اونہوں نے نہر جیحون

کھود کر سمرقند اور صغد تک پہنچائی اور کفار کو شکست دیکر ترمذ تک گئے اور اوسکو صلح کرکے فتح کیا وہ لوگ جو اوس جنگ میں اونکے ہمراہ مقتول ہوئے اونمیں سے قثم ابن عباس بھی ہیں یہ بھی سمرقند کے پاس مدفون ہوئے اور اونکے بھائی عبداللہ بن العباس طائف میں شہید ہوئے تھے اور فضل شام میں اور معبد افریقیہ میں۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ نہیں دیکھی گئیں قریب بھائیوں کی اتنی دور جتنی اور فاصلہ پر ان بھائیوں کے ہیں یعنی حضرت عباسؓ کے بیٹوں کی۔ اسی سال میں معاویہ نے لوگوں سے بیعت اپنے بیٹے یزید کی کروائی اور اپنا ولیعہد کیا اور کہا کہ میرے پیچھے یہ خلیفہ ہے۔ چنانچہ اہل شام اور اہل عراق نے بیعت کی۔ چونکہ مروان ابن الحکم معاویہ کی طرف سے مدینہ پر متولی تھا اوسنے چاہا کہ یزید کی بیعت مدینہ کے باشندوں سے کرواوں حضرت امام حسین علیہ نے بیعت منظور نہ کی۔ اور عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر نے بھی بیعت اختیار نہ کی اونکے رکنے سے اور لوگ بھی رک گئے آخرکار معاویہ خود بذاتہ ایک ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر حجاز میں آیا اور جناب عائشہ صدیقہؓ سے اس امر میں گفتگو رہی لیکن انجام کار کو معاویہ نے یزید کی بیعت سب سے قبول کروائی۔ الا ان شخصوں نے جنکا نام تمام اوپر مذکور ہوا بیعت نہ مانی روایت کیا گیا کہ معاویہ نے اپنے بیٹے یزید سے ایک روز کہا کہ اے بیٹے بیٹے سب امورات کا بندوبست کر دیا ہے کوئی امر چھوڑا نہیں اور کوئی شخص ایسا نہیں رہا جسنے تیری بیعت نہ کی ہو مگر اون چار شخصوں نے بیعت نہیں کی یہ بات سن رکھ کہ عبدالرحمن بڑا آدمی ہے اُس سے ڈرتے رہنا۔ آج اور آجکل کل۔ اور ابن عمر ایک شخص ہے پارسا۔ اور حسین علیہ قریبی ہے اگر تو اوپر فتح پاوے اور وہ تیرے ہاتھ کہیں لگ جاوے تو اوس سے درگذر کرنا اور ابن زبیر اگر تیرے ہاتھ لگے تو اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنا

اب شروع ہوا ۵۷ شہ اور ۵۸ شہ ہجری نبویؐ

در بیان اسی سال کے امیر المومنین عائشہ صدیقہؓ بنت ابو بکرؓ زوجہ مطہرہ رسول خداؐ کے عالم بقا کو تشریف فرما ہوئیں۔ اور بھائی اونکا عبدالرحمن بن ابی بکر اسی سال میں فوت ہوا۔

اب شروع ہوا ۵۹ شہ ہجری نبویؐ

اِس سال میں سعید ابن العاص بن امیہ نے رحلت فرمائی یہ شخص اوّل سال ہجری میں پیدا ہوا تھا اور
اسکے والد عاص بن سعید نے بروز جنگ بدر ایک کافر مارا تھا۔ اور یہ شخص سعید بن امیہ میں بہت
سخی تھا۔ اور اسی سال میں حُطیئہ جسکا نام جرول ابن مالک تھا فوت ہوئے حطیئہ اونکو بسبب اِسکے
کہ قد اونکا چھوٹا تھا کہا کرتے تھے اول یہ شخص مسلمان ہوا پھر مرتد ہوگیا اور پھر مسلمان ہوا اور اسی
سال میں ابوہریرہؓ فوت ہوئے اس اصحابی کے نسب اور اسم میں اختلاف ہے یہ اون لوگوں میں سے ہے جو
ہمیشہ رسول اللہؐ کی خدمت میں رہا کرتے تھے اِس صحابی سے روائتیں بہت کی گئی ہیں چنانچہ اسیواسطے
بعض آدمیوں نے اِسکو تہمت تکذیب کی کی ہے بہ سبب کثرت روایات کے اور اکثر لوگ اوس کی
روایات کو صحیح کہتے ہیں اوس میں کچھ شک نہیں لاتے۔

اب شروع ہوا سنہ ۶۰ ہجری نبوی صلعم کا بیان وفات معاویہ کا

واضح ہو کہ درمیان اسی سال کے ماہ رجب میں معاویہ بن ابی سفیان فوت ہوئے اور انتیس ۲۹ برس
تین مہینے ستائیس دن خلافت کرتا رہا اوس روز سے کہ خلافت اوسکے سپرد ہوئی اور حسنؓ بن علیؓ
نے بیعت کی عمر اوسکی پچھتر برس کی ہوئی بعضے کہتے ہیں ستر برس کی اور کوئی کچھ اور کہتا ہے۔ جب
معاویہ فوت ہوچکا اوسوقت ضحاک منبر پر آکر چڑھا اور اپنے ہاتھ میں دونوں کفن معاویہ کے لے رہا تھا
پہلے معاویہ پر ثنا کی اور لوگوں کو تبلایا کہ معاویہ مرگیا اور یہ دونوں کفن اوسکے ہیں پھر ضحاک نے اوسکی
نماز پڑہی اور یزید موجود نہ تھا یہ ایک گانوں میں تھا جسکو حوارین کہتے ہیں مضافات حمص سے لوگوں
نے لکھکر اوسکو بلایا چنانچہ یزید بعد دفن معاویہ کے آیا اور اوسکی قبر پر نماز پڑہی۔

بیان حالات و عادات معاویہ

واضح ہو کہ معاویہ اپنے باپ کے ہمراہ بروز فتح مکہ مسلمان ہوا تھا اس سے پیغمبر خداؐ کتابت کا کام لیا کرتے
تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ایام خلافت میں اِسکو شام کا عامل کردیا تھا چنانچہ چار برس ان کے سامنے
حاکم رہا اور حضرت عثمانؓ نے اپنی تمام مدت خلافت میں اوسکو قایم رکہا چنانچہ باراں ۱۲ برس انکی ایام

خلافت میں سرداری کرتا رہا اور چار برس تک حضرت علیؓ سے لڑکر شام پر مغلب رہا۔ بہر تقدیر چالیس برس ملک شام کی سلطنت اوسنے کی اور خلق کا یہ حال ہے کہ حلیم اور استوار اور تیز فہم اور سیاست ملک جانتا تھا اور حلم اوسکا غصہ پر اوسکے غالب تھا اور سخاوت بھی بہت کرتا تھا اقرباؤں کے ساتھ سلوک کرتا تھا کبھی بھی نہ ہوتا تھا۔ ایک حکایت اوسکے حلم کی تاریخ قاضی جمال الدین بن واصل سے منقول ہے وہ یہ ہے۔ کہ اردی بنت حارث بن عبد المطلب بن ہاشم ایکروز معاویہ کے پاس تشریف لائیں اور یہ بڑھیا کبرسن تھی اسکو دیکھ [illegible] ویہ نے کہا مرحبا اے خالہ آپ کیسی طرح ہیں اوسنے کہا کہ اے بھانجے اچھی ہوں پھر اوس بیوی نے یہ کہا کہ معاویہ تونے کفران نعمت کی اور اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ تونے بہت برائی کی [illegible] اوسکی صحبت کو فراموش کیا اور اپنا نام تونے وہ رکھا کہ تجھکو زیبا نہ تھا اور غاصب حق غیر ہوگیا۔ اور ہم [illegible] اہل بیت کے سب آدمیوں سے بہت رنج اور مشقت اوٹھا چکی ہیں یہانتک کہ انتقال فرمایا نبیؐ نے اوسکی سعی کے ہم شکرگذار ہیں اور رتبہ اوسکا بلند ہوا۔ پھر ہم پر بعد انتقال آنحضرتؐ کے تیم اور عدی اور امیہ کو دے ہمنے اپنا حق چھوڑ دیا اور تم والی ہوگئے ہمپر اور حالانکہ ہم تم ہیں بمنزلہ بنی اسرائیل کے آل فرعون ہیں۔ اور علیؓ ابن ابیطالب بعد ہمارے نبی کے بمنزلہ ہارون کے تھا موسیٰ سے عمرو بن العاص بولا کہ چپ رہ اے بڑھیا گمراہ تیری عقل جاتی رہی ہم سے نہ بول اوس نیکبخت بیوی نے فرمایا کہ یا غیہ کے بچے تو بھی کلام کرتا ہے تیری ماں مکہ میں بغاوت و شقاوت کتنا کچھ کرچکی ہے جسنے چاہا اوس سے بغل گرم کی چنانچہ تیرے نسب کا دعوے پانچ شخصوں نے قریش میں سے کیا تھا اور اس امر کا سوال تیری ماں سے کیا گیا اوسنے کہا کہ پانچوں نے مجھ سے صحبت کی ہے پھر تیری صورت دیکھی گئی کہ کس کے مشابہ ہے جس میں ملتے ہو اوس کے نسب سے اوسکو قرار دو۔ پس غالب ہوئی تجھپر شباہت عاص بن وائل کی اوسکے نسب میں تجھکو ملالیا معاویہ بولا کہ خیر جانے دو جو ہوا سو ہوا گذشتہ راصلوٰۃ۔ اب آپ اپنی حاجت فرمائیے اوس بڑھیا نے کہا کہ دو ہزار دینار چاہتی ہوں میں اپنی کھجوروں کے واسطے پانی خریدوں گی جو فقرا ء الحارث بن عبد المطلب کی زمین میں ہیں اور دو ہزار دینار اور تاکہ فقرا بنی الحارث کا نکاح کردوں اور دو ہزار واسطے مددگاری شدت اور تکلیف زمانہ کے معاویہ نے چھ ہزار دینار دلوا دیئے اوسنے لے لئے اور چلی گئی۔ معاویہ نے اول یہ بات نکالی کہ اپنی زندگی میں یزید سے لوگوں کی بیعت کروائی۔ اور دوم

فرسخ پریشان مقرر کئے۔ اور حجری مسجدمیں اول اُسنے بنوائی ہیں۔ اور خطبہ بھی بیٹھکر اوسنے پڑھا موافق قول بعضے کے اور عبد اللہ بن جعفر ابن ابی طالب اُن میں سے ہے کہ جایز جانتا ہے سماع اور تار کا اور سننا غنا کا۔ اور وہ دیکھنے رہنے تھے اہل بہ کو اور معاویہ بُرا جانتا تھا یہ چنانچہ ایک روز ابن جعفر معاویہ کے پاس آئے اور ہمراہ اونکے مسی بدیح ڈوم تھا ابن جعفر نے بدیح کو کہا کہ گاؤ اوسنے وہ شعر گایا جو معاویہ کو پسند تھا وہ یہ ہے:۔

یا لبینی او قدی النارا ؛ ان من تھوین قد جارا ؛ رب نارا بت ارمقھا ؛ تقضم الھندی والغارا
ولھا ظبی یؤججھا ؛ عاقد فی للحضر زنارا ؛ یہ شعر سُنکر معاویہ بہت خوش ہوئے اور پیر زمین پر مارنے لگے ابو جعفر نے کہا کہ اے امیر المومنین بس کیجیے اتنا خوش نہ ہوجیے معاویہ نے کہا کہ اے ابو جعفر کہ ان الکریم یطروب یہ ایک مثل ہے اِسکے معنے یہ ہیں کہ سخی لوگ خوش ہی ہوا کرتے ہیں

بیان اخبار خلافت یزید ابن معاویہ کا

واضح ہو کہ یزید ابن معاویہ خلیفہ ثانی ہے خلفائے بنی امیہ سے اور اوسکی والدہ کا نام میسون بنت مجدل کلبیہ ہے۔ جب اوسکا باپ مرگیا اوسکے خلافت کے بعد لوگوں نے بیعت کی درمیان ماہ رجب سنہ ۶۰ ہجری کے جب یزید خلیفہ ہوچکا اوسوقت اپنے عامل مدینہ کو یہ کہلا بھیجا کہ حسین ابن علیؓ اور عبد اللہ بن زبیر اور ابن عمرؓ سے کہو کہ میری بیعت منظور کریں۔ ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ اگر اور لوگ یزید کی بیعت کرلینگے اوسوقت کیا مضائقہ ہے میں بھی کرلونگا۔ اور امام حسینؓ اور ابن زبیر یہ دونوں مکہ کو چلے گئے اور بیعت منظور نہ کی۔ مدینہ کے حاکم نے ایک لشکر ہمراہ عمرو بن زبیر کے جو عبد اللہ کا بھائی تھا روانہ کیا کیونکہ وہ اپنے بھائی عبد اللہ ابن زبیر کا دشمن جان تھا اور یہ کہا کہ عبد اللہ سے مکہ میں جاکر لڑو اور عبد اللہ کو فتح ہوئی اور اوسنے تمام جمعیت آدمیونکی جو اوسکے ساتھ تھی سب بگاڑدی اور اپنے بھائی عمرو کو پکڑکر قید کیا یہانتک کہ وہ اوسی قید میں مرگیا۔

بیان تشریف لیجانے جناب امام حسینؑ کا کوفہ کو

اِس سال میں اہل کوفہ کے مکاتبات اور خطوط بایں مضمون کہ آپ یہاں تشریف لائیے ہم آپ سے

بیعت کرینگے حضرت امام حسین رض کے پاس آنے شروع ہوئے ان ایام میں نعمان ابن بشیر انصاری کوفہ کا عامل تھا حضرت امام حسین ع نے درمیان کوفہ کے اپنے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو بھیجا تاکہ لوگوں سے بیعت لیں چنانچہ بروقت تشریف لیجانے حضرت مسلم بن عقیل کی آپکے ہاتھ پر جناب امام حسین ع سے تیس ہزار آدمیوں نے بیعت کی بعضے اٹھائیس ہزار بیان کرتے ہیں یہ بات یزید کو بہت ناگوار گذری اور نعمان ابن بشیر کی سوء انتظامی جانکر انکو معزول کیا اور بجائے اوسکی عبد اللہ ابن زیاد کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ یہ شخص پہلے اس سے بصرہ کا حاکم تھا پس کوفہ میں آیا اور دیکھا کہ لوگ بیعت حضرت امام حسین ع کی مسلم ابن عقیل رض کے ہاتھ پر کرتے ہیں لوگوں کو اسنے ڈرایا اور فریب دینا شروع کیا اور سب کو یزید مذکور کی اطاعت پر برانگیختہ کیا لیکن کچھ فایدہ نہ ہوا اور حضرت مسلم جسطرح کہ اپنے کار میں مصروف تھے اوسیطرح رہے وہ لوگ جو حضرت امام حسین ع کی بیعت پر راضی ہوگئے تھے ہمراہ مسلم ابن عقیل کے عبید اللہ ابن زیاد کے گھر پر چڑھ گئے اور اوسکو محاصرہ کرلیا اوسوقت عبید اللہ کے ہمراہ کل تیس آدمی تھے درمیان اوس محل کے پھر عبید اللہ نے حکم دیا کہ تم سب لوگ اپنے گھر کو چلے جاؤ اور جو اطاعت کریگا اوسپر انعام ہوگا اور جو نہ مانیگا اوسپر سزا نازل ہوگی سب چلے گئے یہانتک نوبت پہنچی کہ ہر ایک کی ماں بہن نے آکر کہا کہ تو چل اور آدمی بہت ہیں لڑلینگے چنانچہ ہر ایک شخص یہ کہتا تھا کہ لو صاحب ہم تو چلتے ہیں ایک ہمارا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرتا سب آدمی مسلم رض کو چھوڑکر علیحدہ ہوگئے اور حضرت مسلم کے ہمراہ سوائے ۳۰ آدمیوں کے اور کوئی نہ رہا اوسوقت حضرت مسلم بھاگ کر چھپ گئے اور اوسوقت منادی کرنیوالے نے ابن زیاد کی طرف سے یہ منادی کی کہ جو کوئی مسلم رض کو پکڑ کرلاوے اوسکو انعام موافق اوسکی دیت کے دیا جائیگا چنانچہ مسلم گرفتار کرکے حاضر کئے گئے۔ جبکہ حضرت مسلم سامنے عبید اللہ کے حاضر ہوئے اوس کمینہ نے اونکو اور حضرت امام حسین ع اور حضرت علی رض کو گالیاں دیں اور اوسوقت اونکا سر اوڑا دیا اور لاشہ اونکا محل سے نیچے پھینکوا دیا۔ پھر ہانی ابن عروہ حاضر کیا گیا یہ شخص بھی جناب امام حسین ع کی طرف سے بیعت لوگوں سے کرواتا تھا اوسکو بھی مار ڈالا اور دونوں کے سر کٹوا کر یزید بن معاویہ کے پاس بھجوا دیئے۔ حضرت مسلم بن عقیل آٹھویں تاریخ ذالحجہ سنہ ۶۰ ہجری کو شہید ہوئے۔ اور اوسحضرت امام حسین ع نے مکہ سے عراق کیطرف کوچ فرمایا اور بجائے عبد اللہ ابن عباس آپکے تشریف لیجانے کو عراق کیطرف برا جانتے تھے چنانچہ حضرت امام حسین علیہ سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے

آپ تشریف عراق کو لیجاتے ہیں اور مجھکو خوف آتا ہے کیونکہ وہ لوگ اہل غدر ہیں تم اسی جا تشریف رکھو کیونکہ تم سردار اہل حجاز کے ہو اور جو آپکا سفر کرنا منظور ہے تو یمن کو تشریف لیجایئے کیونکہ اوس جا شیعان علی ہیں اور چند قلعے اور گھاٹیاں بچاؤ کی ہیں۔ حضرت امام حسینؓ نے ارشاد کیا کہ اے چچا کے بیٹے میں جانتا ہوں قسم ہے خدا تو بیشک ناصح مشفق ہے لیکن اب تو میں قصد کرچکا جب آپنے نہ مانا ابن عباس وہاں سے چلے آئے اور آپنے مکہ سے یوم الترویہ سنہ ۶۰ ہجری میں خروج کیا اور حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ بہت لوگ عرب کے جمع ہوگئے جسوقت آپکو یہ خبر پہنچی کہ میرے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیلؓ شہید ہوئے اور لوگ اونکے ہمراہ نہ ہوئے سب الگ ہوگئے یہ خبر حضرت امام حسینؑ نے اپنے ہمراہیوں سے کی اور فرمایا کہ جو شخص اسوقت جانا چاہتا ہو چلا جائے جسکو جان دینی میرے ساتھ منظور ہو ساتھ رہے یہ سننے سے سب لوگ تتربتر ہوگئے جب حضرت امام حسینؑ اوس مکان پر پہنچے جسکو سر لف کہتے ہیں اوسجائے حضرت کو حُر سپہ سالار عبید اللہ ابن زیاد کا دو ہزار سوار ہمراہ لئے ہوئے ملا اور حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ میں آکر ٹھہرا دوپہر کے وقت حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا کہ میں فقط تمہارے خطوط پر عمل کرکے آیا ہوں اگر تم کہو اسجائے سے چلا جاؤں۔ سپہ سالار ابن زیاد نے کہا کہ ہمکو چھوڑ دینے کا حکم نہیں ہے ہم آپکو کوفہ میں سامنے عبید اللہ بن زیاد کے لیجائینگے حضرت امام حسین علیہ نے کہا کہ پھر اس سے تو مرنا بہتر ہے یہی گفتگو رہی کہ حضرت امام حسینؑ حُر کے ہمراہ چلے۔

اب شروع ہوا سنہ ۶۱ ہجری نبوی صلعم کا
بیان شہادت امام حسین علیہ السلام کا

جبکہ جناب امام حسینؑ ہمراہ حُر کے تشریف لیے چلے تو اسی اثنا میں ایک نامہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس سے بنام حُر کے اس مضمون کا آیا کہ امام حسینؑ کو مع اونکے ہمراہیوں کے کسی ایسے جنگل میں اُتار نا جہاں پانی نہ ہو چنانچہ ایک موضع معروف کربلا میں آپکو اُتارا یہ دن جمعرات کا دوسری تاریخ محرم سنہ ۶۱ ہجری کی تھی اور صبح کو عمر بن سعد بن ابی وقاص نے چار ہزار سوار بھیجے ہوئے ابن زیاد کے واسطے جنگ امام حسینؑ کے کوفہ سے لیکر آیا حضرت امام حسینؑ نے ارشاد کیا کہ یہ چند باتیں ہیں جو تم انمیں سے کہو وہ ہم کروں اگر کہو تو جہاں سے میں آیا ہوں چلا جاؤں۔ اور یا یزید ابن معاویہ پر سامان کرکے جاؤں۔ اور

جو ہوسکے تو کسی گہاٹی پہاڑ کے پاس چلا جاؤں۔ عمر نے یہ سب حال ابن زیاد کو لکہ بھیجا اور لکہا کہ ایک بات اِس میں سے امام حسینؑ کو کہو اور جواب دو یہ دیکہکر ابن زیاد کو بہت غصہ آیا اور کہا کچہ نہیں منظور اور شمر بن ذی الجوشن کی زبانی عمر بن سعد کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یا تو امام حسینؑ کو جنگ کر کے قتل کر اور گھوڑوں سے اونکا لاشہ روندانا چاہیئے اور اگر یہ نہیں مانتا تو تجھکو معزول کرتا ہوں اور سردار لشکر کا شمر مقرر ہوا۔ عمرو بن سعد نے کہا کہ میں لڑتا ہوں مجہکو لڑنے سے انکار نہیں۔ اِسنے بارادہ جنگ شام کے وقت جمعرات کے روز نویں محرم ۶۱ ہجری میں خروج کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے ڈیرہ کے سامنے بعد نماز عصر کے بیٹھے تھے۔ جب آپکے قریب لشکر آگیا اوسوقت اپنے بہائی عباس کی زبانی کہلا بھیجا کہ ہمکو کل صبح تک مہلت دو اور مجھکو منظور جو تمکو پسند ہے اونہوں نے بھی مان لیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو ارشاد کیا کہ میں نے تمکو اِذن دیا تم آجکی رات چلے جاؤ جہاں چاہو اپنے شہروں کو پھر جاؤ۔ آپکے بھائی عباس بولے کہ یہ ہمکو منظور نہیں کہ آپکے بعد ہم جیتے رہیں یہ ہمکو خدا نہ دکھلائے یہی آپکے بہائیوں اور بہتیجوں اور عبداللہ ابن جعفر کے بیٹوں نے کہا۔ اور حضرت امام حسین رضہ اور تمام انکے اصحاب تمام رات پڑہتے اور دُعائیں کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی عمر بن سعد اپنے یارونکو لیکر سوار ہوا یہ روز عاشورا تھا اِسی سن مذکور کا۔ اور حضرت امام حسینؑ نے بہی اپنے اصحاب اور رفقا کو جو بتیس ۳۲ سوار اور چالیس ۴۰ پیادہ تہے آمادہ کیا۔ فرقہ باغیہ نے جناب امام حسین علیہ السلام پر حملہ کیا اور لڑائی ظہر کے وقت تک رہی اوسوقت امام حسینؑ اور آپکے اصحاب صلوٰۃ خوب ادا کرکے پھر جنگ میں مصروف ہوئے مگر امام حسینؑ کو پیاس کا بہت غلبہ ہوا ہرچند کہ واسطے پانی پینے کے آگے بڑہے لیکن اونپر پہر تیر بارانی شروع ہوئی چنانچہ ایک تیر آپکے مُنہہ پر لگا اور شمر نے پکار کر کہا کہ کیا ہوگیا اے لوگو تم کو کیا سوچ رہے ہو اہل بیت کو قتل کرتے ہو۔ چنانچہ زرعہ بن شریک نے آپکے ایک تلوار ہتہیلیوں پر ماری۔ دوسرے نے گردن پر ماری اور سنان بن انس نخعی نے ایک نیزہ آپکے مارا اوسوقت جناب امام حسینؑ زمین پر گر پڑے شمر نے اوتر کر آپکو ذبح کیا اور سر مبارک آپکا کاٹ لیا کہتے ہیں کہ آپ کا سر شمر نے کاٹا اور عمر ابن سعد سے جاکر کہا عمر ابن سعد نے ایک جماعت منافقین کو حکم دیا کہ حضرت امام حسینؑ کی چھاتی پر گھوڑے دوڑاؤ چنانچہ کمر اور چھاتی گھوڑوں سے کچلوائی پہر وہ سر اور عورتیں اور بچے پکڑ کر عبیداللہ ابن زیاد کے پاس روانہ کئے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر دیکہہ کر ابن زیاد نے ایک

چھڑی اوس مردود نے آپکے مُنہ پر ماری۔ زید ابن ارقم جو وہاں حاضر تھا اوسنے کہا اوٹھا لے اس چھڑی کو قسم ہے خدا اپنے پیغمبر خدا صلعم کے دونوں ہونٹ۔ ان دونوں ہونٹوں پر دیکھے ہیں یہ کہکر وہ رو پڑا۔ روایت کی گئی ہے جناب امیر المومنین امام حسین رضکے ہمراہ چار شخص اولاد علی رضکے یعنی آپ کے بھائی شہید ہوئے وہ یہ ہیں عباس اور جعفر۔ محمد۔ ابو بکر اور اولاد حسینؑ سے بھی چار۔ اور چند شخص اولاد عبید اللہ بن جعفر سے شہید اور چند اولاد عقیل سے۔ پھر زیاد ملعون نے وہ سر مبارک اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرکے یزید کے پاس بھیجدیئے۔ یزید نے حضرت امام حسینؑ کا سر اپنے سامنے رکھا اور عورتوں اور بچوں کو بُلوا کر حاضر کیا۔ اور نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ انکو روانہ کردو اور چند شخص اپنے محافظ اونکے ہمراہ کردیئے کہ وہ مدینہ میں اونکو پہنچا آویں چنانچہ وہ عورتیں مدینہ کو روانہ ہوئیں جب وہ اہل و عیال حضرت امام حسینؑ کے مدینہ میں پہنچے بنی ہاشم کی عورتیں روتی پیٹتی اونسے ملیں اور خاصکر لڑکے عقیل بن ابی طالب کے بہت روتے تھے اور وہ بچے یہ کہتے تھے۔ کہ کیا کہو گے تم اگر پوچھیں گے نبیؐ کہ کیا کیا تمنے اور حالانکہ تم اخیر امت کے لوگ تھے میری اولاد کے ساتھ اور میرے اہل سے کیا سلوک کیا بعد میرے اون میں سے بعض تو قید ہیں بعضے بکھرے پڑے ہیں خون میں لتھڑے ہوئے رسول اللہ فرماوینگے کہ یہی جزا میرے نصیحت کرنے کی تھی کہ میرے اہل بیت سے یہ سلوک کیا یہ اشعار جنکا ترجمہ یہ ہے تذکرہ میں لکھہ چکا ہوں۔ حضرت امام حسین کے سر میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ مدینہ کو بھجوا دیا اور اونکی والدہ فاطمہ رضکے پاس دفن کیا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں فرادیس کے پاس مدفون ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ خلفائے مصر نے عسقلان سے قاہرہ کیطرف لیجا کر وہاں دفن کیا اور اوسکے واسطے مشہد بنا جو مشہور بنام مشہد حسینؓ ہے اسیطرح آپکی عمر میں بھی اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ پچپن ۵۵ برس چند مہینے کی عمر تھی۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ نے پچیس حج پیروں سے چلکر کئے ہیں اور ایک رات اور ایک دن میں ایکہزار رکعت پڑھتے تھے۔ اور عبد اللہ ابن زبیر ہمیشہ مکہ میں رہا وہ اطاعت یزید بن معاویہ میں داخل ہوا۔

اب شروع ہوا سنہ ۶۲ اور سنہ ۶۳ ہجری نبوی کا

اس سال میں سے اہل مدینہ نے متفق ہوکر یزید کی بیعت چھوڑدی اور اونکے نایب عثمان بن محمد

بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا یہ حال سنکر یزید نے لشکر ہمراہ مسلم بن عقبہ کے روانہ کیا۔ اور اوسکو حکم دیا کہ اہل مدینہ سے لڑنا جب فتح ہوجاوے اوسوقت لشکر میں حکم عام دینا کہ تین روز تک قتل عام ہو اور جو مال جسکے ہاتھ آوے لشکری آدمی لوٹ لیویں اور بعد تین روز کے اسطرح سے اقرار کروانا کہ ہم غلام اور نابعدار یزید کے ہیں۔ یہ اقرار کرواکے بیعت کرواناا ور مدینہ سے فراغت پاکر مکہ کو جانا چنانچہ مسلم مذکور دس ہزار سوار شام کے لیکر مدینہ پر حرہ کیطرف آکر پڑا اور اہل مدینہ کے مہاجرین اور انصار اوس سے لڑے اور ایک خندق بناکر جنگ کرنا شروع کیا۔ اور فضل بن عباس بن ربیعہ بن الحرث بن عبد المطلب شہید ہوئے مگر پہلے خوب لڑے اور بعد جنگ عظیم کے شہید ہوئے اور اسی طرح ہر ایک جماعت اشراف اور انصار کی بہی مقتول ہوئی اور لڑائی خوب ہوئی یہانتک کہ اہل مدینہ کو شکست ہوئی اور مسلم نے حکم دیا کہ تین روز تک قتل عام ہو اور جو مال پاؤ وہ لیلو اور مدینہ کی عورتوں سے حرامکاری کرو منقول ہے زہری سے کہ جنگ حرہ میں سات سو رئیس اشراف قوم قریش کے مہاجرین اور انصار سے مقتول ہوئے اور دس ہزار اشراف غلاموں کے اور نامعلوم آدمی مقتول ہوئے یہ جنگ ستائیسویں ذالحجہ سنہ ۶۳ کو واقع ہوئی تھی پہر مسلم نے باقیماندگان مدینہ سے کہا کہ اقرار کرو کہ ہم یزید کے نابعدار اور غلام ہیں جب یہاں کی مہم سے فراغت پاچکا اوسوقت مکہ کو لشکر لیکر چڑہائی کی

اب شروع ہوا سنہ ۶۴ ہجری نبوی

بیان محاصرہ کرنے کعبہ کا

جب مسلم مدینہ کی مہم سے فارغ ہوا اوسوقت مکہ پر چڑھ گیا لیکن چونکہ مریض تھا قبل پہنچنے کے مرگیا اور اوسکے قایم مقام لشکر پر ابن حصین ابن نمیر السکونی ہوا۔ یہ واقعہ درمیان ماہ محرم اسی سن کے واقع ہوا تہا پس حصین مکہ پر گیا اور عبد اللہ ابن زبیر کو چالیس روز تک گہیرا یہانتک کہ اوسکو خبر پہنچی کہ یزید ابن معاویہ مرگیا جیسا کہ ہم ذکر کرینگے مگر بیت الحرام میں گوپیوں سے پتھر پھینک چکا تہا اور آگ سے بہی جلا چکا تہا جب حصین کو معلوم ہوا کہ یزید مرگیا اوسنے عبد اللہ بن زبیر کو یہ کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے مقتولین کے خون کا دعویٰ کریں اور اگر تم میرے پاس آؤ تو میں تمہاری بیعت کر دوں اور شام کو چلو۔ عبد اللہ بن زبیر نے انکار کیا۔ اور حصین ملک شام کو کوچ کر گیا۔ مگر پیچھے سے ابن زبیر کو متعلق

ہونے پر ندامت بہی ہوئی اور جو لوگ بنی امیہ کے بچے ہوئے مدینہ میں رہ گئے تھے وہ سب ہمراہ حصین بن
کے ملک شام کو گئے۔

بیان وفات یزید ابن معاویہ کا

واضح ہو کہ یزید ابن معاویہ درمیان حوارین کے جو کہ مضافات حمص سے ہے چودہویں ربیع الاول سنہ ۶۴ہجری میں فوت ہوا اسکی اٹہتیس برس کی عمر تھی اور خلافت اوسنے تین برس چہہ مہینے کی حلیہ اوسکا یہ ہے۔ رنگ گندم گوں گٹہیلا بدن سپید چشم منہہ پر نشان چیچک کے ڈاڑہی خوبصورت ہلکی۔ قد کا لمبا تہا۔ اوسنے چند لڑکے لڑکیاں اپنے پیچہے چہوڑیں۔ والدہ اوسکی بنت بحدل کلبیہ ہے وہ اپنی والدہ کے ساتہہ اوسکے کسی کنبے میں درمیان بادیہ بنی کلب کے رہا کرتا تہا۔ علم فصاحت اور فن شعر سے واقف تھا۔ بادیہ بنی کلب ہی میں شعر بنانا سیکہا اسکو وہاں پہنچنے کا باعث یہ تہا کہ یزید کی والدہ میسون مذکور ایکروز یہ شعر پڑہ رہی تہی۔ للبس عباءة وتقر عینی احب الی من لبس الشفوف
وبیت تخفق الارواح فیه ⁂ احب الی من قصر منیف ⁂ وبکر یتبع الاظعان صعب ⁂ احب الی من بغل زفوف ⁂ وکلب ینبح الاضیاف دونی ⁂ احب الی من هر الوف ⁂ وخرق من بنی عمی فقیر ⁂ احب الی من علج علیف ⁂ معاویہ نے کہا کہ اے بنت بحدل تو نے مجہکو سالہ گاہ خور سے تشبیہہ دی اگر تجہکو میرے گہر میں رہنا منظور نہیں ہے تو جا اپنے کنبے میں رہ اسلیئے وہ بنی کلب کے جنگل میں جہاں اوسکا ملک تہا چلی گئی یزید کو بہی اپنے ساتھ لے گئی۔ اوسنے اپنے نانا ہی کے گھر میں پرورش پائی

بیان خلافت معاویہ بن یزید ابن معاویہ کا

واضح ہو کہ معاویہ ابن یزید ابن معاویہ تیسرا خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے جب یزید ابن معاویہ فوت ہو گیا اوسوقت لوگوں نے یزید کے بیٹے معاویہ کی درمیان چودہویں تاریخ ربیع الاول سنہ ہذا کے بیعت اختیار کی یہ شخص جوان اور دیندار تہا اوسکی خلافت کل تین مہینے رہی۔ بعضے کہتے ہیں چالیس روز خلافت کرتا رہا بعد اسکے مر گیا اور عمر اوسکی اکیس برس کی تہی اور اخیر ایام زندگانی میں اوسنے لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ مجہہ سے کار خلافت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ مجہکو کوئی شخص مثل عمر ابن الخطاب کے معلوم ہوتا ہے تاکہ اوسکو میں خلیفہ مقرر کروں اور نہ مثل اہل شوریٰ کے کوئی ہے اسلیئے تم کو اختیار

ہے جسکو تم پسند کرو خلیفہ بنالو یہ کہکر اپنے گہر میں جا گہسا اور چہپ گیا تا وقت وفات غایب
رہا اور کہتے ہیں کہ اوسنے یہ وصیت کر دی تہی کہ ضحاک بن قیس تا قایم ہونے کسی خلیفہ کے لوگوں
کو نماز پڑہایا کرے۔

بیان بیعت کرنی لوگونکا حضرۃ عبداللہ ابن زبیرؓ سے

جب یزید ابن معاویہ مرگیا اوسوقت لوگوں نے درمیان مکہ کے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی۔ اور
مروان بن الحکم مدینہ میں تہا اوسنے قصد کیا کہ وہیں ہی مکہ میں جاکر عبداللہ بن زبیر کی بیعت کروں لیکن
پہر وہ ہمراہ اون لوگوں کے جو بنی امیہ میں سے ملک شام کو جانے تھے چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ ابن زبیر
نے اپنے عامل کو جو مدینہ پر تہا یہ لکہا کہ کوئی بنی امیہ میں سے وہاں رہنے نہ پاوے۔ اگر ابن زبیر ہمراہ حسینؓ کے
ملک شام کو چلا جاتا۔ یا بنی امیہ سے سازش کر لیتا تو ابن زبیرؓ کو خلافت نصیب ہو جاتی لیکن تقدیر سے کچھ
چارہ نہیں ہوسکتا۔ جسوقت عبداللہ بن زبیر کی مکہ میں بیعت ہوگئی اور عبیداللہ ابن زیاد والی بصرہ
ملک شام کو بہاگ گیا۔ اوسوقت تمام اہل بصرہ نے ابن زبیر کی بیعت کرلی اور عراق اور حجاز
اور یمن کے لوگ سب مطیع ہوگئے اور ایک مصر کے شخص کی بھی وہاں کے لوگوں سنے
بیعت کرلی اور ضحاک بن قیس نے بہی بیعت خفی ملک شام میں عبداللہ ابن زبیرؓ کی کرلی تہی اور حمص
میں نعمان ابن بشیر انصاری نے بہی اوسکی بیعت کی اور قنسرین میں زفر بن الحارث کلابی نے بہی بیعت
کی قریب تہا کہ خلافت بالکلیہ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی ہو جائے یہ شخص زاہد اور پارسا اور شجاع
تہا مگر دو عیب بھی تھے ایک بخل۔ دوسرے ضعیف الراے تھے۔

بیان خلافت مروان ابن الحکم کا

واضح ہو کہ بنی امیہ کا چوتہا خلیفہ مروان ابن الحکم ہے۔ یہ مروان مذکور درمیان ایام خلافت حضرت
ابن زبیر کے ملک شام میں قایم ہوا اور تمام بنی امیہ اوسکے ہمراہ ہوگئے۔ اب ملک شام میں لوگوں
کے دو فریق ہوگئے ایک فرقہ یمانیہ جو مروان کے ساتھ ہوگئے تھے۔ اور ایک فرقہ قیسیہ جو ضحاک
ابن قیس کے ہمراہ تھے اس فرقہ کے آدمی ابن زبیر کی بیعت کرنے جاتے تھے اور بہت قصے
جھگڑے معاملے ایسے اونمیں ہوا کئے کہ اونکی شرح بہت طویل ہے انجام کار یہ ہوا کہ فریقین کا

مقابلہ درمیان مرج راہط کے بیچ شہر غوطہ کے جو دمشق کا ایک شہر ہے ہوا اور شروع اس لڑائی کا ضحاک پر اور فرقہ قیسیہ پر حملہ تھا اور اونکو شکست فاش ہوئی اور ضحاک بن قیس مقتول ہوا اور ایک جماعت کثیر سواران قیس کی مقتول ہوئے جب مروان نے دیکھا کہ جنگ مرج میں قیس کو شکست ہوئی۔ اوسوقت مروان نے باواز بلند کہا کہ خبردار کوئی اوسکے تابع نہ ہونا مرج نام ہے اوس روز کا جس روز مروان نے جنگ کی اور راہط ایک موضع ہے شرف رود دمشق کے اور مروان دمشق میں داخل ہو کر معاویہ ابن ابی سفیان کے گھر میں اوترا اور سب آدمی وہاں مجتمع ہوئے اور ام خالد بن یزید بن معاویہ سے بہ سبب خوف خالد کے نکاح کر لیا۔ جب فرقہ قیسیہ کی شکست اور ضحاک کے مقتول ہونیکی خبر اہل حمص کو پہنچی وہاں نعمان ابن بشیر انصاری عامل تھا وہ اپنے اہل و عیال لیکر بھاگا اور اہل حمص نے نکلکر نعمان ابن بشیر کو قتل کر ڈالا اور اوسکا سر کاٹ کر مع اوسکے اہل خانہ کے حمص میں لیگئے۔ اور جب زفر ابن حارث حاکم قنسرین کو جو ابن زبیر کیطرف سے دعوے بیعت کا کرتا تہا ہزیمت اور شکست کی خبر پہنچی وہ قنسرین سے نکلکر قیس پر آیا اور اوسپر غالب ہو گیا اور شام کا ملک مروان ابن الحکم کا ہو گیا۔ پہر مروان نے مصر کی طرف خروج کیا اور اپنے سے پہلے عمرو بن سعید بن العاص کو بھیجا اوسنے مصر میں داخل ہو کر ابن زبیر کے عامل کو نکالدیا اور مروان بن الحکم کی بیعت باشندگان مصر سے کروائی جب مروان مصر پر متصرف ہو چکا تب دمشق کو آیا اور تا اختتام سنہ ۶۴ ہجری کے مروان درمیان ملک شام اور مصر کے خلیفہ بالاستقلال تہا۔ اور ابن الزبیر درمیان عراق اور حجاز اور یمن کے خلیفہ تہا۔ اسی سال میں ابن الزبیر نے کعبہ شریف کو ڈھا کر پہر تعمیر کی صورت حال یہ ہے کہ دیواریں خانہ کعبہ کی بہ سبب ضرب گولوں کے جہک گئی تہیں اسلئے اوسکو ڈھا کرا و رنیا داوسکی کہود کرا ور پتہر اوسکی بنیاد میں کہکر نئے سرے سے تعمیر اوسکی کی۔

اب شروع ہوا سنہ ۶۵ ہجری

بیان وفات مروان ابن الحکم کا

واضح ہو کہ مروان ابن الحکم اسطرح سے مرا کہ اوسکی بیوی ام خالد بن یزید بن معاویہ نے اوسکا

گلا گھونٹ ڈالا اور پکار کر چیخی کہ ہائے میرا میاں مرگیا یہ واقعہ تیسری تاریخ رمضان ۶۵ ہجری
میں ہوا وہ دمشق میں مدفون ہوا۔ عمر اوسکی ترسٹھ برس کی تھی مدت خلافت کی نو مہینے آٹھ روز ہیں

بیان حالات مروان کا

اسکے باپ کو نبی صلعم نے نکال دیا تھا وہ طایف میں چلا گیا تھا۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ
ان دونوں خلیفوں کے وقت میں بھی نکالا ہی رہا مگر خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ نے جسکا ذکر ہو چکا
پھر ملا لیا تھا۔ مروان یہ وہ شخص ہے جسنے حضرت طلحہؓ کو ایک تیر مار کر درمیان جنگ جمل کے
شہید کیا تھا۔

بیان خلافت عبد الملک کا

واضح ہو کہ عبد الملک پانچواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے۔ جب مروان نے وفات پائی
اوسوقت اوسکے بیٹے عبد الملک بن مروان کے درمیان تیسری تاریخ رمضان شریف ۶۵ھ
کے لوگوں نے بیعت کی اسکی خلافت درمیان ملک شام اور مصر کے مستقل ہوگئی۔ کہتے ہیں جب
نوبت خلافت عبد الملک کی آئی وہ بیٹھا ہوا قرآن شریف گود میں لئے ہوئے پڑھ رہا تھا
فوراً اوسکو بند کر دیا مخاطب بہ قرآن ہو کر کہا کہ یہی آخری وعدہ تھا آپسے۔

اب شروع ہوا سنہ ۶۶ ہجری نبوی

بیان خروج کرنے مختار بن ابی عبید ثقفی کا

درمیان اسی سال کے مختار مذکور نے شہر کوفہ سے واسطے انتقام خون حسین علیہ کے خروج کیا اوسکے
ہمراہ بہت لوگ ہوگئے وہ کوفہ پر غالب آگیا اور اوس سے بہت لوگوں نے کتاب اور سنت
رسول اللہ پر اور طلب انتقام خون اہل بیت پر بیعت کی۔ اور مختار فقط قاتلین امام حسینؑ سے لڑا
اور کہا کہ مجھکو شمر بن ذی جوشن کو دو یہانتک کہ اوسپر فتح پائی اور قتل کیا۔ اور خولی الاصبحی کے
گھر کو جا گھیرا اوسنے حضرت امام حسینؑ کا سر کاٹا تھا اور اوسکو بھی قتل کر کے گھر کو جلایا۔ پھر عمر بن
ابی وقاص سپہ سالار لشکر کو جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقابلیں میں تھا اور اوس نے
یہ حکم کیا تھا کہ سینہ اور پیٹھ امام حسینؑ کا گھوڑوں سے روندا جائے اوسکو قتل کیا۔ اور ابن عمر کو

ہی قتل کیا اوسکا نام حصفص تھا اور دونوں کے سر پاس محمد ابن حنیفہ کے درمیان حجاز کے بھیجدیے
یہ واقعہ درمیان ذالحجہ اسی سال کے گذرا پھر مختار نے ایک تابوت ایسا بنوایا تھا جیسا بنی
اسرائیل میں ہوتا ہے۔ جب مختار نے واسطے لڑائی عبیداللہ ابن زیاد کے لشکر روانہ کیا تھا
تب اوسوقت وہ تابوت بھی ایک خچر کی پیٹھ پر درمیان لڑائی کے موجود تھا۔

اب شروع ہوا سنہ ۶۷ ہجری نبوی کا
بیان مقتول ہونے عبیداللہ ابن زیاد کا

اسی سال میں درمیان ماہ محرم کے مختار مذکور نے لشکر آمادہ کر کے واسطے لڑائی عبیداللہ ابن
زیاد کے بھیجا وہ خود اول موصل پر غالب ہو چکا تھا اور ابراہیم بن اشتر نخعی کو اوس لشکر کا سپہ سالار
مقرر کیا۔ جب مقابلہ جانبین کا ہوا خوب لڑائی واقع ہوئی مگر ابن زیاد کے آدمی بھاگ گئے۔ اور عبیداللہ
ابن زیاد بھی ابراہیم بن اشتر کے ہاتھ سے درمیان اس جنگ عظیم کے مقتول ہوا اوسنے سر اوسکا
کاٹ کر لاشہ پھونکدیا۔ اور بعد شکست کے ابن زیاد کے آدمیوں میں سے بہت سے بھاگتے ہوئے
نہر زاب میں ڈوب گئے ابراہیم نے ابن زیاد کا سر ہمراہ اور سروں کے مختار کے پاس روانہ کردیے
اسطرح پر خدا تعالی نے حضرت امام حسین کا انتقام مختار کے ہاتھ سے لیا اگرچہ مختار کی نیت بخیر نہ
تھی پھر بھی یہ کار نیک اوس سے بظاہر ظہور میں آیا۔ اور درمیان اسی سال سنہ ۶۷ ہجری کے ابن زبیر
نے اپنے بھائی مصعب کو بصرہ پر حاکم مقرر کیا۔ مصعب نے مہلب ابن ابی صفرہ کو خراسان سے بلایا
وہ بہت لشکر اور مال کثیر ہمراہ اپنے لیکر اوسکے پاس آیا اور دونوں نے جمع ہو کر مختار پر واسطے
لڑائی کے چڑھائی کی اور کوفہ میں پہنچے اور مختار کے ہمراہ بھی بہت لوگ اکٹھے ہوئے مقابلہ پڑی
اور شکست بعد جنگ عظیم کے مختار کو ہوئی اور مختار اپنے محل میں جو جائے کچہری کی تھی درمیان
کوفہ کے محصور ہوا۔ مصعب نے کوفہ میں گھسکر مختار کا محاصرہ کیا۔ لیکن وہ حالت محاصرہ میں بھی
لڑا یہانتک کہ مقتول ہوا۔ پھر مصعب نے سب اعوان مختار کو کہا کہ محل سے باہر آؤ وہ بموجب حکم مصعب
کے باہر آئے اور مکان خالی کردیا۔ مصعب نے سب کے سر بکلم مثل بھیڑ کے اڑا دیے کہتے ہیں
کہ سات ہزار آدمی تھے جو مقتول ہوئے اور مختار درمیان ماہ رمضان سنہ ۶۷ ہجری کے شہید ہوا

عمر اوسکی ستر برس کی تہی اوسی سال میں یعنی سنہ ہجری میں بعضے کہتے ہیں کہ اکہتر برس کی اور بعض کہتے ہیں کہ انہتر ۶۹ برس ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سنہ میں درمیان کوفہ کے ابو بحر بن ضحاک بن قیس بن معاویہ بن حصین بن عبادہ نے وفات پائی یہ ضحاک مذکور احنف کے نام سے مشہور تہا۔ یہ وہ شخص ہے کہ جسکے نام سے ضرب المثل حلم میں مشہور ہے۔ یہ سردار اپنی قوم کا موصوف بعقل اور دانش اور صاحب علم اور ذی حلم اور ذکی آدمی تہا۔ اسنے پیغمبر خدا کا زمانہ بہی پایا ہے الا صحبت نصیب نہیں ہوئی اور ایک دفعہ قاصد ہوکر حضرت عمر رضی اللہ کے پاس درمیان اونکے ایام خلافت کے آیا تہا مگر تابعین میں سے بڑے رتبہ کا یہ شخص گذرا ہے اور ہمراہ حضرت علیؓ کے جنگ صفین میں بہی تہا اور جنگ جمل میں دونوں جانب میں سے کسی کی طرف بھی نہ تھا احنف مایل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ شخص لبنا راست قدر دہنی طرف کو جھک کر چلا کرتا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ احنف مذکور درمیان خلافت معاویہ کے اشراف لوگوں میں بطور ملاقات دربار معاویہ میں حاضر ہوا۔ اسی اثنا میں ایک شخص اہل شام کا بھی اوس محل میں آیا اور اوسنے خطبہ پڑھ کر سنایا آخر خطبہ میں علی ابن ابی طالبؓ پر لعنت کی سب لوگوں نے اپنے سر نیچے کر لئے یعنی جھکالئے کوئی نہ بولا مگر احنف نے معاویہ کیطرف مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیا کو لعنت کرنیکی اگر آپکی مرضی پائے تو بیشک یہ سب نبیوں پر لعنت کرے خدا سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو حضرت علیؓ کا پیچھا اب تو چھوڑو کیونکہ وہنوں نے اس جہان سے رحلت کی اب وہ اپنی قبر میں ہونگے وہاں تو چین لینے دو اب تمکو اونکے لعنت کرنیسے کیا حاصل ہے۔ اور قسم ہے خدا کی وہ شخص مبارک النفس و مصیبت دیدہ تہا۔ معاویہ نے کہا کہ اے احنف کیوں آنکہوں پر ٹہیکری رکھتا ہے میں قسم دیتا ہوں تجھکو خدا کی کہ تو بھی منبر پر چڑھکر اگر ہماری خوشی چاہتا ہے تو علی ابن ابی طالبؓ پر لعنت بخوشی کر یا بجبر۔ احنف نے کہا کہ آپ مجھکو معاف رکھئے اس میں آپکی خیر ہے اسوقت معاویہ بہت گڑگڑایا اور منت اور سماجت سے پیش آیا۔ تب احنف نے کہا کہ اے معاویہ میں انصاف کا کلمہ کہتا ہوں معاویہ نے کہا فرمایئے۔ احنف نے یہ کہا کہ حمد خدا کو لایق ہے اور درود ہو جیو اوپر رسول اوسکے کے اے لوگو معاویہ نے مجھکو یہ کہا ہے کہ لعنت کر علی پر سنو علی ابن ابی طالبؓ اور معاویہ دونوں جہگڑے اور آپس میں لڑے اور ہر ایک شخص نے ان دونوں میں سے یہ دعویٰ کیا کہ

کہ خلافت حق میرا ہے جب میں دعا کروں تم سب آمین کہنا۔ اب میں کہتا ہوں۔ اے خدا لعنت کر تو اور تیرے فرشتے اور لعنت کریں تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اوس شخص پر جو اون دونوں میں سے باغی ہو اور لعنت کر گروہ باغی کو۔ اور اے خدا بہت لعنت کر اوسپر۔ آمین کہوائے سامعین یہ کہکر معاویہ نے کہا کہ میں توبہ کلمے کہا کرتا ہوں اگرچہ مارا ہی کیوں نہ جاؤں اب مجھے اور کچھ بہرانہ کہلانا۔

سنہ ۶۸ ہجری اس سال میں عبداللہ ابن عباسؓ و میان طائف کی راہی ملک بقا ہوا اور محمد بن حنیفہ طائف میں رہا کوئی یہاں تک حجاج ابن یوسف مکہ میں آیا یہ عبداللہ ابن عباس ہجرتؐ سے تین برس پیشتر پیدا ہوئے تھے اور رسول اللہ نے اوسکے واسطے دعا کی تھی کہ اے خدا فقیہ کر اوسکو علم دین کا اور سکہلا اوسکو کلمہ اور تاویل چنانچہ یہ شخص ایسا ہی عالم مثل اونکی دعا کے ہوا اوسکو حبر یہ سبب کثرت علم کے کہا کرتے تھے۔

سنہ ۶۹ و سنہ ۷۰ ہجری اسی سال میں وہ حال جو سنہ ۷۱ ہ تک گذرا ہے لکھا جاتا ہے۔

بیان قتل ہونے مصعب ابن زبیرؓ کا

واضح ہو کہ درمیان سنہ ۷۱ ہجری کے عبدالملک نے سامان جنگ مہیا کر کے عراق کو کوچ کیا۔ اور ادہر سے مصعب نے بہی سامان کر کے اوسکا مقابلہ کیا اور دونوں طرف سے لڑائی ہونی شروع ہوئی مگر افسوس ہے کہ اہل عراق نے عبدالملک سے خفیہ سازش کر لی تہی مصعبؓ کو چھوڑ کر اوسکو جا ملے مگر حضرت مصعب خوب لڑے آخرالامر مع اپنے فرزند دلبند کے اوپر دیر جاثلیق کے کنارہ نہر دجیل پر شہید ہوئے عمر مصعبؓ کی چہتیس ۳۶ برس کی تہی یہ واقعہ درمیان ماہ جمادی الاول سنہ ۷۱ ہجری کے وقوع میں آیا مصعبؓ قبل خلافت کے عبدالملک کا دوست تھا اور مصعبؒ کی بیویاں یہ تہیں ایک سکینہ بنت الحسینؓ اور عائشہ بنت طلحہ ان دونوں سے دفعتہً ایکبارگی نکاح کیا تہا بعد اس واقعہ کے عبدالملک کوفہ میں گیا وہاں کے باشندوں نے اوس سے بیعت کی اور دونوں عراق اوسکے زیر حکم ہوگئے۔

اب شروع ہوا سنہ ۷۲ ہجری

اسی سال میں عبدالملک مذکور نے حجاج ابن یوسف ثقفی کو لشکر دیکر مکہ میں بارادہ لڑنے عبداللہ ابن زبیر کے بہیجا چنانچہ حجاج مذکور ماہ جمادی الاول سنہ ہذا میں مکہ شریف کو روانہ ہوا اور طائف میں اوترا درمیان اوسکے اور اصحاب ابن زبیر کے لڑائی ہوئی اوسنے حملہ اصحاب ابن زبیر پر کیا انجام کار ابن زبیر مکہ میں محصور رہا اور حجاج مذکور نے بیت الحرام پر گولے مارے اور اس سال تمام تک

محاصرہ رہا۔

اب شروع ہوا سنہ ۷۳ ہجری نبوی صلعم

اور حجاج ابن یوسف حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کئے رہا مگر ابن زبیرؓ نے اپنے تئیں سپرد کردینے سے لڑنا بہتر جانا چنانچہ اوسنے جنگ کی اور جمادی الآخر سنہ ۷۳ ہجری میں سات مہینے لڑکر مقتول ہوا جب ابن زبیر مقتول ہوا اوسکی عمر تہتر برس کی تہی یہ اول بچہ ہے جو مہاجرین میں سے بعد الہجرت پیدا ہوا اور نو برس خلافت کی کیونکہ اسکی بیعت لوگوں نے سنہ ۶۴ ہجری میں بعد مرنے یزید بن معاویہ کے کی تہی اور یہ شخص کثیر العبادت ہی تہا کہتے ہیں کہ چالیس برس تک اپنی پیٹھ پر سے چادر نہ اُتاری تہی اسی سال میں بعد مقتول ہونے ابن زبیرؓ کے درمیان حجاز اور ملک یمن کے عبد الملک کی بیعت ہوئی اور سب آدمیوں نے اوسکی اطاعت منظور کی۔ اور درمیان اسی سال کے یعنی سنہ ۷۳ ہجری میں عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ فوت ہوئے انکا واقعہ مقتول ہونیکا ابن زبیر سے تین مہینے بعد ہوا تہا اور عمر اوسکی ستاسی برس کی تہی۔

اب شروع ہوا سنہ ۷۴ ہجری نبوی صلعم کا

اسی سال میں حجاج نے کعبۃ اللہ کو ڈھاکر حجر اوسکی بنا میں سے نکالکر جسطور زمانہ نبی صلعم میں تہا اوسی طور سے تعمیر کی چنانچہ بیت الحرام کی تعمیر ابتک وہی موجود ہے اور حجاج امیر حجاز کا مقرر ہوا

اب شروع ہوا سنہ ۷۵ ہجری نبوی کا

اسی سال میں عبد الملک نے طرف حجاز کے ایک پروانہ درباب ولایت عراق کے بہیجا اوسکا یہی حکم انتظام کرو چنانچہ وہ مدینہ سے کوفہ کو گیا اور حجاج ہی کے ایام ولایت میں ایک شخص مسمی شبیب خارجی نکلا اور اوسنے بہت لوگوں کو اپنے ہمراہ جمع کرکے حجاج کے ساتہ لڑائی کی بعد جنگ کثیر کے مآل کار یہ ہوا کہ جمیعت میں شبیب خارجی کے تفرقہ پڑگیا اور اوسکے گہوڑے نے ایک پل پر سے اوسکو گرا دیا وہ نہر میں ڈوب گیا۔ اور اسیطرح حجاج پر عبد الرحمن بن اشعث نے بہی خروج کیا تہا یہ شخص اول خراسان پر غالب ہوگیا اور پہر حجاج کی طرف گیا اور کوفہ پر غالب آگیا اور سب جماعتوں

کو شکست دیکر تقویت حاصل کر کے عبدالملک نے حجاج کو اور لشکر شام سے بہیجکر تقویت اور کمک دی آخر کار عبدالرحمان کو شکست ہوئی اور سپاہ اوسکی متفرق ہوگئی وہ بہاگ کر ترک کے بادشاہ کے پاس چلا گیا حجاج نے ایک ایلچی واسطے طلب عبدالرحمان مذکور کے بادشاہ ترک کے پاس بہیجا اور کہدیا کہ اگر اوسکے سپرد کرنے میں تاخیر کیجیئے گا تو آپ طیار رہو رہنا میں ہی آتا ہوں۔ ترکستان کے بادشاہ نے عبدالرحمن کو معہ اوسکے چالیس ہمراہیوں کے پکڑکر حجاج کے پاس بہیجدیا۔ مگر عبدالرحمن نے درمیان ایک منزل کے ایک مکان پر سے گرا کر اپنے تئیں مار ڈالا۔

اب شروع ہوا ۸۱ھ ہجری معہ حال مابعد ۸۱ھ تک

اس سال میں ابوالقاسم محمد بن علی بن ابی طالب جو کہ معروف ابن الحنیفہ ہیں فوت ہوئے۔

اب شروع ہوا ۸۲ھ ہجری نبوی صلعم

اس سال میں مہلب بن ابی صفرۃ الازدی نے وفات پائی یہ صاحب بڑے سخی اور قوی مشہور تہے اور اونکو حجاج نے خراسان کا والی کر دیا تہا لیکن مہلب مذکور مرو الرود میں فوت ہوا اور اپنے پیچہے بیٹا اپنا یزید بن المہلب خلیفہ اپنا چہوڑا۔ جب مہلب نے لگا اوسوقت اپنی اولاد کو بلاکر ایک بستہ تیروں کا منگوایا اور کہا کہ تم ان تیروں کو مجتمعہ توڑ سکتے ہو اونہوں نے کہا کہ نہیں پہر پوچہا کہ ایک ایک کو توڑ سکتے ہو اونہوں نے کہا کہ ہاں توڑ سکتے ہیں کہا کہ بس یہی حال تمہارا ہے یعنے اگر تم متفق رہوگے کوئی غالب آسکیگا اور اگر متفرق ہوجاؤگے تو ہلاک ہو گے۔ اسی سال یعنی ۸۲ھ میں خالد بن یزید ابن معاویہ نے بہی وفات پائی۔ یہ شخص بنی امیہ کی سخاوت اور فصاحت اور عقل میں مشہور تہا۔

اب شروع ہوا ۸۳ھ نبوی

اس سال میں حجاج نے ایک شہر مسمی واسط بنایا ہے۔

اب شروع ہوا ۸۴ھ و ۸۵ھ ہجری نبوی

اس سن میں یعنی پچاسی میں عبد العزیز بن مروان مصر میں فوت ہوا۔

اب شروع ہوا سنہ ۸۶ ہجری نبوی صلعم

بیان وفات عبد الملک بن مروان

درمیان ماہ شوال اسی سال کے عبد الملک بن مروان نے وفات پائی اور عمر اوسکی ساٹھ برس کی تھی اور مدت خلافت اوسکی اوسوقت سے کہ جب ابن زبیر شہید ہوئے اور سب آدمیوں نے اوسکی بیعت کی تیرہ برس چار مہینہ سات دن کم ہیں۔ اوسکے مُنہہ سے بدبو بہت آیا کرتی تھی اسواسطے اسکو ابو الزبان کہتے ہیں اور بہ سبب بخل کے اوسکو رشح الحجر بھی کہتے تھے یہ شخص بہت استوار عاقل فقیہہ عالم دیندار تھا جب خلیفہ ہوا دنیا نے سب بہا دیا اور دینداری جاتی رہی اور بدلکر اَور ہی کچھ ہو گئے۔

بیان خلافت ولید بن عبد الملک کا

واضح ہو کہ یہ چھٹا خلیفہ بنی امیہ میں سے ہے بعد وفات عبد الملک کے ولید کی بیعت لوگوں نے درمیان نصف ماہ شوال اسی سنہ کے یعنی سنہ ۸۶ ہجری میں کی اوس عہد کے جو اوسکے باپ سے ہو گیا اوسکو بنا مکانات و تعمیر کا بہت شوق تہا اور اوسکے کام سب مضبوط ہو گئے تھے اور اوسکے ایام میں فتوحات کثیر ہوئی ہیں از انجملہ جزیرہ اندلس اور ماوراء النہر ہے۔ اور اسی کے ایام خلافت میں خراسان اور عراقین کا حجاج والی ہوا۔ بہرزکوں سے خط و کتابت ہوئی اور مسلمہ بن عبد الملک نے درمیان درمیان بلاد روم کے خط و کتابت جاری کر کے اوسکو فتح کیا اور لوگوں کو قید کیا۔ اور محمد ابن قاسم ثقفی نے بلاد ہند کو فتح کیا درمیان اسی سن یعنی سنہ ۸۶ کے ولید مذکور نے اپنے چچا کے بیٹے عمر بن عبد العزیز کو مدینہ کا والی کیا وہ مدینہ میں جا کر اپنے دادا مروان کے مکان میں اُترا اور دس فقیہہ مدینہ کے جمع کئے وہ یہ لوگ تھے عروہ ابن زبیر بن العوام۔ اور عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود اور ابو بکر بن عبد الرحمن۔ اور ابو بکر بن سلمان۔ اور سلمان بن یسار۔ اور قاسم ابن محمد ابن ابی بکر صدیق رضہ اور سالم بن عبد اللہ ابن عمر بن الخطاب۔ اور عبید اللہ ابن عبد اللہ بن عمر۔ اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ۔ اور خارجہ بن زید ان سب کو بلا کر عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ میں چاہتا

ہوں کہ کوئی امر اور کسی بات کا تصفیہ بدون تمہاری رائے کے نہ کیا کروں۔ اور جو تم کو میری طرف سے کسی امر میں ظلم اور جور معلوم ہو وہ مجھکو بیشک بتلاؤ سب نے یہ رائے پسند کی۔

اب شروع ہوا سنہ ۸۸ اور سنہ ۸۸ ہجری

اِس سال میں ولید نے عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ رسول اللہ کی مسجد اور گھر ڈہا کے ایک حد کلاں سو گز کی مربع تیار کروا اور اون گھروں کی قیمت بیت المال میں وضع کر دینی چاہیئے چنانچہ سب اہل مدینہ نے مان لیا اور کاریگر اور معمار مزدور ولید کے پاس واسطے عمارت مسجد کے آئے اور عمر بن عبد العزیز اس امر سے الگ ہو گیا اور اسی سال یعنی سنہ ۸۸ ہجری میں ولید مذکور نے جامع دمشق کی تعمیر کی اوسکے بنانے میں بہت مال خرچ ہوا۔

اب شروع ہوا سنہ ۸۹ تا سنہ ۹۳ ہجری

اِسی سال میں ولید نے عمر بن عبد العزیز کو مدینہ سے معزول کر دیا۔

اب شروع ہوا سنہ ۹۴ ہجری

اِس سال میں حجاج نے سعید بن جبیر کو مقتول کیا بسبب اسکے کہ سعید نے حجاج کی اطاعت چھوڑ کر عبد الرحمان بن اشعث کی تابعداری کی تہی اور حجاج سے ڈر کر بہاگا اور مکہ میں مقیم ہوا حجاج نے ولید کے پاس قاصد بھیجا کہ جو لوگ بہاگ کر مکہ میں جا رہے ہیں اونکو میرے پاس بہجوا دیئے چنانچہ ولید نے حسب ایماء اوسکے اپنے عامل مکہ کو جو خالد بن عبد اللہ القسری تہا یہ حکم کر بہیجا کہ جن لوگوں کو حجاج مانگتا ہے وہ اونکے پاس روانہ کر دے۔ اور حجاج نے سعید بن جبیر وغیرہ کو طلب کیا تہا اوسنے اون لوگوں کو اونکے پاس بھیجدیا اوسنے سعید ابن جبیر کا سر اڑادیا یہ شخص یعنی سعید بن جبیر بڑا عالم تہا درمیان تابعین کے اوسنے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر سے علم سیکہا تھا اور اوسی سے روایت کی ہے قرآن کی ابو عمر نے۔ اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ قتل کیا حجاج نے سعید بن جبیر کو حالانکہ کوئی شخص مثل اوسکی روئے زمین پر عالم نہ تہا اور سب اوسکے محتاج تہے۔ اور

اسی سال میں یعنی درمیان سنہ ۹۴ ہجری کے سعید بن المسیب جو اور فقہائے کبرا تابعین شمار کئے جاتے ہیں فوت ہوئے اور اسی سال میں اور بعضے کہتے ہیں کہ سنہ ۹۵ ہجری میں علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب نے جو معروف حضرت زین العابدین ہیں وفات پائی اور مدینہ میں فوت ہوئے اور بقیع میں مدفون ہوئے عمر انکی اٹھاون برس کی تہی۔

اب شروع ہوا سنہ ۹۵ ہجری نبوی صلعم کا

درمیان اسی سال کے حجاج بن یوسف ثقفی والی العراقین اور خراسان نے بہی وفات پائی عمر اوسکی چوّن برس کی تہی اور عراق پر بیس برس کے عرصہ سے حکومت کرتا رہا۔ کہتے ہیں کہ حجاج کی آنکہیں چہوٹی اور آواز باریک نہایت فصیح تہی۔ کہتے ہیں کہ جمیع مقتولین جو حجاج کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں ایک لاکہ بیس ہزار آدمی ہیں۔

اب شروع ہوا سنہ ۹۶ ہجری

بیان وفات ولید کا

واضح ہو کہ درمیان ماہ جمادی الآخر سنہ ہذا کے ولید بن عبد الملک بن مروان بہی فوت ہوا اوسنے خلافت نو برس سات مہینے کی وہ مروان کے گھر میں فوت ہوا اور دمشق کے چہوٹے دروازے کے باہر مدفون ہوا اور اوسکے چچا کے بیٹے عمر بن عبد العزیز نے اوسپر نماز پڑہی اور عمر اوسکی بیالیس برس چہہ مہینے کی تہی۔ اس شخص کی ناک ہمیشہ بہا کرتی تہی اور بیٹے اوسکے اٹھارہ تہے اور اسی نے مسجد دمشق بنوائی ہے اوسکی تعمیر کے واسطے کاریگر بلاد روم اور تمام بلاد اسلام سے بلائے تہے اور مسجد کے پہلو پر ایک گرجا گہر تہا وہ نصارائی کے سپرد کر دیا تہا بسبب اسکے کہ نصف شہر اونکے کل میں تہا اور نصف میں جو بصلح لیا تہا مسلمانوں کا عمل تہا اوس گرجا گہر کو کنیسہ ماریحنا کہا کرتے تھے ولید نے اوسکو ڈہا کر جامع مسجد میں ملا لیا اور ولید بولنے میں غلطی کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک اعرابی نے اپنے داماد کی نالش کی اوسکو ولید نے کہا کہ ما شانک یعنے کیا حال ہے تیرا لیکن چونکہ یفتح نون کہا تو اسکے معنے یہ ہوئے کہ کیا برائی ہے تجہمیں اعرابی نے کہا کہ اعوذ باللہ من الغین

یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ سے برائی کی۔ سلیمان عبدالملک نے کہا کہ امیرالمومنین یہ کہتے ہیں کہ ماشانک بضم نون یعنی کیا حال ہے تیرا اعرابی نے کہا کہ میرے ختن نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ ولید نے کہا کہ من ختنک بفتح نون یعنی کسنے ختنہ کیا ہے تیرا۔ اگر بضم نون کہتا تو مراد ہوتی کہ کون داماد ہے تیرا۔ اعرابی نے کہا کہ میرا ختنہ کسی حجام نے کیا ہے میں تو یہ نہیں کہتا کہ سلمان بن عبدالملک نے کہا کہ کون ہے داماد تیرا یعنی من ختنک بضم نون اوسنے کہا کہ یہ ہے اپنے مخاصم کی طرف اشارہ کر دیا اور باپ اوسکا عبدالملک بہت فصیح تہا اپنے بیٹے کی لکنت سے یہ بہی نامزد ہو گئے تھے اونکو بہی غیر فصیح کہا کرتے تھے چنانچہ اوسنے کہا کہ اے بیٹے کہ تو اس لایق نہیں ہے کہ عرب کے ملک کی حکومت کرے کیونکہ تیری زبان میں لکنت بہت ہی اسلئے اوسکو گہر میں ٹہلا کر ایک معلم اوس کے لئے مقرر کیا جو اعراب صحیح سکہلا دے چنانچہ ولید نے ایک مدت تک اوس سے سیکہا لیکن جیسے بیٹہے تہے اوس سے بدتر ہو کر نکلے یعنی کچھہ نہ آیا۔

بیان اخبار سلیمان بن عبدالملک بن مروان کا

یہ ساتواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے جب اوسکا بہائی ولید مرگیا اوسوقت لوگوں نے اوسکی خلافت کی بیعت درمیان جمادی الآخر سنہ ۹۶ ہجری کے کی تہی سلیمان مذکور وقت وفات ولید کے درمیان شہر رملہ کے تہا جب اوسکو اپنے بہائی ولید کے مرنے کی خبر پہنچی بعد سات دن کے وہ دمشق میں آیا اور اچہی خصلت سے پیش آیا اور سب کے ظلم اور جور کو اوسنے دور کیا اور اپنے چچا کے بیٹے عمر بن عبدالعزیز کو اپنا وزیر بنایا اسی سن میں مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم پر غزا اور جہاد کیا

اب شروع ہوا سنہ ۹۷ اور سنہ ۹۸ ہجری نبوی کا

درمیان ان سالوں کے سلیمان بن عبدالملک نے لشکر لیکر واسطے جنگ قسطنطنیہ کے خروج کیا تہا اور مرج دابق پر اوترکر حکم دیا کہ اسجائے اقامت کرنی چاہیئے جبتک فتح نہ ہو۔ چنانچہ قسطنطنیہ ہی پر مسلمہ نے موسم سرما پورا کیا اور لوگوں نے اوسجائے کہیتی بوئی اور کاٹی اور کہائی اور مسلمہ اہل قسطنطنیہ پر زور کئے ہوئے پڑا رہا یہانتک کہ خبر آئی کہ سلیمان مرگیا اور اسی سال میں یزید بن مہلب بن ابی صفرہ والی

خراسان نے جو کہ سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے خراسان کا عامل تہا جرجان اور طبرستان فتح کیا

اب شروع ہوا سنہ ۹۹ ہجری نبوی ص

بیان وفات سلیمان بن عبدالملک کا

اِس سال میں درمیان ماہ صفر کے سلیمان ابن عبدالملک نے وفات پائی اوسنے خلافت دو برس اور آٹھ مہینے کی عمر اوسکی پنتالیس برس کی تہی اِس شخص نے مقام وابق میں جو زمین قنسرین سے ہے وفات پائی مگر وہ بارادہ لڑائی آمادہ و مہیا تہا کہ دشمن اجل نے اوسپر غلبہ پایا اون ایام میں اسکا بہائی مسلمہ قسطنطنیہ پر اوترا ہوا تہا حلیہ سلیمان کا یہ ہے کہ وہ رنگ گندم گوں خوبصورت آدمی تہا مگر کچہہ اوسکے بدن میں کج بہی تہا اور خصلت اوسکی اچہی تہی عورتوں کو بہت چاہتا تہا اور کہاتا بہی بہت تہا کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حج کرنے گیا حجاز میں چونکہ گرمی بہت تہی اِسلئے وہ طرف طایف کے واسطے طلب برودت کے گیا وہاں اوسکے پاس انار لائے گئے اوسنے ستر انار کہائے پہر ایک بکرا منگوایا اور چہہ مرغیاں وہ بہی کہا گیا پہر منقی طائف کا اوسکے سامنے لائے اوسمیں سے منقے کے دانے کہا گیا اس اثنا میں اوسکو اونگھ آئی سو رہا جب سو کر اوٹہا موافق عادت کے کہانا حاضر ہوا وہ بہی چٹ کر گیا اوسی روز بہ سبب بہت کہانے کے مرگیا۔ اور بعضے یہ بیان کرتے ہیں کہ اوسکے پاس ایک نصرانی دو ٹوکریں بہری ہوئی انجیر انڈے کی لیکر آیا وہ وابق کے اوپر اوترا ہوا تہا اوسنے ایک شخص کو حکم دیا کہ انڈوں کے چہلکے دور کرتا جاوے شخص انڈا چہیل کر دیتا تہا اور وہ ایک انڈا اور اوسپر ایک انجیر کہاتا جاتا تہا اِسیطرح سے دونوں ٹوکرے خالی کر دیئے اور پہر ہڈیوں کے گودے میں شکر ملا کر کہائی اِسلئے تخمہ کی بیماری پاکر مرگیا۔ عمر بن عبد العزیز نے اوسکے جنازہ کی نماز پڑہی اوسنے دفن بہی کیا یہ خلیفہ غیر تمند بہت تہا چنانچہ سب مخنثوں کو حکم دیا جو مدینہ میں تہے کہ اونکو خصی کر ڈالنا چاہیئے چنانچہ اوسکے عامل نے جو ابوبکر بن محمد بن عمر انصاری تہا سب کو خصی کر ڈالا۔

بیان خلافت عمر بن عبد العزیز کا

واضح ہو کہ عمر بن عبد العزیز بیٹا مروان بن الحکم کا ہے وہ بیٹا ابی العاص بن امیہ کا اور وہ

عبدالشمس کا وہ عبد مناف کا یہ شخص آٹھواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ سے ہے والدہ عمر بن عبدالعزیزؒ کی ام عاصم بن عمر بن الخطابؓ کی ہے اسکی خلافت کیواسطے سلیمان بن عبدالعزیز نے حالت بیماری سخت میں درمیان وابق کے وصیت کردی تھی جب وہ مرگیا تب درمیان ماہ صفر سنہ ۹۹ کے خلیفہ ہوا اور لوگوں نے اوسکی بیعت کی۔

بیان موقوف کرنے عمرؓ کا سب علیؓ کا منبر پر سے

واضح ہو کہ جمیع خلفائے بنی امیہ کے حضرت علیؓ کو ابتدائے سنہ ۴۱ ہجری سے یعنی اوس سال سے جسمیں کہ حضرت امام حسنؓ خلافت سے دست بردار ہوئے اول سال ننانویں تک یعنی آخر ایام دولت سلیمان بن عبدالملک تک برا منبروں پر چڑھ کر کہا کرتے اور اونپر تبرا بھیجا کرتے۔ جب عمر خلیفہ ہوا اوسنے اس رسم بد کو موقوف کیا اور اپنے تمام نائبوں کو لکھا کہ اس رسم بد کو باطل کریں چنانچہ بروز جمعہ خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ میں یہ آیت پڑھی کہ ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذالقربی وینہی عن الفحشا والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالی حکم فرماتا ہے اسبات کا کہ عدل اور انصاف اور احسان لوگوں پر کرو اور رشتہ داروں اور حقداروں کا حق دو اور برے کلمے منہہ سے نہ نکالو نافرمانی اختیار نہ کرو اللہ نصیحت کرتا ہے تمکو تاکہ تم یاد رکھو۔ اوس روز سب علی موقوف ہوگیا۔ سب خطیبوں نے اس آیت کا پڑھنا خطبہ میں مقرر کیا اس کار خیر کے باعث سے کثیر بن عبدالرحمن خزاعی نے اس خلیفہ کی مدح کی تھی۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۰۱ اور سنہ ۱۰۱ ہجری نبوی کا

بیان وفات عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ کا

پوشیدہ نہ رہے کہ درمیان سال ایکسو ایک ہجری کے عمر بن عبدالعزیز رضؓ پچیسویں تاریخ رجب کو دن جمعہ کے خناصرہ میں فوت ہوئے اور دیر سمعان میں مدفون ہوئے بعضے یہ کہتے ہیں کہ دیر سمعان ہی میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ قاضی جمال الدین جو واصل مولف ایک تواریخ کا جس سے یہ میں نقل کرتا ہوں کہتا ہے کہ ظاہرا میرے نزدیک دیر سمعان معروف بنام دیر نقیرہ ہے جو کہ

مضافات معرۃ النعمان سے ہے قبر اوسکی وہاں مشہور ہے اور اکثر اہل ناقلین بیان کرتے ہیں کہ یہ شخص زہر کہا کر مرا باعث اسکا یہ کہتے ہیں کہ بنی امیہ نے یہ خیال کیا کہ اگر یہ شخص مدت دراز تک جیتا رہا تو ہمارے ہاتھ سے سلطنت گئی کیونکہ بعد اسکے اوسکا ولیعہد جسکو وہ اس کار کے لائق جانیگا مقرر کریگا اسلئے اونہوں نے کچھہ درنگ نہ کی جلدی سے اوسکو شربت سم آمیز پلاکر مار ڈالا پیدائش اسکی مصر کی ہے بموجب ایک قول کے سنہ ۶۱ ہجری میں پیدا ہوا خلافت کل دو برس پانچ مہینے کی۔ عمر اوسکی چالیس برس چند مہینے کی ہوئی اوسکے چہرہ پر چونکہ ایک داغ نیزہ کا تہا حالت صغر سن میں اسواسطے اوسکو اشج کہا کرتے تھے اور وہ پیرو اور تابع خلفائے راشدین کا تہا۔

بیان یزید بن عبدالملک بن مروان کا

مخفی نرہے کہ یزید بیٹا ہے عبدالملک کا وہ مروان بن الحکم کا وہ ابی العاص کا وہ امیہ کا وہ عبدالشمس کا وہ عبد مناف کا یہ شخص نوان خلیفہ ہے اور ماسوا اسکے عاتکہ بیٹی یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی ہے اسکی بیعت خلافت بعد مرنے عمر بن عبدالعزیز کے درمیان ماہ رجب سنہ ۱۰۱ ہجری کے بسبب اوس وعدہ کے جو سلیمان بن عبدالملک نے اوس سے کہا تہا کہ بعد عمر کے تو خلیفہ ہوگا ہوئی۔ اور درمیان ایام یزید بن عبدالملک کے یزید بن مہلب بن ابی صفرہ نے خروج کیا اوسکے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے تھے۔ یزید نے اپنے بہائی مسلمہ کو واسطے لڑائی کے بہیجا چنانچہ وہ لڑا اور یزید بن المہلب اور تمام اولاد مہلب بن ابی صفرہ مارے گئے یہ لوگ کرم اور شجاعت میں بہت مشہور ہیں

اب شروع ہوا سنہ ۱۰۲ ہجری

اسی سال میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ایک فقیہہ فقہائے سبعہ سے جو مدینہ میں تھے فوت ہوا۔ یہ عبیداللہ مذکور بہتیجا عبداللہ بن مسعود صحابی کا ہے۔ یہ سات فقہا وہ ہیں جنسے علم فقہ اور علم فتوی کا پہیلا ہے اب ہم ونکو ترتیب وار بیان کرتے ہیں۔ اول اونمیں کا عبیداللہ مذکور ہے یہ شخص بڑے علما تابعین سے ہے اسنے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے اور دوسرا عروہ ابن الزبیر بن العوام بن خویلد القرشی ہے۔ اس شخص کا باپ صحابہ عشرہ مبشرہ بالجنہ سے

اور والدہ عروہ کی اسما بیٹی ابی بکر کی ہے یہی عورت ذات النطاقین سے مشہور ہے۔ یہ فقیہہ بھائی
عبد اللہ بن زبیر کا ہے جو کہ والی خلافت تھا اس عالم نے درمیان سنہ ۹۳ ہجری کے اور بعضے کہتے
ہیں کہ چورانویں سنہ میں وفات پائی۔ پیدائش اسکی سنہ ۲۲ ہجری میں ہوئی تھی۔ تیسرا فقیہہ مدنی
قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے یہ فاضل اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھا باپ اوسکا
محمد بن ابی بکر رضہ ہے جو مصر میں مقتول ہوا جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا۔ چوتھا فقیہہ سعید ابن المسیب
بن حزن بن ابی وہب قرشی ہے یہ شخص علم حدیث اور فقہ کا جامع تھا اور زاہد اور عابد بھی تھا
دو برس خلافت عمر رضہ سے گذر چکے تھے جب یہ پیدا ہوا اور سنہ ۹۱۔ یا سنہ ۹۳ ہجری میں بسبیل
اختلاف وفات پائی۔ پانچواں فقیہہ سلیمان بن یسار غلام حضرت میمونہ زوجہ مطہرہ جناب
رسول اللہ کا ہے وہ روایت ابن عباس۔ اور ابی ہریرہ اور ام سلمہ سے کرتا ہے اوسنے
سنہ ۱۰۰ ہجری میں اور بعضے کچھ اور بیان کرتے ہیں وفات پائی عمر اوسکی تہتر برس کی تھی
چھٹا فقیہہ ابوبکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی القرشی ہے اس
شخص کی کنیت اور نام ایک ہے یہ عالم سادات تابعین میں سے ہے اسکو راہب قریش
کہا کرتے تھے۔ دادا اوسکا الحارث ہے جو کہ بھائی ابو جہل بن ہشام کا تھا۔ اس ابوبکر مذکور نے
درمیان سنہ ۹۴ ہجری کے وفات پائی خلافت عمر بن الخطاب میں پیدا ہوا۔ ساتواں خارجہ
ابن زید بن ثابت انصاری ہے باپ اوسکا زید بن ثابت جو اکابرین صحابہ سے مشہور تھا جسکے
حق میں رسول خدا نے ارشاد کیا تھا کہ زید بہت فرائض جانتا ہے۔ خارجہ مذکور درمیان سنہ ۹۹
ہجری کے فوت ہوا بعضے کہتے ہیں کہ سنہ ۱۰۰ ہجری میں فوت ہوا درمیان مدینہ کے بہر تقدیر
اوسنے حضرت عثمان ابن عفان رض کا زمانہ دیکھا ہے یہ سات فقیہہ فقہاء مدینہ کے مشہور ہیں
انہی سے فتوی اور علم فقہ پہیلا ہر چند کہ اونکے طبقہ میں اور بھی فاضل تھے لیکن مثل سالم بن عبد اللہ
بن عمر بن الخطاب رض وغیرہ کے اور لوگ ذکر نہیں کیے گئے سالم مذکور درمیان سنہ ۱۰۶ ہجری کے
فوت ہوا بعضے اور سنہ بیان کرتے ہیں یہ بھی بڑے نامور علماء تابعین سے ہے ہر جگہ اور
مواضع مختلفہ میں وفات تابعین مذکورین کی بیان ہوئی ہیں لیکن ہمنے مجتمعاً واسطے ضبط
اور یاد کے ذکر کر دیا ہے۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۰۳ اور سنہ ۱۰۴ اور سنہ ۱۰۵ ہجری

اِس سال یعنی سنہ ۱۰۵ ہجری بیچ پچیسویں تاریخ شعبان کو یزید بن عبد الملک نے وفات پائی۔
عمر اوسکی چالیس برس کی تہی بعضے کچھہ اور بیان کرتے ہیں اور چار برس ایک مہینے تک
خلافت کی۔ یزید مذکور نے اپنے بہائی ہشام کو ولیعہد اپنا کر دیا تہا پہر اپنے بیٹے ولید بن یزید
بن عبد الملک کے واسطے وصیت کی تہی کہ وہ خلیفہ ہو۔ یہ یزید مذکور رواہیات اور گانے بجانے
اور خوشی میں رہتا تہا اوسکے پاس دو عورتیں تہیں ایک مسماۃ حبابہ۔ دوسری سلامۃ القس
اون دونوں پر مبتلا رہتا تہا اور فریفتہ بہت تہا چنانچہ بعد حبابہ کے مرنیکے سترہ دن بعد آپ ہی بہ سبب
فرط عشق کے مرگیا اور سلامۃ القس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عمار بہ سبب عبادت
کے قس کہلاتا تہا یہ شخص فقیہ تہا ایک دفعہ سلامہ کے اوستاد کے گہر پر گیا اور سلامہ کا گانا سنا اور
اور اوسپر عاشق ہوگیا اور وہ بہی اوسکی دیوانی ہوگئی پہر باہم مجتمع ہو گئے اور سلامہ نے اسکو کہا کہ
میں تجہکو چاہتی ہوں اوسنے کہا کہ میں بہی تجہپر مرتا ہوں سلامہ بولی کہ اگر کہو تو ایک بوسہ آپکا لوں اوسنے
کہ میں بہی یہی چاہتا ہوں سلامہ بولی کہ پہر کون مانع ہے اوسنے کہا کہ پرہیزگاری اور تقوی خدا کا یہ کہکر کہڑا ہوگیا اور چلا گیا
اسیواسطے سلامۃ القس بسبب عبد الرحمن مذکور کے نام رکہا گیا

بیان خلافت ہشام بن عبد الملک کا

واضح ہو کہ یہ دسواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ میں سے ہے عمر اوسکی بروقت خلیفہ ہونیکے چونتیس ۳۴ برس
کی تہی اور چند مہینے کی۔ اور بروقت وفات یزید بن عبد الملک کے ہشام درمیان شہر رصافہ
کے تہا اوسکے پاس قاصد آیا اور وہ وہاں سے سوار ہوکر دمشق کو گیا۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۰۶ لغایت سنہ ۱۱۰ تک

اسی سال میں حضرت حسن بن ابی الحسن بصری رضی اللہ نے وفات پائی انکی پیدائش ایام خلافت حضرت
عمر رض میں ہوئی تہی اور یہ بڑے نامور تابعین میں سے ہیں اور اسی سال میں محمد ابن سیرین رحمہ نے
بہی وفات پائی انکے باپ کا نام سیرین تہا۔ سیرین غلام انس بن مالک کا تہا۔ انس مذکور نے

اس سے مکاتبت کرلی تہی کہ اگر اتنا روپیہ تومجہکو کما دے تو تو آزاد ہو جائیگا چنانچہ اوسنے کما دیا
اور وہ آزاد ہوگیا وہ سیرین خالد بن ولید کے گرفتاروں میں سے تہا اس محمد بن سیرین مذکور نے
بہت صحابہ سے روایت کی ہے از انجملہ ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر۔ اور عبد اللہ ابن الزبیر وغیرہ
ہیں اور یہ شخص بڑے نامور تابعین میں سے ہے اسکو فن تعبیر خواب میں بڑی دست قدرت تہی

اب شروع ہوا سنہ ۱۱۱ سے سنہ ۱۱۶ ہجری نبوی تک

انہی سالوں میں باقر محمد بن زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابیطالب جسکا ذکر اوپر آچکا
بادیہ پیمائے ملک بقا ہوئے بعض انکی وفات سنہ ۱۱۴ اور بعض سنہ ۱۱۷ اور بعض سنہ ۱۱۸ ہجری
میں بیان کرتے ہیں۔ انکی عمر تہتر برس کی تہی اور اونہوں نے یہ وصیت کی تہی کہ میرے ہی
کرتے میں جس سے میں نماز پڑہا کرتا ہوں کفن دینا اور باقر انکو بسبب تبحر علوم کے کہا کرتے
تھے پیدائش انکی سنہ ۵۶ ہجری میں ہوئی جبکہ اونکے جد بزرگوار حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے
اوسوقت اونکی عمر تین برس کی تہی انکی وفات درمیان حمیمہ کے جو کہ ایک شہر ہے شیراز کا
وہاں ہوئی لیکن آپکا جنازہ وہاں سے بقیع میں مدفون کیا گیا تہا۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۱۷ ہجری نبوی م

درمیان اسی سال کے یا بموجب قول بعض کے ایکسو ۱۲۰ سنہ میں نافعؓ غلام حضرت عبد اللہ ابن عمر
بن الخطابؓ کا فوت ہوا۔ اونکو اونکے مولا عبد اللہ نے کسی لڑائی میں زخم پہنچایا تہا۔ یہ نافع مذکور
بڑے تابعین میں سے گذرا ہے اپنے آقا عبد اللہ اور ابا سعید خدری سے بہت کچہ اسنے سنا اور
نافع الزہری اور مالک بن انس سے اسنے روایتیں کی ہیں۔ اہل حدیث کہتے ہیں کہ امام شافعی
حضرت مالک ابن انس سے روایت کرتے ہیں اور وہ نافع سے اور نافع ابی عمر سے یہ گویا لڑی
اور ایک سلسلہ ہونے کا بسبب جلیل الشان ہونے ہر ایک راوی کے ان راویوں میں سے ہے۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۱۸ اور سنہ ۱۱۹ نبوی

اِن سالوں میں مسلمانوں نے ترکستان کے ملکوں میں لڑائی کی اور فتحمند ہوئے اور بہت کچھ مال غنیمت لائے اور بہت ترکوں کو قتل کیا اور خاقان سلطان ترک کو بھی مار ڈالا اِس لڑائی کا سپہ سالار مسلمانوں میں سے اسد بن عبد القسری تھا۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۲۰ ہجری ھ

اِس سال میں ابو سعید عبد اللہ بن کثیر نے جو ایک قاری قرأ سبعہ سے ہے انتقال کیا۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۲۱ ہجری ھ

اِس سال میں مروان ابن محمد بن مروان نے صاحب السریر (یہ جزیرہ ارمینیہ پر تھا) جہاد کیا چنانچہ صاحب السریر نے ہر سال ستر ہزار راس بطور جزیہ کے دینے مان لئے۔ اِنہی سالوں میں مسلمہ ابن عبد الملک نے بلاد روم میں لڑائی کی اور وہاں کے قلعے فتح کئے اور مال لوٹ لایا اِسی سال میں نصر بن سیار نے بلاد ماورالنہر پر جہاد کیا اور ترکستان کے بادشاہ کو مار ڈالا پھر فرغانہ میں جا کر بہت لوگوں کو گرفتار کیا اور درمیان سنہ ۱۲۱ ہجری کے یا بموجب ایک قول کے سنہ ۱۲۲ ہجری میں حضرت زید بن علی بن الحسین بن علیؓ بن ابی طالبؓ نے کوفہ میں خروج کر کے لوگوں کو اپنی طرف بلایا چنانچہ بہت لوگوں نے اونکی بیعت کی اون ایام میں کوفہ کا والی جانب ہشام سے یوسف بن عمر الثقفی تھا اُسنے لشکر جمع کر کے حضرت زید سے جنگ کی آپکی پیشانی پر ایک تیر بہت سختی سے آکر لگا ہر چند لوگوں نے گھر میں لیجا کر تیر کھینچا لیکن طایر روح اونکا روضہ جنت کو فوراً اڑ گیا۔ جبکہ یوسف والی کوفہ کو آپکے شہید ہو جانیکی خبر پہونچی اونکی تلاش کی اور لاشہ آپکا منگوا کر سر کاٹکر ہشام بن عبد الملک کے پاس بھیجدیا اور لاش کو سولی دی ہشام نے اوس سر کو دمشق میں ٹنگوا دیا جبتک ہشام زندہ رہا اتنی ہی مدت تک وہ لاشہ سولی پر لٹکا رہا جب ہشام مر گیا اور ولید خلیفہ ہوا اوسنے حکم کیا کہ اِس لاش کو جلوا دو چنانچہ حسب الحکم اونکی لاش جلائی گئی بروقت شہادت حضرت امام حسینؓ کے زیدؓ کی عمر ایک برس کی تھی۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۲۲ ہجری

اس سال میں ایاس ابن معاویہ بن قرۃ المزنی جوکہ مشہور بفراست و ذکاوت تھے اور ایام خلافت عمر بن عبد العزیز میں بصرہ کے قاضی تھے فوت ہوئے۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۲۳ اور سنہ ۱۲۴ ہجری

اسی سال میں اور بعض کہتے ہیں کسی اور سال میں محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شہاب القرشی نے وفات پائی عمر انکی بہتر برس کی تھی یہی مشہور بنام زہری ہیں یہ نسبت طرف زہرہ بن کلاب کے ہے۔ یہ زہری مذکور بڑے عالم تابعین میں سے ہیں اونہوں نے دس صحابہ کو دیکھا اور زہری سے بہت لوگوں نے ایمہ میں سے مثل مالک اور سفیان الثوری وغیرہ کے روایت کی ہے۔ عادت زہری کی یہ تھی کہ جب اپنے گہر میں بیٹھتے کتابوں کو اپنے گرد رکھتے اور ہر ایک کتاب کے مطالعہ میں مشغول رہتے اوسکی بیوی تنگ ہوکر کہا کرتی کہ قسم خدا کی یہ کتابیں مجہپر تین سوت کے ہونیسے زیادہ بہاری ہیں۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۲۵ ہجری نبوی صلعم

بیان وفات ہشام کا

اسی سن میں ہشام ابن عبد الملک در بیان رصافہ کی چہٹی تاریخ ربیع الاول کو فوت ہوا ایام خلافت انیس ۱۹ برس کچہہ اوپر نو مہینے میں بیماری اوسکو در حلق کی تہی عمر پچپن ۵۵ برس کی پائی جب ہشام مرگیا تو لوگوں نے تہتڑا واسطے گرم پانی غسل میت کے لئے طلب کیا۔ عیاض منشی ولید نے تہتڑا بہی نہ دیا۔ کیونکہ اوسنے ولید کی ملکیت سب ضبط کر دیا تہا جو اوسکے پاس موجود تہا اور اوسپر مُہر کر دی تہی ہمسایوں میں سے اوسکے واسطے قمقمہ مانگ لائے اوس مانگے ہوئے برتن میں غسل کا پانی گرم ہوا۔ رصافہ میں دفن کیا ہشام آنکہوں میں بہت بہینگا تہا۔ اوسنے پیچہے اپنے چند بیٹے چہوڑے ایک اونمیں کا ابو عبد الرحمان ہے جو اندلس میں جاکر اوسکا مالک ہوگیا جبکہ سلطنت بنی امیہ کی جاتی رہی تہی۔ اور ہشام استوار و مضبوط عقل کا عزیز العقل اور علم سیاست اور انتظام کا عالم تہا شہر رصافہ ہشام کا بنایا ہوا ہے چنانچہ اوسی کی طرف اوسکو منسوب کرکے رصافہ ہشام کہتے ہیں واقعہ میں وہ شہر رومیہ کا تہا لیکن خراب و ویران ہوگیا تہا اوسکی آب وہوا بہت اچہی تہی یہ شہر اسواسطے اوسنے بنایا تہا

کہ خلفائے بنی امیہ وبا کے ڈر سے جنگلوں میں بھاگ جایا کرتے تھے اسواسطے ہشام نے رصافہ
اختیار کیا کیونکہ وہاں کی زمین اچھی تھی وہاں دو محل بنائے اوسمیں سے ایک و بہ مشہور ہے۔

بیان خلافت ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کا

واضح ہو کہ یہ گیارہواں خلیفہ خلفائے بنی امیہ میں سے ہے بعد وفات ہشام مذکور کے ولید بن یزید
عبد الملک کے پاس نامے لوگوں کے پہنچے۔ ولید ایک جنگل میں درمیان ارزق کے ہشام سے
ڈرتا ہوا رہا کرتا تہا اور ولید نے یار اور وہ خود برے حال میں پہنسے ہوئے تھے اونپر بہت
تنگی تہی اسی اثنا میں ہشام کے مرنیکی خبر سنکر خوش ہوا اور تیسری تاریخ ربیع الاول ۱۲۵ سنہ ہجری میں
بروز چارشنبہ ولید کی بیعت ہوئی مگر ولید نے شراب پینا اور راگ سننا اور عورتوں سے صحبت کرنا
شروع کیا اور لوگوں پر خراج بہت بڑہایا پہر اہل شام پر بڑہا دیا اور جو اوس سے سوال کیا جاتا تہا کبھی جواب
نہیں کہتا تہا۔ تمام ہوئی نقل تاریخ قاضی جمال الدین بن واصل کی اسجا تک اب ہم شروع کرتے
ہیں اسجا سے نقل تاریخ ابن اثیر کامل سے۔ اسی سال میں یعنی ۱۲۵ سنہ ہجری میں قاسم بن ابی
برۃ مشہور قاری نے وفات پائی۔

اب شروع ہوا ۱۲۶ سنہ ہجری نبوی

اسی سال میں ولید بن یزید بن عبد الملک نے خالد بن عبد اللہ القسری کو یوسف بن عمر کے حوالہ کیا
یہ عامل اوسکی طرف سے عراق پر تہا اسنے خالد مذکور کو عذاب دیکر قتل کیا۔

بیان قتل ہونے ولید بن یزید کا

اسی سال میں ولید مقتول ہوا حال اسکا یہ ہے کہ اوسکو یزید بن ولید بن عبد الملک نے جسکو یزید ناقص
کہا کرتے تھے درمیان جمادی الآخر ۱۲۶ سنہ ہجری کے بہ سبب کثرت عشق اور لہو ولعب اور شرب خمر
اور ہمصحبتی فساق کی نے مارڈالا بات یہ تہی کہ جب اوسکا فسق و فجور حد سے تجاوز کر گیا تو یہ امر تمام
رعیت اور لشکر پر گراں گذرا اور ہشام کی اور ولید کے چچازاد بہائیوں نے بہی بہت ایذا اوٹہائی
تہی اسلئے اوسکو نسبت بکفر کیا اور کہا کہ یہ شخص اپنے باپ کے جوڑوں پر چڑہتا ہے یہ بات مشہور کرکی

یزید نے اپنی بیعت لوگوں سے کروائی چنانچہ بہت کے آدمی سب اوسکی طرف ہوگئے ہرچند کہ عباس
بن ولید بن عبد الملک نے اِس بات سے اوسکو منع بہی کیا اور تہدید بہی کی لیکن یزید نے یہ بات اپنے
بہائی سے پوشیدہ رکہی اور یزید جنگل دمشق ناساز وار میں رہا کرتا تہا جب اوسکا کار بخوبی انجام ہوگیا
دمشق کو اوسنے پوشیدہ کوچ کیا اپنے ہمراہ سات آدمی لئے اوس جنگل سے دمشق چار روز کا راہ تہا
وہ بجرود پر جو ایک منزل دمشق کی ہے آکر اوترا اور رات کے وقت دمشق میں گیا وہاں کے اکثر
باشندوں نے اوسکی بیعت کی ولید کیطرف سے جو دمشق کا عامل عبد الملک بن محمد بن الحجاج تہا وہ
وبا کے زور و شور سے ڈر کر ایک گانوں میں جو بنام قطن مشہور تہا جا اوترا تہا اسلئے یزید نے بجوف
دمشق میں ظہور کیا اوسکے ہمراہ تمام لشکر اور رعیت ہوگئی۔ اوسنے دو سو سوار واسطے پکڑنے
عبد الملک مذکور عامل ولید کے جو دمشق پر مقرر تہا قطن پر بہیجے اونہوں نے اوسکو پکڑ لیا اور امن
دینے کا وعدہ کیا بعد ازاں یزید نے ایک لشکر ولید بن یزید بن عبد الملک کے پکڑنے کے واسطے تیار
کرکے بہیجا اِس لشکر کا سپہ سالار عبد العزیز بن الحجاج بن عبد الملک تہا۔ جب یزید بن ولید نے دمشق
میں ظہور پکڑا اوسوقت بعضے ولید کے غلاموں نے اوسکے پاس آکر یہ خبر دی کہ ولید مقام اعذق میں
ہے جو کہ مضافات عمان سے ہے اِسلئے ولید نے بجیرہ پر آکر نعمان بن بشیر کے محل تک پہنچکر عبد العزیز
کے اوپر آپڑا ان دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ اور عباس ابن ولید بن عبد الملک جو بہائی یزید مذکور
کا تہا وہ چاہتا تہا کہ اپنے باپ ولید کے ہمراہ ہوکر اوسکی کمک کروں اور بہائی پر چڑہائی کروں۔ لیکن
عبد العزیز نے منصور بن جمہور کو عباس کے پیچھے بہیجا اور زبردستی سے اوسکو پکڑ کر عبد العزیز کے پاس
حاضر کیا اوسنے کہا کہ اپنے بہائی کی بیعت کر جبراً اوسنے بہی بیعت کی عبد العزیز نے ایک نیزہ کہڑا کرکے
یہ مشہور کیا کہ یہ نیزہ عباس کا ہے اوسنے امیر المومنین یزید کی بیعت کرلی ہے۔ اِس جہنڈے کے کہڑے
ہونے سے، ولید کے ہمراہی بہت متفرق ہوگئے لیکن ولید اپنے ہمراہی ساتہ لیکر سوار ہوا اور داد جوانمردی
کی دی اور خوب لڑا مگر اوسکے ہمراہی سب بہاگ گئے جب وہ اکیلا رہ گیا لاچار ایک محل میں گہسکر
دروازہ بند کرلیا لوگوں نے اوسکا محاصرہ کیا اور اوس میں گہسکر مار ڈالا اور اوسکا سر کاٹ لائے۔
اور اوسکے بیٹے یزید ابن ولید کے پاس بہیجدیا یزید نے اپنے باپ ولید کا سر کٹا ہوا دیکہہ کر سجدہ
شکر ادا کیا اور اوس سر کو ایک نیزہ پر رکہوا کر تمام دمشق میں پہرا دیا یہ شخص اٹہائیسویں جمادی الآخر

سنہ ۱۲۶ ہجری کو مقتول ہوا اوسنے ایک برس تین مہینے خلافت کی عمر اوسکی بیالیس ۴۲ برس کی تہی بعضے اور کچھ بیان کرتے ہیں ولید بن امیہ کے جوانوں میں اور ظرفا میں شمار کیا جاتا ہے مگر دایم الخمر اور لہو ولعب اور سماع غنا میں ڈوبا ہوا تہا۔

بیان خلافت یزید ابن ولید بن عبد الملک کا

واضح ہو کہ بارہواں ۱۲ خلیفہ خلفائے بنی امیہ سے ہے اٹھائیسویں تاریخ جمادی الآخر سنہ ۱۲۶ ہجری کو یزید الناقص مسند خلافت پر بیٹھا۔ اور وجہ تسمیہ یزید ناقص کی یہ ہے کہ وہ عشر جو ولید نے خراج میں رعیت پر ٹھہرا دیا تہا وہ اوسنے ناقص اور کم کر دیا تہا اور جو خراج ہشام کیوقت میں مقرر تہا وہی سابق دستور رہنے دیا اسلئے اوسکو یزید ناقص کہتے ہیں جب ولید مارا گیا اور یزید مسند خلافت پر بیٹھا اوسوقت اہل حمص نے اوس سے باغی ہو کر اوسکے بہائی عباس کے گہر پر چڑہائی کی اور اوسکا سب مال لوٹ لیا اور اوسکے حرم کو چہین لے گئے اور ارادہ کیا کہ یزید سے چلکر دمشق پر لڑیں اسلئے یزید نے لشکر آمادہ کرکے اونکے مقابلہ کیواسطے روانہ کیا۔ جانبین کا مقابلہ ثنیۃ العقاب میں ہوا یہ لڑائی بہت بہاری ہوئی مگر حمص والوں کو شکست ہوئی اور یزید اونپر غالب آیا اون سے بہی بیعت کروائی پہر ایک اور یہ گل کہلا کہ باشندگان فلسطین نے یزید مذکور کے عامل کو نا خوش لا کر فلسطین سے نکالدیا اور یزید بن سلیمان بن عبد الملک کو اپنا سردار بنا لیا اوسنے سب کو یزید ناقص کی لڑائی کیواسطے فراہم کیا سب نے مان لیا یزید کو جب یہ خبر پہونچی اوسنے ایک لشکر ہمراہ سلیمان بن ہشام بن عبد الملک کے روانہ کیا اور سرداران فلسطین کو کچھ ڈرایا کچھ منایا غرضیکہ اونکو بہی اوسنے توڑ لیا جب سلیمان لشکر لیجا کر جا پڑا سب الگ الگ ہو گئی مگر لشکر نے یزید بن سلیمان بن عبد الملک کا تعاقب کرکے اوسکو لوٹا۔ پہر سلیمان بن ہشام بن عبد الملک طبریہ میں جا کر اوترا اور یزید ناقص کے نام کی بیعت کروائی۔ سو وہاں سے کوچ کرکے الرملہ آیا وہاں کے باشندوں سے منصور ابن جمہور کو اوسکا عامل مقرر کیا اور عراق کے ساتھ خراسان بہی ملا دیا۔ یہ حال دیکھ کر نصر بن سیار درمیان خراسان کے باغی ہو گیا اوسنے نامنظور کیا۔ پہر یزید ابن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق سے معزول کیا اور وہاں کا والی عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز مقرر ہوا اور اسی سال یعنی سنہ ۱۲۶ ہجری میں

مروان بن محمد یزید سے پھر گیا - اسی سال میں یزید ناقص مذکور نے بیسویں تاریخ ذالحجہ میں عالم بقا کو کوچ کیا اسنے پانچ مہینے بارہ روز خلافت کی اور دمشق میں مرا عمر اوسکی چھیالیس ۴۶ برس کی تھی بعضے کہتے ہیں تیس ۳۰ برس کی تھی اور بعض اور کچھ بیان کرتے ہیں بہرکیف گندم گوں طویل القامت چھوٹا سر خوبصورت آدمی تھا - جب یزید ابن ولید مرگیا اوسکے بعد اوسکا بھائی ابراہیم جو نبیرہ ہوا اس خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے مسند پر بیٹھا مگر اسکی سلطنت تمام نہ ہونے پائی کیونکہ کبھی وہ امیر تصور کیا جاتا تھا اور کبھی ایک شخص مثل رعایا کے اسطور پر چار مہینے ٹھہرا بعض کہتے ہیں ستر روز خلافت غیر مستقل کی - اسی سال میں عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق فوت ہوا اور اسی سال میں ابوحمزہ یار ابن عباس کا بھی فوت ہوا -

اب شروع ہوا سنہ ۱۲۷ ہجری

اس سال میں مروان ابن محمد بن مروان بن الحکم امیر دیار جزیرہ نے شام کا قصد کیا تاکہ ابراہیم ابن ولید کو خلافت سے دور کرے جب وہ قنسرین کے پاس پہونچا سب وہاں کے باشندے اوسکے ہمراہ ہو گئے اور ساتھ ہوئے جب حمص کے پاس پہنچا وہاں کے باشندوں نے بھی اوسکی بیعت کی اور ہمراہ ہو گئے جبکہ مروان دمشق کے پاس آگیا اوسوقت ابراہیم نے اوسکے لڑنیکے واسطے لشکر ہمراہ سلیمان ابن ہشام بن عبدالملک کے روانہ کیا لیکن اوسکے لشکر میں ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے اور مروان بن محمد کے لشکر میں اسی ہزار جوان تھے دن چڑھتے ہی لڑائی شروع ہوئی عصر کے وقت تک خوب جم کر لڑائی ہوئی اور بہت آدمی جانبین کے کھیت رہے مگر ابراہیم کا لشکر مع اوسکے سپہ سالار سلیمان ابن ہشام کی دمشق کیطرف بھاگ گیا اور ابراہیم کے پاس جا ملا اونہوں نے دونوں بیٹے ولید بن یزید کے جو قید خانہ میں قید تھے مار ڈالے پھر ابراہیم وہاں سے بھاگ کر چھپ گیا اور سلیمان بن ہشام نے بیت المال پر ہاتھ مارا خوب مال لوٹا اور اپنے ہمراہیوں اور سپاہ کو تقسیم کرکے دمشق سے نکلا -

بیان بیعت مروان بن محمد بن مروان ابن الحکم کا

یہ خلیفہ چودہواں بنی امیہ کا سب سے پچھلا ہے اسی سال میں یعنی درمیان سنہ ۱۲۷ ہجری کے مروان مذکور کے درمیان دمشق کے بیعت کی گئی جبکہ وہ مستقل ہوگیا تب اپنے گھر میں جو حران میں تھا گیا

اور ابراہیم بن ولید کو جسکی خلافت جاتی رہی تہی اور سلیمان ابن ہشام کو طلب کیا ان دونوں نے مروان سے عرض کی کہ اگر ہماری جان بخشی ہو تو ہم حاضر ہوں چنانچہ اونکو امن دیا گیا وہ دونوں اوسکے پاس گئے سلیمان معہ اپنے اہل بیت اور بہائیوں کے حاضر ہوا اور مروان بن محمد کی بیعت کی۔ اسی سال میں اہل حمص مروان سے باغی ہو گئے چنانچہ مروان حران سے حمص کو گیا وہاں کے باشندوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے اسنے شہر کا محاصرہ کیا لیکن پہر دروازے کہول دیئے اور مطیع ہو گئے مگر پہر اونمیں لڑائی ہوگئی اسی لڑائی میں بہت اہل حمص مارے گئے اور شہر پناہ بہی حمص کی کچہہ گر گئی اور ایک گروہ کو سولی ہوئی جب حمص فتح ہو چکی اوسوقت یہ خبر آئی کہ اہل غوطہ باغی ہو گئے ہیں اونہوں نے یزید بن خالد القسری کو اپنا متولی کر لیا ہے اور دمشق کا محاصرہ کر رکہا ہے اسلئے مروان نے دس ہزار سوار ہمراہ ابی الورد بن الکوثر اور عمر بن الوضاح کے کرکے روانہ کئے اونہوں نے دمشق پر پہنچکر باشندگان غوطہ پر حملہ کیا لیکن وہاں کے باشندے بہی نکلے اور لڑے مگر آخرکار اونکو شکست ہوئی لشکر ظفر پیکر نے جو مال پایا خوب لوٹا اور قرہ کو معہ چند اور گانوں کے جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا اسباب کو کچہہ عرصہ نہ گذرا تہا کہ اہل فلسطین باغی ہو گئے اونکا سردار ثابت بن نعیم مقرر ہوا۔ جب مروان نے صورت حال اس طور پر دریافت کی فوراً ابی الورد کو لکہا کہ فلسطین پر جاؤ چنانچہ وہ گیا اور طبریہ پر شکست دیکر فلسطین پر لڑائی کی ثابت ابن نعیم کو شکست ہوئی اور اوسکے معاون اور یار سب بہاگ گئے ابوالورد نے تین بچے اوسکے پکڑکر مروان کے پاس بہیجدیئے اور اطلاع فتح کی کی پہر مروان قرقیسیا میں گیا اوسکے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے مروان مذکور سے بغاوت اختیار کرکے ستر ہزار آدمی اہل شام کے اور ایک لشکر قنسرین کا اپنی مدد کو لیکر مستعد جنگ ہوا ادہر سے مروان نے بہی قرقیسیا سے کوچ کیا دونوں کی ملاقات قنسرین میں ہوئی اور خوب لڑائی ہوئی لیکن سلیمان بن ہشام شکست ہوئی اور اوسکا لشکر بہی بہاگ گیا مروان کے سوار ولنے بہاگنوں کو قتل کیا اور جو بچ گئے اونکو گرفتار کیا چنانچہ سلیمان کے لشکر سے تیس ہزار آدمی سے زیادہ مقتول ہوئے پہر سلیمان حمص کو گیا وہاں کے باشندے اوسکے ہمراہ ہو گئے اور جو بہگوڑوں سے بچے تہے وہ بہی اکہٹے ہو گئے مروان یہ خبر پاکر وہاں بہی گیا اور شکست ثانی دی مگر سلیمان تدمر کیطرف بہاگ گیا اور اہل حمص مروان سے پہر باغی ہو گئے چنانچہ مدت دراز تک مروان اونکا محاصرہ کئے رہا

پہر طالب امن کے ہو گئے اوس حاکم کو جو سلیمان کیطرف سے تہا مروان کے سپرد کر دیا اوسو فت اونے اونکو امن دی۔ اسی سال یعنی ۱۲۷ہجری میں محمد بن واسع الآزدی زاہد نے انتقال کیا اور عبداللہ بن اسحاق غلام الحضرمی کا جو عبدالشمس کے دوستوں میں سے تہا اوسکی کنیت ابو بحر ہے اور وہ درمیان علم نحو اور لغت کے امام تہا فوت ہوا کہتے ہیں کہ یہ شخص فرزدق شاعر کو منسوب بغلطی کرتا تہا اوسنے فرزدق کی ہجو کی ہے۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۲۸ ہجری نبوی صلعم

اسی سال میں مروان بن محمد نے یزید بن ہبیرہ کو طرف عراق کی خارجیوں سے لڑنے کے واسطے روانہ کیا تہا اور خراسان میں نصر بن سیار حکومت کرتا تہا اس شہر میں بہ سبب مدعیان بنی العباس کے فتنہ برپا ہو رہا تہا اسی سال میں عاصم بن ابی النحو وصاحب قرأت فوت ہوئے۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۲۹ و سنہ ۱۳۰ ہجری نبوی صلعم

اسی سال میں ابو مسلم شہر مرو میں آیا اور محل شاہی میں درمیان ربیع الآخر کے آکر اوترا اور نصر بن سیار مروسی بہاگ گیا پہر قحطبہ امام ابراہیم کے پاس آیا اور اوسکے پاس ایک نیزہ امام ابراہیم کا تہا ابو مسلم نے قحطبہ کو اپنے پیش خیمہ کا سردار مقرر کیا اور عزل و نصب کا اختیار اوسکو دیکر تمام لشکر میں اس امر کی اطلاع کر دی۔ اور اسی سال میں یعنی درمیان سنہ ۱۳۰ ہجری کے اور بعض کہتے ہیں کہ ایکسو چھتیس ہجری کے ربیعۃ الرائی بن فروج فقیہہ باشندہ مدینہ کا فوت ہوا اسنے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے اور اس سے حضرت امام مالک رضہ نے علم سیکہا۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۳۱ ہجری نبوی صلعم

اسی سال میں نصر بن سیار نے درمیان سادہ کے قریب الری کے وفات پائی اسکی عمر پچاسی برس کی تہی۔ اور اسی سال میں ابو حذیفہ واصل بن عطا الغزال المعتزلی فوت ہوا اسکی پیدائش سنہ ۸۰ ہجری کی ہے یہ شخص حضرت حسن بصری رضہ سے علم پڑہتا تہا پھر اس مسئلہ میں علیحدہ ہو کر مخالف ہو گیا

وہ کہتا تہا اصحاب کبار سلیمین سے نہ مسلمان تہے نہ کافر تھے بلکہ و نکار نہ بین بین کا تہا اسیواسطے
اوسکے ہمراہی اور وہ خود بنام معتزلہ مشہور ہیں۔ واصل بن عطا، قوم کا جولاہا نہ تہا بلکہ وہ سوت
کاتنے والیوں کو اسواسطے نوکر رکھتا تہا تاکہ معلوم کرے کہ کونسی عورت عفیفہ ہے تاکہ صدقہ اوسکے
واسطے پہنچادے اور اسی سال میں یعنی سنہ ۱۳۱ ہجری میں مالک بن دینار ایک غلام جو غلاموں
میں اسامہ بن لوز القرشی سے تہا فوت ہوا یہ شخص عالم و زاہد و عابد مشہور تہا۔

اب شروع ہوا سنہ ۱۳۲ ہجری

اسی سال میں قحطبہ بہت لشکر خراسان سے لیکر یزید ابن ہبیرہ امیر عراق کا طالب ہو کر گیا یہ
مروان کے پچھلے خلیفہ بنی امیہ کیطرف سے عراق کا عامل تہا وہ فرات کو طے کرگیا اور دونوں مقابل آکر
مگر یزید بن ہبیرہ کو شکست ہوئی اور قحطبہ گم ہوگیا بعضے کہتے ہیں ڈوب گیا بعض کہتے ہیں کہ لاش
اوسکی پائی گئی تہی وہ مقتول ہوگیا تہا مگر اوسکے بعد بیٹا اوسکا حسن بن قحطبہ اوسکے قایم مقام ہوا۔ اسی
سال میں ابو العباس السفاح کی بیعت ہوئی نام اوسکا عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس
ہے یہ شخص درمیان ماہ ربیع الاول کے یا بموجب قول بعض کے ربیع الآخر میں درمیان کوفہ کے خلیفہ ہوا
بعد اونکے جانیکے حمیمہ سے اوسکی بیعت ہوئی واضح ہو کہ انکے جانیکا سبب حمیمہ سے اور مقام پر یہ تہا
کہ ابراہیم امام نے والی خلافت کا اپنے بہائی السفاح کو کردیا تہا اسلئے ابو العباس السفاح اپنے
اپنے اہل بیت سمیت جنمیں اونکا بہائی ابو جعفر منصور وغیرہ تہا درمیان ماہ صفر کے کوفہ کیطرف گئے تھے
اور ربیع الآخر تک چھپے رہے پہر ظاہر ہوئے اور لوگوں نے اونکی خلافت تسلیم کی اور اونکے بھائی امام
ابراہیم کی تعزیت کی ماتم پرسی کو آئے یہ صاحب جمعہ کی صبح بارہویں تاریخ ربیع الاول سنہ ہذا میں کوفہ
میں داخل ہوئے یعنی درمیان سنہ ۱۳۲ ہجری کے بعد ازاں مسجد میں گئے خطبہ پڑہا اور لوگوں کو نماز پڑہائی پہر
منبر پر دوسری دفعہ چڑہے اور اونکا چچا داؤد بن علی بہی منبر پر چڑہے اونہوں نے نیچے کہڑے ہوکر
خطبہ پڑہا اور لوگوں کو اطاعت کیطرف برانگیختہ کیا پہر السفاح اوترے اور اونکے چچا داؤد بن علی
آگے اونکے تہے یہانتک کہ محل میں داخل ہوئے اور اپنے بہائی ابو جعفر کو مسجد میں بٹہلایا کہ میری
بیعت کیواسطے لوگوں کو کہو اور بیعت کرواؤ پہر سفاح معہ لشکر حمام اعین کو گئے اور اپنا خلیفہ کوفہ پر
اور اوس نواح کی زمین پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مقرر کر گئے ان ایام میں دربان السفاح کا عبد اللہ

بن لبسام تہا۔ پہر السفاح مذکور نے اپنے چچا عبد اللہ ابن علی بن عبد اللہ بن عباس کو شہرزور کو
بہیجا۔ اور باشندے وہاں کے یقین کرتے تہے کہ ہم بنی العباس کی اطاعت کرینگے اوس شہر میں
بنی العباس کی طرف سے ابو عون عبد الملک بن یزید الازدی تہا۔ اور اپنے بہائی عیسے بن موسیٰ بن
محمد کو طرف حسن بن قحطبہ کے روانہ کیا ہی ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے مقام واسط میں پڑا تہا۔ اور
یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو پاس حمید ابن قحطبہ بہائی حسن کے درمیان مدائن کے روانہ کیا اور
چند مہینے السفاح نے درمیان لشکر کے قیام کرکے کوچ کیا اور شہر ہاشمیہ میں درمیان محل امارت
کے جا اوترا۔ یہ شہر ہاشمیہ کوفہ میں ہے۔

بیان شکست دینے مروان کا قتل ہونے تک زاب میں اور بیان ہے اوس کے حالات کا

واضح ہو کہ مروان بن محمد بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف
پچہلا خلیفہ ہے خلفائے بنی امیہ کا اوسکو مروان الجعدی اور حمار الجزیرہ بہی کہا کرتے تھے وہ حران
میں تہا وہاں سے بعزم گرفتاری ابو عون عبد الملک بن یزید الازدی سے جو کہ بنی العباس کیطرف
سے شہرزور پر غالب ہو گیا تہا چلا جب مقام زاب پر پہنچا اوسنے اوتر کر ایک خندق کہدوائی
اور اوسکے ساتھ ایک لاکہ بیس ہزار جنگی جوان تہا۔ اودہر سے ابو عون بہی شہرزور سے جتنے آدمی
اوسکے ہمراہ تھے لیکر زاب کی طرف چلا اوسکے پیچہے اوسکے السفاح بہی لشکر لیکر آیا اوسکے ہمراہ چند
سپہ سالار تہے ازانجملہ سلمہ بن محمد بن عبد اللہ الطائی اور چچا السفاح کا عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ
بن عباس تہا جیسا کہ ذکر ہوا جبکہ عبد اللہ بن علی سامنے ابو عون کے آئے۔ ابو عون اپنے خیمہ کے
پردہ سے باہر نکل آیا اور اوسکو معہ اوسکے جو اوس میں تہا خالی کر دیا۔ پہر مروان نے ایک پل زاب پر
بنا کر طرف عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے عبور کیا اور عبد اللہ بن علی بہی مروان کیطرف
نکلا اونکے دہنی طرف ابو عون اور بائیں طرف ولید بن معاویہ کو لیا مگر لشکر میں عبد اللہ کے بیس ہزار
آدمی تہے بعضے اس سے بہی کم بتلاتے ہیں غرضیکہ جانبین کا مقابلہ ہوا اور لڑائی ہونی شروع ہوئی
مگر مروان کے لشکر میں کاہلی اور سستی ایسی ہوئی کہ جو وہ چاہتا تہا وہ نہ ہوتا تہا یہانتک کہ اوسکو

شکست ہوئی اور بہاگا بہت آدمی مروان کے بہاگتے ہوئے ڈوب ہی گئے مغروقین میں سے
ابراہیم ابن الولید بن عبد الملک بن مروان المخلوع بہی ہے وہ آجکے روز ہمراہ مروان تجارنے کے
تہا۔ اور عبد اللہ بن علی نے السفاح کیطرف فتح کی خبر لکہی لشکری لوگ مروان کے ہتہیار جو ڈال گئے
تہے اونکے ہاتھ آئے یہ شکست مروان کو زاب پر سہ شنبہ کے روز گیارہویں جمادی الآخر سنہ ۱۳۲ ہجری
کو ہوئی تہی جبکہ مروان زاب پر سے شکست کہاکر موصل پر آیا وہاں کے باشندوں نے بہت گالیاں
اوسکو دیں اور کہا کہ شکر ہے اللہ کا جسنے ہمارے نبی ؐ کے اہل بیت سے تمکو شکست دلوائی وہ وہاں سے
کوچ کرکے حران میں آیا اوسجائے کچہ اوپر بیس روز قیام کیا یہانتک کہ السفاح کا لشکر آپہنچا مروان
اپنے اہل بیت اور گہوڑے وغیرہ اسباب لیکر حمص کو بہاگ گیا۔ اور عبد اللہ ابن علی رضہ حران
میں آپہنچا اوسوقت مروان حمص سے بہاگ کر دمشق کو گیا پہر دمشق سے بہاگ پر فلسطین کو گیا
اور السفاح نے اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو لکہا کہ مروان سے بیعت کرواؤ اسلئے عبد اللہ اوسکے
پیچہے ہی چلا یہانتک کہ دمشق میں پہنچا اور اوسکا محاصرہ کیا اور چہارشنبہ کے روز پانچویں رمضان
شریف سنہ ۱۳۲ ہجری کو بزور شمشیر اوس میں گہس گئے عبد اللہ بن علی نے دمشق کو فتح کرکے پندرہ ۱۵
روز تک وہاں قیام کیا پہر دمشق سے کوچ کرکے فلسطین پر آیا اوسکے پاس ایک نامہ السفاح کا آیا
اوسمیں لکہا تہا کہ اپنے بہائی صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو مروان کے تعاقب میں چہوڑ
دو چنانچہ صالح ماہ ذیقعدہ اسی سال میں گئے یہانتک کہ نیل مصر میں پہنچے اور مروان اونکے آگے
بہاگا جاتا تہا یہانتک کہ ایک گرجا میں شہر بوصیر کے جا گہسا وہاں سے پکڑا گیا یہ شہر مضافات
مصر سے ہے اور اصحاب مروان کے بہاگ گئے اور مروان کی آنکہہ کی پتلی میں ایک نیزہ کا کوچہ لگا
وہ مقتول ہوا ایک باشندہ کوفہ کا انار بیچا پہرتا تہا اوسنے اوسکا سر کاٹ ڈالا مروان مذکور ستائیسویں
تاریخ ذالحجہ سنہ ۱۳۲ ہجری کو مقتول ہوا۔ جبکہ اوسکا سر سامنے صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے
حاضر کیا گیا آپنے ارشاد کیا کہ اسکو جہاڑ ڈالو بروقت جہاڑنے کے زبان اوس میں سے نکل پڑی
اوسجائے ایک بلی موجود تہی وہ اوٹہاکر لیگئی وہ سر صالح رضہ نے السفاح کے پاس روانہ کیا اور کہا
کہ خدا تعالی نے مصر واسطے تمہارے بزور شمشیر فتح کیا اور فاجر جوری کو خدا نے ہلاک کیا کیونکہ
وہ اپنی سزا کو پہنچا جیسا اوسنے ظلم کیا تہا ویسی سزا پائی اور یہی مقولہ اوس بلی کے بارہ میں ہے

جو اوسکی زبان کہنچی پہرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر سے انتقام لیتا ہے۔ بعد ازاں صالح مذکور آباعون کو مصر میں ٹہراکر شام کی طرف مراجعت کرآئے۔ جب وہ سر السفاح کے پاس درمیان کوفہ کے پہنچا سجدہ شکر ادا کیا جب مروان مارا گیا دونوں بیٹے اوسکے عبد اللہ اور عبید اللہ حبشہ کی زمین کیطرف بہاگ گئے حبشی اونسے لڑے چنانچہ عبد اللہ مقتول ہوا مگر عبید اللہ مع چند اپنے ہمراہیون کے بچ گیا خلافت مہدی تک وہ جیتا رہا اوسکو نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین نے پکڑکر مہدی کے پاس بہیجدیا بعد مقتول ہونے مروان کے اوسکی عورتیں اور بیٹیاں صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے سامنے حاضر کی گئیں اونکے باب میں حکم ہوا کہ حران میں انکو بہیجوا ور جب وہ عورتیں وہاں گئیں اور مروان کے محل دیکہے بہت روئیں عمر مروان باسٹھہ برس کی تہی اور مدت خلافت اوسکی پانچ برس ساڑہے نو مہینے کنیت اوسکی ابا عبد الملک ہے ماں اوسکی ام ولد کرد یہ تہی اور لقب اوسکا حمار اور جعدی تہا کیونکہ وہ مذہب کی تعلیم سے پایا تہا اور وہ قرآن اور قضا و قدر کے مخلوق ہونیکا قایل تہا حلیہ مروان کا یہ ہے مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مذکور سفید رنگ بزرگ چشم سر کلاں ریش انبوہ اور چونکہ سفید رکہتا تہا اور شجاع اور استوار تہا مگر جب مدت اوسکی زندگی کی پوری ہوئی وہ استواری اوسکے کچہہ کام نہ آئی یہ سب سے پچہلا خلیفہ خلفائے بنی امیہ کا ہے۔

بیان اون لوگوں کا جو بنی امیہ میں سے مقتول ہوئے

واضح ہو کہ سلیمان بن ہشام بن عبد الملک کو السفاح نے امن دی تہی اور جان بخشی کی تہی مگر سدیف شاعر نے السفاح کے پاس آکر چند شعر اوسکے قتل کرنیکے باب میں پڑہے وہ سنکر السفاح نے حکم دیا کہ اچہا سلیمان کو مار ڈالو فی الفور مارا گیا اور عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس چند آدمی بنی امیہ میں سے آجمع ہوئے تہے کہتے ہیں کہ قریب نوّے آدمیوں کے تہے جب وہ دستر خوان پر کہانا کہانے حاضر ہوئے اوسوقت شبل بن عبد اللہ غلام بنی ہاشم عبد اللہ عم سفاح کے پاس حاضر ہوا اور چند شعر اونکے قتل کے باب میں اونے پڑہے عبد اللہ نے حکم دیا کہ انکو مار ڈالو چنانچہ اوسیوقت اونکو ذبح کر دیا گیا انکا خون بہتا پہرتا تہا اور لوگ کہانا

کہانے جاتے تہے اور اونکے مرنے کیوقت خرخر کی آوازیں سنتے تھے اور کہاتے تھے یہانتک کہ سب مارے گئے اور عبد اللہ نے حکم دیا کہ بنی امیہ کی قبریں اوکہاڑکر دمشق سے مُردوں کو بھی پھینکدو۔ چنانچہ معاویہ بن ابی سفیان۔ اور یزید ابن معاویہ کی قبر اور عبد الملک ابن مروان کی قبر اور ہشام بن عبد الملک کی قبر اکہڑوا کے پھینکدی گئیں مگر مُردوں کو اونہیں صحیح سالم پایا حکم دیا کہ انکو سولی دو پہر حکم کیا کہ جلاڈالو چنانچہ آگ میں لاشیں جلائی گئیں۔ اور جس شخص کو اولاد بنی امیہ سے پایا اوسکو قتل کیا کوئی شخص بنی امیہ میں سے نہ بچا مگر تہا لڑکے دودہ پیتے یا جو اندلس کیطرف بہاگ گئے تھے وہ بچ گئے اور اسیطرح سلیمان ابن [illegible] عبد اللہ بن عباس نے بصرہ میں ایک جماعت بنی امیہ کو قتل کرکے راہ میں اونکی لاشیں ڈلوادیں کتوں نے اونکو پہاڑ ڈالا اور جو بنی امیہ میں سے رہ گیا تہا اوسنے جب یہ حال دیکہا کسی ملک کو نکل گیا اور پہاڑوں میں چہپ گیا ۔۔

تمام ہوئی جلد دوسری تاریخ ابوالفدا کی

مطبوعہ مطبع افغانی امرتسر

باہتمام نیاز علی خاں تاجر کتب مالک مطبع افغانی امرتسر